قطعهٔ تاریخ از منشی اشرف علی صاحب متخلص به اشرف

شاعر استاد و دیرینه اسیر | خوش کلامی از خیالش بهره مند
طبع شد دیوان او و در فکر سال | گفت اشرف دفتر عاشق پسند

سنه ۱۲۷۱ هجری

ایضاً

چون ز حکم اسیر میر سخن | طبع این نسخه گشت بس بهتر
کلک اشرف نوشت مصرع سال | کلیات لطیف [illegible] در ز

قطعهٔ تاریخ از سید بنده حسن متخلص به عالی

سنه ۱۲۷۱ هجری

شد دو دیوان استادم طبع | عالمی را از دست فیض دوام
سال تاریخ گفتم ای عالی | اوستاد دست برگزیده کلام

قطعهٔ تاریخ از شیخ حبیب علی صاحب

سنه ۱۲۷۱ هجری

هر دو دیوان طبع یک جلد شد | راه حرف مدعی مسدود گشت
مصرع تاریخ آن گفتم حبیب | از دو گوهر یک صدف مملو گشت

سنه ۱۲۷۱ هجری

۵۴۰

قطعه [illegible] حسین خان متخلص [illegible]

[illegible] طبع شد [illegible]

[illegible] سال طبعش [illegible]

ایضاً

قطعهٔ تاریخ از شیخ اعظم علی صاحب متخلص به ذره

گشت چون مطبوع دیوان اسیر	هر غزل هر شعر ذره لاجواب
بهر تاریخش ندا آمد ز دل	گو کلام بے عدیل انتخاب
ایضاً	سنه ۱۲۷۱ هجری
چو دیوان استاد من طبع شد	بدل ذره گشتم ثنا خوان عشق
بتاریخ او [illegible] طبع من	بگفتار ہے سرو بستان عشق
ایضاً	سنه ۱۲۷۱ هجری
زهی دیوان دُر بحر کرامت	جهان آرا که نظم قدس و عالے
طلب کردم چو سال طبع ذره	ملک گفتا که نظم قدس و عالے
ایضاً	سنه ۱۲۷۱ هجری
دو دیوان استاد شد طبع ذره	زهی نظم نامی زهی نظم نامے
بیک مصرعه حسبت گفتم دو تاریخ	دو نظم اسیر و دو نظم گرامے
سنه ۱۲۷۱ هجری	سنه ۱۲۷۱ هجری

قطعهٔ تاریخ از [illegible]

متخلص به شایان

۵۳۹

در سال سعید و ماه سوال
مطبوع شده کلام روشن
برق نسبه طور مطلع گرم
بر صفحه نظر دست [illegible]

قطعهٔ تاریخ [illegible]

دیوان اسیر رشک گلشن
سنه ۱۲۶۸ فصلی

ایضاً

بشگفت گل دگر بگلشن
هجری تاریخ شد مزین
شایان بنوشت از سر طبع
دیوان اسیر رشک گلشن
سنه ۱۲۷۱ هجری

۵۳۶

قطعہ تاریخ از شیخ امیر احمد صاحب متخلص بہ امیر

دیوان چھپ چکا میان شاد کی ایسا — مطبوع طبع اہل زبان ہر زبان ہے
اس سے بلند مصرع تاریخ ہی محال — بس سرزمین شعر کی ہین آسمان ہے

قطعہ تاریخ از امیر علی خان متخلص بہ ہلال — ۱۲۷۱ سنہ ہجری

ایسا چھپا کلام فصیح و بلیغ ہند — مطبوع ہر طبیعت برنا و پیر ہے
منشی ملک ہند مظفر علی ہے نام — آزاد قید غم سے تخلص اسیر ہے
کیا کیا کرون بیان مین حسن صفات و ذات — استاد وضعدار امیر کبیر ہے
عہدہ ملا ہے دستخط خاص کا اوسے — وہ دست بادشاہ و زبان وزیر ہے
مقبول خاص و عام نکیونکر ہو کلام — بندش ہے صاف نظم متین دلپذیر ہے
ہر ایک قصیدہ رتبے مین ہے رشک بے نظیر — جو ہی غزل وہ غیرت بدر منیر ہے
کیونکر نہو عروس مضامین مین نک چور — جو ہی ورق وہ تختہ جنت نظیر ہے
تشبیہ تو ہی کو چہ ہین السطور کے — شیرین جو ہی کلام تو یہ جوی شیر ہے
تاریخ بی مبالغہ لکھی ہلال نے — یہ طور صاف رشک جلال اسیر ہے

۱۲۷۱ سنہ ہجری

تاریخ ولادت پسر شیخ حبیب علی صاحب

از اوج فلک نیر اجلال آمد	نامش عبد السلام فی الحال آمد
تاریخ ولادتش چنین گفت اسیر	زیبا قمر شوکت و اقبال آمد

✤ تاریخ رسالهٔ موسیقی تصنیف حضرت سلطان العالم خلد الله ملکه سنه ۱۲ ہجری

طرفه رساله که به علم غناست	ریختهٔ خامهٔ شاه جهان
سال رقم کرد رقم خامه‌ام	زمزمهٔ بلبل باغ جنان

✤ تاریخ مسجد — سنه ۱۲۷۰ ہجری

در بنارس بنا شده مسجد	از پی طاعت خدای ودود
بهر تاریخ سال هاتف غیب	گفت بیت خدا مقام سجود

✤ قطعه تاریخ اختتام دیوان از مصنف مد ظله العالی سنه ۱۲ ہجری

زہے دفتر نظم رنگین که هست	زبان هر ورق در بیان سخن
تاریخ ترتیب دیوان اسیر	رقم زد قلم گلستان سخن

سنه ۱۲۷۱ ہجری

۵۳۵

قطعهٔ تاریخ از میان کیوان

طُبِعَ النَّظمُ لِخَیرِ الشُّعَرا
این نظم برای بهترین شاعران طبع شد

مِنهُ لِلمَنفَعَةِ الاَنهارُ
ازین طبع ظهور نفع این شاعران جو انهار شد

اَنتَجَ الفِکرُ لَهُ مِصرَاعًا
برای طبع فکر مصرع تاریخ گفت

لِفَصیحٍ طُبِعَت اَشعارُ
طبع این شعرها برای فصیح کرده شد

۱۳۰۷ ہجری

ایضاً

سید والا ہمم قدسی شیم عابد اسیر
رتبه و قدر و شکوه و شان او آبش وضوح

درج ہر دیوان چو شد ذکری باک ظهور
طبع آن مطبوع طبع موزنان شد چون صبوح

بیش جوش قلزم ذخار طبع رسا تر
چون نگرود آب آب از خجلتش طوفان نوح

سال طبعش گفت کیوان رحمتا بینات
فکر خالق قالب الفاظ و مضامین سبوح

ایضاً

۱۳۰۷ ہجری

کامل و صاحب اشعار و شاعر غرا اسیر
نظم او ممتاز فکر و فکر او ممتاز نظم

ہر دو دیوان است ہا در اردو زبان مطبوع شد
شاعران یابند حظ از خوبی انداز نظم

قطعهٔ تاریخ از مرزا محمد حسین

اسیر این دو دیوان چو موج ...
شگفته چو گلشن دل و طبع شد
خرد مثل گلچین گل سال چید
دلستان افکار این طبع شد

۵۳۸

ایضاً

تخلص بحر ...

قطعهٔ تاریخ از جناب بخشی الملک جناب فتح الدوله بهادر

طبع چون گردید دیوان اسیر
گشت در وصفش زبان نطق لال

زد رقم تاریخ کلک فکر برق
هست این دیوان اکمل بی مثال

قطعهٔ تاریخ از مقبول الدوله احسان الملک کپتان مرزا محمد مهدی علیخان بهادر قبول ثابت جنگ

دیوان اسیر کامل فن شد طبع
از شعر متین متانت دیوانست

چون سر بگرد گفت تاریخ قبول
مطبوع دل فصاحت دیوان هست

قطعهٔ تاریخ از مولوی متخلص بشهید سنه ۱۲۷۱ هجری

ناظم و نثار و منشی شهنشاه جهان
در فصاحت در بلاغت هست مثل او نشاد

صاف باطن صاف طینت صاف دل پاکیزه خو
خوش کلام خوش جمال و خوش سخن خوش اعتقاد

فی الحقیقت خاطرش هست از صفا چون آینه
ذات پاک او مبراست از بغض و عناد

چون مرتب گشت دیوان طبع گردانید خود
از برای شاعران خوش بیان خوش نهاد

سال تاریخش چنین هاتف بفرمود ای شهید
حبذا دیوان مطبوع اسیر نیک ذات

سنه ۱۲۷۱ هجری

۵۲۷

جو شاہزادہ عالیمقام پیدا شد	حسین و خوش منش و رشک مہر و ماہ
چہ حسب حال بسال ولادتش گفتم	بلند قدر سکندر شکوہ دارا جاہ

تاریخ دیگر
سنہ ۱۲ ہجری

چو شہزادہ مہروش گشت پیدا	کہ روشن از و شد ہمہ قصر خاقان
بدل داشتم فکر سال ولادت	فلک گفت تاریخ خورشید سلطان

تاریخ دیگر
سنہ ۱۲ ہجری

ہوا اسنانہ شہ میں پیدا پسر	خوشی کی جگہ جائی عشرت ہے یہ
لکھے اوسکی تاریخ یون کلک نے	گل بوستان ریاست ہے یہ

تاریخ ولادت پسر لالہ شیوچرن لال
سنہ ۱۲ ہجری

این کودک لالہ شیوچرن لال	ماہ است کہ مہ بروست ہالہ
تاریخ ولادت چنین طفل	بنوشت قلم چراغ لالہ

تاریخ فتح
سنہ ۱۲ ہجری

چو فوج بادشہ شد حملہ آور	در گردن کشان از پا در افتاد

تاریخ خطاب
سنہ ۱۲ ہجری

تاریخ حمل

رحلت خواجہ وزیر الجہاں کو ہوئی شاق | خاک بر سر ہوئی اس غم میں صغیر اور کبیر
کی رقم کلک نے صفحہ پہ یہ تاریخ وفات | خواجہ عالم ارواح ہوے جان وزیر

تاریخ وفات محمد امجد کہ از بام بزیر آمدہ از جہان گذشت سنہ ۱۲ ہجری

محمد امجد از آفاق بگذشت | باعضاش شکست بجد آمد
بتاریخ وفاتش گفت ہاتف | بظل پاک حیدر امجد آمد

تاریخ آشوب چشم خود — سنہ ۱۲

بآشوب چشمان شدم مبتلا | چو از گردش آسمان کہن
دعائیہ تاریخ گفتم اسیر | شود دور آشوب از چشم من

تاریخ

سنہ ۱۲ ہجری

کسے ملے گا دیکھئے کیونکہ یہ شیر آن و روزہ | جو روزہ دار ہے وہ انتظار شام میں ہے
زبان خشک سی نکلی ہے جو دیکھو تاریخ | کہ آج شدت گرما بہ صیام میں ہے

سنہ ۱۲ ہجری

تاریخ تولد شاہزادہ عالیمقدار طول العمرہ

تاریخ کوٹھی [illegible] سنہ ہجری
بہر سوی آفاق گردید شہرت
کہ در [illegible] کوٹھی بنا شد
خرد گفت تاریخ سال بنایش
بنا کوٹھی عالی و دلکشا شد
سنہ ۱۲۶۴ ہجری

تاریخ مسجد [illegible]

تاریخ وفات [illegible]

رباعی

ای ستبہ سر رشتہ گیسوی حسین	ہر ایک خوشی ریخ ہی ہنسی روی حسین
سو سال جہا نین عید آئے تو کیا	پوشیدہ ہوا ہلال ابروی حسین

رباعی

ای قلعہ کشا عقدہ کشا ادرکنی	اعجاز نما راہ نما ادرکنی
کب تک مین ہون پابگل و دست ز دست	یا دست خدا شیر خدا ادرکنی

تاریخہا

والد گوہر سے علی شد از جہان	شد دل آفاق زین ماتم دو نیم
سال تاریخ وفاتش گفت عقل	آب دل گردید گوہر شد یتیم

تاریخ وفات میان اظہار شاعر سنہ ۱۲ ہجری

پردہ خاک مین میان اظہار	کیسے اکبار ہو گئے پنہان
ہاتف غیب نے کہی تاریخ	آج اظہار ہو گئے پنہان

تاریخ وفات خواجہ فقیر مرحوم سنہ ۱۲ ہجری

۱۲۳۱ھ

[illegible]

تسبیح کی سو دہن ہین اور اک زبان

اسپر سی دلیل ہو جو دانا سمجھے

رباعی

نور نظر شاہ ولایت ہی حسین

لخت جگر ختم رسالت ہی حسین

جو ہاتہ کہ ہی مست بر دست خدا

اوس ہاتہ مین انگشت شہادت ہی حسین

رباعی

رکھتی ہے حسین سند نسبت حیدر

ہتی گو زمین دست حق پرست حیدر

رہتی جو پیمبر کو دی ہتی حق نے

وہ شہ کو ملی دست بدست حیدر

رباعی

شبیر نے کیا اوج سعادت پایا

پیدا جو ہوئی تاج شفاعت پایا

لکہی گئی جب لوح پر اس نام کی حرف

استاد ازل سے سب نے خلعت پایا

رباعی

سو نگہی ہے جو کوئی ہنوز خاک شبیر

معلوم ہو حال دردناک شبیر

تسبیح سی ظاہر ہے غریب الوطنی

گردش میں ابھی ہے خاک پاک شبیر

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

افسانہ اعجاز ولی کہتا ہون
مین سر خفی راز جلی کہتا ہون
آتی ہی خدا خدا کی آواز
دل سے جو علی علی کہتا ہون

رباعی

مقبول در رسول یزلی آتی ہین
جو شیر خدا ہین وہ ولی آتی ہین
اتنا نہ ستا جسم کو اے دیو مرض
چل دور ہو کافر کہ علی آتے ہین

رباعی

یا حیدر صفدر ہو شہنشاہ تمہین
اسرار حقیقت سے ہو آگاہ تمہین
کہتے ہین سب جسے کعبہ ایمان مومن
باللہ ہین تمہین ہو تم بابد تمہین

رباعی

نوروز مین ہے جہان معطر دیکھو
عالم مین بہار عید اکبر دیکھو
انصاف سے شان عدل حیدر دیکھو
ہین آج سے روز و شب برابر دیکھو

رباعی

بارہ ہین جو نایب رسول دو جہان
یہ ایک زبان رکھتے ہین اور ایک بیان

۵۲۹

[illegible]

اسباب جہانگو زیاکان ہا ہمین
دنیا میں نہیں عجب ٹھکانا کوئی
ہے وجہ یہی جو نیا مکان کہیں ہر

رباعی

کیا غم اگر زمین میں ہونا ہو گا

[illegible]

رباعی

کیا نام علی میں مدعا ملتا ہے	دل کو بھی زبان کو بھی مزا ملتا ہے
کیا منزلت ولائی حیدر ہو بیان	اس راہ میں چلیے تو خدا ملتا ہے

رباعی

دل حیدر کرار کو کیا کہتا ہی	سر دفتر دیوان قضا کہتا ہی
کیا حق سی ہے اتحاد اللہ اللہ	بھٹکا ہی جو کوئی تو خدا کہتا ہے

رباعی

شمع حرم علم یقین حیدر ہے	سر و چمن دین مبین حیدر ہے
قرآن الفاظ اوس میں معنے ہی علی	کعبہ ہی مکان اوس میں مکین حیدر ہے

رباعی

دیکھو تو ذرا مرتبۂ شیر اله	آغاز ہے انجام بھی کیا خوب ہوا
کعبے میں ولادت ہوئی اللہ ری شرف	مسجد میں شہادت ہوئی اللہ اللہ

رباعی

[illegible]

پوشیدہ نہین ہے مرے قصے پر | جو کچھ ہی زمین و آسمان ہین

رباعی

ہرچند اوسی نیاز نامہ لکھا | کوتاہ کبھی دراز نامہ لکھا
پائی یہ جواب مین جو کوتہ قلمی | آخر لکھنے سی باز نامہ لکھا

رباعی

خورشید کا ماہ کا نکلنا دیکھو | تارونکا ہجوم کرکے چلنا دیکھو
ہی دن کو سفید شب کو پوشاک سیاہ | گردون کا ذرا رنگ بدلنا دیکھو

رباعی

باندھتا سب ساتھیون کو گھر کا اسباب | سد سنگر ادھر گیا ادھر اسباب
بیٹھا ہی جب سکندروش سرراہ آکر | آمادہ کیا خوب سفر کا اسباب

رباعی

سوچو تو ثبات دہر فانی کیا ہی | یہان قصہ پیری و جوانی کیا ہے
کیون آئے نہ اعتراض کرنی کو اجل | مضمون غلط سی نکتہ دانی کیا ہے

ظلم تہوڑی بہی ہین بہت ہمکو	دیکہ ظالم کہ ناتوان ہین ہم
پیسنے سی ہمارے کیا حاصل	ای فلک مشت استخوان ہین ہم

قطعہ

کسی دروازے پر نجا ای دل	کس لیے آبرو کو کہوتا ہے
تہے جو محکوم وہ ہوے حاکم	کبہی دنیا مین کوئی ہوتا ہے

قطعہ

کیا ذکر ہی اور ساتہیون کا	یہ چہوڑا دل نی بہی ساتہ اپنا
تنگ آئی ہین سخت ان بتونسے	پتہر کی تلی ہی ہاتہ اپنا

قطعہ

کری کوئی مولا کی کیونکر صفت	صفات خدا ہین صفات علی
رہی رزم و دین کیون نہ روشن بہم	چراغ ہدایت ہی فقرات علی

قطعہ

عاجز قلم و زبان ہین دونون	توصیف امام انس و جان مین

قطعہ

داغ اسکے دل صد چاک مین ہین یون

جس طرح شمع مزار شہدا جلتی ہے

۵۲۴

ہاتھ میں پھر تصدق لیکی طشت مہر و ماہ — گرد قربان ہو رہا ہے گردش لیل و نہار

نذر کرنے کی لئے لائی زر گل کو زمین — آسمان کرتا ہی ہر ساعت زر انجم نثار

دور بیماری ہوئی صحت مبارک جسم کو — صحن گلشن سے گئی باد خزان آئی بہار

جو کروں تعریف میں بہتر وہ زیبا ہی تجھے — تو ہی فرزند نبی دلبند شاہ ذوالفقار

درہم و دینار کی مجکو نہیں ہے آرزو — چشم الطاف و کرم کہتا ہوں ای عالی وقار

آسمان پر چشمۂ خورشید ہو جب تک گرم — برگ گل کی شست و شو جب تک کری ابر بہار

آفتاب دولت و اقبال نور افشان رہے — تازگی سی بوستان عمر ہو سرسبز و دار

قطعہ در تعریف حضرت سلطان العالم محمد واجد علی شاہ بادشاہ خلد اللہ ملکہم

فلک ہے پردۂ دولت سرا سلطان العالم کا — قمر ہے آسمان پر نقش پا سلطان العالم کا

بسان شمع خامہ انگلیوں کیوں نہ ہو روشن — فروغ معدلت ہے منشی سلطان العالم کا

بجا باد بہاری نام رکھا ہی سواری کا — سلیماں کی طرح ہی مرتبا سلطان العالم کا

صدف کو گنج گوہر گنج انجم چرخ کو بخشا — کشادہ دل ہے عالی حوصلا سلطان العالم کا

یہ مستغنی ہیں تابندہ صد ایسی بادشاہ ہیں — کہ ابراہیم ادہم ہے گدا سلطان العالم کا

۵۱۸

بیٹھا ہے کب جو نغمہ سرائے گروہ حسین
سو جہانہ آسمان نہ آئی نظر زمین
پیار آگیا کمال مجھے چوم لی جبین
مینے بلائیں لین جو بجانے لگی وہ بین
یہ ہاتھ ڈانڈ بنگیا ہر اک ستار پر

زندوں کی بزم ہے نہ یہاں آئیے حضور
ایسا نہو کہ بیٹھ کے پچھتائیے حضور
تشریف کچھ سمجھ کے ادہر لائیے حضور
موقع نہیں نشست کا اوٹھ جائیے حضور
میخانہ مین بہار گری کی بہار پر

مدت سے مبتلائے غم ہجر یار ہون
دم بہر بہے مجھے قرار نہین بیقرار ہون
کہائے ہین داغ غم ہمہ تن لالہ زار ہون
پہلے سا دل تڑپتا ہے جو فلس اب ہون
لالی کو بہی ہے تنگ دل داغدار پر

اشعار جب قابل مدح و ثنا ہوئے
اس پر سخن سرا لب معجز نما ہوئے
سامع اسیر قائل ذہن رسا ہوئے
کیون طول اس غزل کو زیادہ جفا ہوئے
اختر خدا کا شکر ہے اس اختصار پر

مخمس غزل میان مصحفی

دیکھا کبھی گلشن دنیا بہار پر

کیا غم جو اپنی عمر کا ساغر چھلک گیا
بعد فنا عروج نہ وہ اب تلک گیا
طالع کا انکسار ستی تارا چمک گیا
ہر چند خاک مین تہا مگر تا فلک گیا

دہوکا ہی آسمان کا میری غبار پر

گاڑا نشان کفر شریعت کا لیکی نام
ایذا ہو جس مین شیر خدا کو کیا وہ کام
ایسی معاندون پر تو غصہ نہین حرام
بس آئے پاس رکہتا ہون اگلی تیغ نیام

لعنت کا ہاتہ چہوڑو نکا دو مین چار پر

بدنام ہوینگا سیرہ عبث ٹوکرا نہ لو
مونہ زور اسقدر نہ ہو مونہ کو لگام دو
چوری ہی یہ جہان توجہ کی اسی ڈرو
مضمون غیر لکہو نہ حسن حسن کی شاعرو

یا جامہ کوئی اور چڑہا لو ازار پر

گیسوی مشکبار مضامین کو تاب دون
بلبل حسن طبع رسا کو خطاب دون
آئی جو حور سامنی اوسکو جواب دون
کیونکر نہ مین عروس معانی کو آب دون

دل کو ندہ گیا ہی آج تو او سنگار پر

٥١٧

اس بات پر دلیل ہے قولِ شہ زمان
مٹہے ہیں بندے آنار کی کیا غم ہا عیان

دست دعا کا دہوکا ہے شاخ چنار پر

ذرون سے مہر قطرون سے پیدا ہوی گہر
سے مٹہے کی موتو تکو کیا غیرت قمر
حسرت سے بار بار بکنیز نکر کرون نظر
پریان ہزار آسی بنا ہین نگار کر

طفلے سی سنگ آتا ہے مجکو کہار پر

ذات خدای پاک کا ہی آسرا ہمین
منظور راستی سی ہے حق کے رضا ہمین
پہر جا ہے ساری خلق تو ہا خوف کیا ہمین
منصور و فتحیاب کرے گا خدا ہمین

حق بات بولی جابین گو ہو ہین دار پر

ایسا کبہی ہجوم ہنو گا تہ فلک
مجمع تہا دیکہنے کو رخ یار جہلک
دیکہا عجیب لطف کہ اسمین ہے ہنس کے سنگ
یا ہ رجب نہ ہو لو نگا ہین سبا تلک

تو حید ہی ہین کہا رگر ہی کہار پر

وہ رنگ گل نہ وہ چمن لگشار ہا
جز خار درد و غم کسی گلشن مین کیا رہا
کہا ہی ہین داغ موسم گل مین با ہے رہا
گہتنکا خزان کا باغ جہان مین لگا رہا

کمال جبر کیا اختیار دیکھ چکا
عنایت و کرم بیشمار دیکھ چکا
[illegible] غم بار بار دیکھ چکا
عجیب رنگ خزان و بہار دیکھ چکا
[illegible] دیکھ چکا
[illegible] دیکھ چکی
[illegible] دیکھ چکی

٥١٦

مخمس غزل حضرت سلطان العالم خلد اللہ ملکہم

تہا زندگی مین فوق نقاہت کے خار پر
اتنا کرم ضرور ہی مجھ خاکسار پر
اب عکس کا وہ کوہ ہی جسم نزار پر
صدمہ نہ یو پہنچی کوئی مرے جسم زار پر
آہستہ پہول ڈالنا میری مزار پر

زردی سی چہا گئے صاف رخ لالہ زار پر
مہندی کا دل لبا گئی گل روئی نگار پر
پہولوں کا خون خشک ہوا شاخسار پر
گلشن مین اوسکا حسن ہوا جب بہار پر
رشک آگیا بلبلوں کو مری گلعذار پر

تنکا سا ہی گیا نظر اعتبار مین
وہ ایک کیا پہاڑ سی ظاہر نزار مین
ہی مور کس شمار مین اور کس قطار مین
لاغر وہ ہون سماتا نہین چشم یار مین
مجنون کو ہی حسد مری جسم نزار پر

کس دن نہین ملال شب ہجر ہی مجھے
صدمہ بخار کا سبب ہجر ہی مجھے
رنج فراق کے تب ہجر ہی مجھے
غصہ نہ کیجئی کہ تب ہجر ہی مجھے
کچہ سرد مہری چہا گئی امراض حار پر

زندگانی کا مزہ وصل میں جب حاصل ہے اسیر
موت نہ مین اوس حور شمائل کے زبان ہستی ہے

نخچشا خنہ روشن پنجہ حنائی ہے
رشک شمع کافوری یار کی کلائی ہے

نام زیست ہے جس کا وہ وصال ہے تیرا
موت جسکو کہتے ہین وہ تری جدائی ہے

سرو و بہر گلشن کے کیا فراق مین ہائے آتش
اشک مین رہا ہے آہ مین سمائی ہے

کور کیون نہو جائین آنکھین عیب بینون کی
خامہ سیہ اپنا ہے نیکی سلائی ہے

اس چمن پہ اے بلبل ناز ہی عبث تجھکو
کونسا ہے گل جس مین بوے آشنائی ہے

بندۂ محبت ہین سارے مومن و کافر
گہر مین اوس صنم کی ہی آج کل خدائی ہے

دوست ہے ولی اپنا کون اس عالم مین
آئینہ سی کچھ ہمکو صورت آشنائی ہے

مر رہے ہین فرقت مین دیکھین وصل کیونکر ہو
لوٹتا ہے غم ہمکو عیش کی دہائی ہے

لا کہ غیر پہر کا مین بادشاہی کب قاتل
تیغ بہی لگائی ہے پہ بس سیاہے بجہائی ہے

مثل گل گریبان کی پہر اسیر کر گہڑی
پہر جنون کا طغیان ہے پہر بہار آئی ہے

۵۱۳

اب جان خط تیغ گلی پر پہنچ گیا
ہیکل اجل کو ہمسی طلب ہے ارسیہ کے

راز نہان ہین اہل خرد پر کہلے ہوئے
ابجد کے قفل کو نہین حاجت کلید کے

گلشن نظر مین کنج شہیدان سے کم نہین
ہر شاخ گل ہے شمع مزار شہید کے

گلشن کسی نے مول لیا ہے کسینے گہر
ہمنے زمین شعر جہان مین خرید کے

کسطرح رند تابع پیر مغان نہون
تقلید پیر کی ہے سعادت مرید کے

دنیا مین غم رقیب نے ہمکو دئی اسیر
کیون عاقبت خراب نہو ابن یزید کے

نہین آرسے اوسکی تصویر ٹوٹی
سکندر کے یہ لوح تقدیر ٹوٹے

دلا جان بخشی کی ہے کون صورت
خدا ساز قاتل کے شمشیر ٹوٹے

یہی حسرت دل مین کہ مین جو رویا
اگر خاطر طفل بے شیر ٹوٹی

کوئی رند مجھسا نہین دل شکستہ
صراحی ہوئی جب بغل گیر ٹوٹے

زہ دستیان در وحشت کی دیکھو
کہ جو رہی کی مانند زنجیر ٹوٹے

رقیب نمایش مین اوسکی نہ ٹہرا
کسانی مین نقص ہے شمشیر ٹوٹے

ترکِ دنیا سے بلا وا مان یار
ضد سے وہ دیتا ہے تعبیرِ فراق
آئے ہو مجھ سخت جان کی قتل کو
چکنی چکنے ہاتھیں جو باتیں کیا ہو ٹین
سخت جانون سے بگڑتی ہے کہیں
گر میسر ہو شمع روی یار ہے
صورت تارِ نظر ہے وہ کمر
حشر میں دیدار ہے کسکو نصیب

دستِ کوتہ کی رسائی دیکھیے
لا کہ خوابِ آشنائی دیکھیے
خنجر نازک کلائی دیکھیے
پھر رہا ہے ہمسے رکھائی دیکھیے
تیغ نے کیا منہ کی کھائی دیکھیے
کسکی نکلے مومیائی دیکھیے
دی اگر کچھ بھی دکھائی دیکھیے
جیتی جی شانِ خدائی دیکھیے

موت آج آئے کل آئی اے اسیر
نبض کیا اپنی پر آئے دیکھیے

سن کے کبھی جو نزع میں ہچکی شہید کے
اک کل ہوا ہو گیا مرض اہلِ درد کے
آتی ہے میری فرقتِ جانان میں ہچکیان

سسک ہوئے او نہیں سحر روز عید کے
بوٹی چبا کے کھائیں نہیں فرید کے
شیشہ شراب کا ہے کہ گردن شہید کے

٥١٠

جب سے اس سنگدل کے عاشق ہین
سینے پر اپنے صبر کے سل ہے

کب ہے اسکو ہوائے باغ جہان
طائر عرش آشیان دل ہے

سہل گریہ ہے نالہ ہے آسان
صبر دشوار ضبط مشکل ہے

ظلم سے ان بتون کے کیا دہشت
عدل ہوگا خدا تو عادل ہے

کیا طبیبون سے ملتجی ہون اسیر
درد دل کب دوا کے قابل ہے

٥٠٧

کیا خبر خلق کو درویشی و سلطانی سے
کوئی آگاہ نہین ہے خط پیشانی سے

دہن یار جو معدوم بنایا کیا غم
چشم آگاہ ہے آئین سخندانی سے

سات حلقے مری زنجیر کے ہین ہفت فلک
نظم عالم ہے مرے سلسلہ جنبانی سے

بارہا سر سے مرے اشک کا دریا گذرا
خط قسمت نمٹا صفحہ پیشانی سے

چشم تر سبب سوزش دل مثل چراغ
گرم ہنگامہ آتش ہے یہان پانی سے

شکر صد شکر نہین تخت کے پابند قدم
سر گرانبار نہین افسر سلطانی سے

بے لیاقت ہین ارباب ہنر صاحب قدر
جوہر تیغ عیان ہوتے ہین عریانی سے

نہ رواج جنون خالص ہے اسکو آیا کمیو
عبث ہے اسقدر پرہیز تجکو ای سگ جان
یہان تلک علم اعتقاد سست کہتے ہین
بشارت کے عوض ہو آہ آبہ بادیہ نیا ہے

محک کے ہو جو جبہ صحو سنگ ملامت ہے
ہما کہا ہی جو میرے استخوان اوسکی سعادت ہے
جو پائے پر چلی مردہ کہین یہ کرامت ہے
اگر منظور تجکو کعبۂ دل مین عبادت ہے

اسیر اب ہرزہ گردی چہوڑ کر بیٹھ کے خانی مین
کہ آخر ایکدن تہ خانۂ کنج قناعت ہی

عارض یار پر عیان تل ہے
وسعت شہر عشق کیا کہئے
گور جسکو زمانہ کہتا ہے
جسم عالم مین ہون مین صورت جان
زلف سنبل ہے گل رخ محبوب
جسکو کہتی ہین لوگ عرش برین
ہجر مین جو خون ہے بادۂ گلرنگ

ذرہ خورشید کی مقابل ہے
ایک کوچہ ہزار منزل ہے
پہلے ملک عدم کی منزل ہے
سر اجلاد اپنا قاتل ہے
یہ چمن دیکھنے کے قابل ہے
کرسی آستانۂ دل ہے
حلق مینا گلوئی بسمل ہے

۵۰۶ لہ

دیکھ کر نوک مژہ دل ہو نہ کیونکر بکڑی
نیش عقرب ہے تو ہو جاتی ہین پتھر بکڑی

نظر آجائے صفائے رخ جانان جو اوسے
اپنا آئینہ کرے آپ سکندر بکڑے

فکر ہر وقت وہان قید کی باقی ہے اسے
بیڑیان بنتی ہین ہوتی ہین جو خنجر بکڑی

کشور فقر وہ کشور ہے کہ جس کشور مین
مانگتے پھرتے ہین ار اوس سکندر بکڑی

کاٹ ابرو مین جو قاتل ہے وہ ہلکی ہے عزیز
اوسے تلوار کی گویا ہین یہ خنجر بکڑی

ای پری قبر سے اوٹھتے ہین جو تیرے دیوانے
دیکھ لینا کہ ہوا دامن محشر بکڑی

آبرو اشک کی ہی اونکی تصدق ہے اسیر
واسطے جنکے ہوا دانہ گوہر بکڑے

کرتے ہین ہم تعریف تیغ ابروی خمدار کے
منہ مین زخمونکی اگر ہوتی زبان تلوار کے

بار احسان دم عیسی ہے اوٹھ سکتا نہین
کسقدر نازک طبیعت ہے تری بیمار کے

بردبار جس مین ہے وہ ہے جہان مین عزیز
تیغ محتاج فسان ہوتی نہین کہسار کے

ہون وہ بلبل جب ہوا سرگرم آہ و نالہ مین
ہو گئی دل وہ تنگی صورت تنگنا منقار کے

خط آزادی مین سمجھا نامہ اعمال کو
روز محشر یاد ہے کسکے خط رخسار کے

کسطرح پائین تو اب تیرے سر بالا ماہ | پاؤن تھک تھک گئے اس راہ مین سیاروں کے

شکل آئینہ رہا کرتے ہین حیرت مین اسیر
جب سے عاشق ہوئے ہم آئینہ رخسار کی

اشک طوفان اگر بپا کرتے | نا خدا ہے خدا خدا کرتے
در پہ اپنے جو تو جگہ دیتا | بادشاہی تری گدا کرتے
جان دیتے ہین سنگی شہر حسن | دیکھتے ہم اوسے تو کیا کرتے
دشمن جان ہے دوست کا شکوہ | دل ہے کیونکر ترا گلا کرتے
مرض غم مین کسکو ایذا ہے | درد ہوتا تو ہم دوا کرتے
جانتے مرتبہ فنا کا جو لوگ | زندگی مین فنا فنا کرتے
شرم کس سے اگر خدا سے نہین | جب ہم کرتے تو برملا کرتے
کاش ہوتا وہ دن کہ مسجد مین | وہ ادا اور ہم قضا کرتے

ملتے ہاتھون مین وہ حنا جو اسیر
کف افسوس ہم ملا کرتے

۵۰۳

٥٠١

خواہش اسباب ہوگی باعث نقصان فقیر
اثر رونے پوریا کو دریا ہو جائینگے

سبحۂ عالم میں مثل معنی قرآن ہیں
رفتہ رفتہ میری صورت کیا سی کیا ہو جائینگے

جھکیے جیسکی قدر پر خم ہوگا اپنا شکل طوق
زلف بڑہ کر یار کی زنجیر پا ہو جائینگے

تیری آتش سی گلستان میں دعا ہو قبول
شاخ گل بلبل کو محراب دعا ہو جائینگے

وہ اثر ہے میری خون میں جسے سبحا میں ہیں
چشم سوزن چشمۂ آب بقا ہو جائینگے

ساقیا باد بہار آئی ہی گلگون پلا
کشتی مے کے موافق یہ ہوا ہو جائینگے

قید خانہ ہوگا ہمکو کنج عزلت اے اسیر
پاؤن میں زنجیر موج بوریا ہو جائینگے

دکھا کر خط وہ سب گھر رہا ہی
ہمارا آج طوطی بولتا ہے

غم خورشید محشر ہمکو کیا ہے
کہ سر پر سایۂ دست خدا ہے

لگا کر خون شوق کا اپنی تن پر
فلک تیرے شہیدون میں ملا ہے

وہ دیوانہ ہوں میں اے اختر فرخ
کہ مجھپر سایۂ بال ہما ہے

یہ سب باشندے ہیں ملک عدم کے
جسے دیکھو وہ صورت آشنا ہے

سامان سب ہین یار کے آنی کی دیر ہے
قوت یہان ہے ایک کہ ہاتہ آہی جدا
ہمکو سبہے جو ہاتہ لگا شیشۂ شراب
ہمرہ جو وقت سیر کہ نبد ہے بسیر خضر
ایسی سیاہ خانۂ میری ہے خوفناک
تولا فروغ حسن کو تیری جو دوش

گلشن شراب آب روان چنگ چاہئے
شہیر ہے پہر مرغ شب آہنگ چاہئے
کافور ہو گئے کئی فرسنگ چاہئے
طوفان ہے میری حق مین لب گنگ چاہئے
رکہتے ہی پہال جائی کا آہنگ چاہئے
میزان عقل مین ہو پاسنگ چاہئے

بے روئی یار آنکہون مین تاریک ہے جہان
کرتی ہی اے اسیر ہمین تنگ چاہئے

خاک ہوگا جسم جان اپنی ہوا ہو جائیگی
خاکساری سے جو دولت ہے ہما ہو جائیگی
عارض جانان نظر آیا تو پہر دل کہان
خاک سے پہر خاک مین ملجائیگی ہم آب رنگ
پس ڈالے گی ہمین اک روز دنیا کی طرح

ایک دن حالت ہماری کیا سے کیا ہو جائیگی
خاک اپنی سرمۂ چشم ہما ہو جائیگی
روبرو خورشید کے شبنم ہوا ہو جائیگی
ایک ہے ابتدا اور انتہا ہو جائیگی
گردش گردون گردان آسیا ہو جائیگی

۵۰۰

اٹھی لبی سی گوشۂ عزلت سی ہی گریز
منظور ہمنشینی عنقا نہیں ہے مجھے

ٹوٹے جو اوسکی تیغ مرا ٹوٹ جائے دل
دشمن کے بھی شکست گوارا نہیں ہے مجھے

محشر میں دے گواہی عصیاں کیا ہوا
منصف وہ ہوں شکایت اعضا نہیں ہے مجھے

ثابت ہے بی دلیل دورنگی جہان کے
کچھ حاجت گواہی جو برا نہیں ہے مجھے

اے آفتاب حسن ہوئی بے پردہ شوق سے
شبنم کے طرح تاب تماشا نہیں ہے مجھے

کیا شرم ہے نقاب پڑے ہی نقاب پے
کہتے ہیں اس سے آپ کہ پردا نہیں ہے مجھے

خاتم سی خوب وزن دیوار یار ہے
چھلے سی کم مکان کا چھلا نہیں ہے مجھے

احسان خلق سے ہوں پرے مثل اشک اسیر
جب میں گرا کسی نے سنبھالا نہیں ہے مجھے

قتل کس کس کو کرتی ہیں کہیں فضا برسات کے
صورت شمشیر چلتی ہے ہوا برسات کے

بحر غم سے پار اوتارے کی ہوا برسات کے
بادبان کشتی مے ہے گھٹا برسات کے

آگئی جب اشک فشانی پر اے چشم تر
گھٹ گئے ماری خجالت کے گھٹا برسات کے

یا تو دریا بہہ رہا ہے یا نہیں اکہونمین نم
اے فلک وابستہ ہیں انتہا برسات کے

جی میں آتا ہے وہم قتل گلے ملجاؤن
ہاتھ تلوار کا قاتل کو میں بکڑ جانے

نظر آیا جو کوئی شیشہ میں بی ساقی
ہم یہ سمجھی کہ ہوا روح سے بکر جانے

اسقدر ہے یہ رقم اوسکو کئی نامہ شوق
نہ رہا خط سے کوئی بال کبوتر جانے

بعد مجنون کے ہین ہم بعد ہمارے کوئی اور
غیر ممکن ہے کہ زنجیر کا ہو گھر جانے

عیب کہنا نہیں کوئی مرا مضمون اسیر
داغ سی ہین اے طاؤس کے سنہیر جانے

بیستون سے جو ادہر شیر کی جو آتی ہے
آب ہے خون سر فرہاد کے بو آتی ہے

میری آواز ہی ہے میری طرح بی طاقت
سو جگہ مٹیہ کی یہ تا گلو آتی ہی

اشک جب جاتے ہیں سیر زمین کی ہمین
آہ جب جاتی ہے عرش کو چھو آتی ہے

زعفران زار نو کا جو یہ ہی چہرہ زرد
میرے جنون کو ہنسی قت نہ تو آتی ہے

دہن یار سے دعوی جو کرے بار دان
مونہ سی غنچہ کی ابھی ودہ کی بو آتی ہے

اہل ہمت کو نہیں اسفل و اعلی کی تمیز
ہر جگہ چشمہ خورشید سے جو آتی ہے

سنگ باران ہے مجہی قلقل مینائی سے آب
یاد کس مست کی آواز گلو آتی ہے

تپ فرقت سے میں کہدون کہ آ اے وسدن
دن اگر آپ کے آنی کا مقرر ہو جاے

دست اغیار میں دیکھون میں اگر دامن یار
ذبح ہو جاؤن گریبان مجھے خنجر ہو جاے

منہ کبھی شیشہ مے کا بھی کہلی اپنا نے
بدر اگ شب تو ہلال لب ساغر ہو جاے

ہاتہ رکھدی جو مری داغ جگر پر وہ پری
طائر رنگ حنا مرغ منور ہو جاے

سیر دریا کو تم آو تو خوشی ہو ایسے
ہر حباب لب جو جامی سی باہر ہو جاے

طرف کوی صنم لکہ کی جو بہیجون سو خط
خاک پر لوٹ کے اوڑ جاے کبوتر ہو جاے

نقد جان دے زر تنخواہ کی بدلی بخششی
تیرا چہرہ بہی اگر داخل دفتر ہو جاے

شعر شیرین جو پڑہون کہ ئی دربار میں اسیر
گوش سامع کی لئی قند مکرر ہو جاے

رسم حیوان اور ہے آئین انسان اور ہے
چشم جانان اور ہے چشم غزالان اور ہے

میر زندان اور ہے یوسف کا زندان اور ہے
چاہ کنعان اور ہے چاہ زنخدان اور ہے

کیا قد محبوب سے نسبت دل اس باغ کو
سرو بستان اور ہے سرو چراغان اور ہے

عفت دنیا کہان آسائش عقبی کہان
خواب راحت اور ہے خواب پریشان اور ہے

فراق چشم جانان سی جو حسرت ہے کہ بیمار ہون میں
مجھے مژگان آہو سچ نیزہ شکاری ہے

تماشا دیکھ ای مجنون دل پُر داغ کا میرے
کہ جو لالہ ہے اس گلشن مین لیلی کی عماری ہے

رخ روشن کو تری شمع سے تشبیہ دون کیونکر
یہ خندان ہے وہ گریان ہے یہ نوری ہے وہ ناری ہے

کبھی جدا ہو نہ مینا شراب ناب سے ساقی
یہی خواہش ہے جب تک جان قالب مین ہماری ہے

برا کہنا نہین اچھا ہے اس سے بچ کر قاتل
کہین تلوار سی تیغ زبان کا زخم کاری ہے

لیا بدلا اگر عصیان کا مجھ مجرم سے کیا حاصل
کرم ہے روز مرہ مغفرت عادت تمہاری ہے

تکلف کی نہین حاجت ہی کچھ ارباب معنی کو
بھلا درکار کیا حرف رنگی دامن کو گلکاری ہے

ستمگر جلد کر سیر آپ آ کر آب خنجر سے
نہایت مار رونے کی مچھلیون کو بیقراری ہے

تفاخر کا سبب ہے چشم حیران ہم زبانان مین
مجھے مثل سکندر حضرت آئینہ داری ہے

تماشا اوسی نے پایا ہی کیا جس شخص کو بسمل
تری تلوار مین قاتل عجب شان کی انداز ہے

سخاوت سے تمام دولت النعمت سمجھ منعم
چمن ہے خرم و شاداب جب تک نہر جاری ہے

اسیر اک دم نہو تو بالبیت غافل حب حیدر سے
یہی ہے حکم میرے ہادی فرمان باری ہے

٤٨٥

بھاگ دنیا سے کہ ہو پیری جوانی ہے تباہ
چوک جاتا ہے وہ اکثر جو نشانا دور ہے

آپ کے ہاتھ طرح جیسی لال ہیں ہو جگر کباب
پڑ رہا ہے کام موتیا میں گو قسمت کا دانا دور ہے

مشکل سے نفرت ہے سب کو گو ہی آپ ہاتھ آیا نہیں
ہمسے تم کیا دور ہو سارا زمانا دور ہے

بی ہنر مسند نشین اہل ہنر در در خراب
عقل انسان سے خدا کا کارخانا دور ہے

فیض تنہائی سے کھٹکا اوڑ گیا دنیا کا
صورت عنقا ہمارا آشیانا دور ہے

طوف کعبہ ہو اگر منظور گردن کوچہ کا
کون کہتا ہے کہ دل کا آستانا دور ہے

دیکھیے ہو کس طرح دولت شہادت کی حصول
یار کی صندوق کا ہمسے خزانا دور ہے

پاؤں حبیبی کی ہی ہے حد بوسہ عارض کہاں
پائنتی نزدیک ہی ہمسے سرہانا دور ہے

بعد مردن پھونک دیگی اپنی آہ آتش ریز
کون کہتا ہے فلک کا شامیانا دور ہے

پاس تک آتے نہیں وہ ہو در جاتے ہو تم
آدمیت ہے مجھے جو انبانا دور ہے

دہر میں کب ہو ٹھکانا مہدی ہادی اسیر
دیکھیے نزدیک ہے یا وہ زمانا دور ہے

ہیں گریزاں جس طرح انجم سحر کے نور سے
بھاگتی ہیں داغ میرے سحر گیتی ہم کا نور سے

بدگمانی سی لگاتی ہین عینک وہ کبھی
جانتے ہین کہ کوئی چشم تماشائی ہے

کچھ جو کرتا ہون تو کرتا ہون اسی سے باتین
دل مشتاق انیس شب تنہائی ہے

کیون نہون زندۂ جاوید تمہارے کشتے
دم شمشیر مین اعجاز مسیحائی ہے

کوی جانان مین ہوا دفن مرا لاشۂ گرم
لوگ کہتے ہین کہ کیا خوب زمین پائی ہے

وله

دور اوسکا آستانہ آسمان نزدیک ہے
کوچۂ جانان سے راہ کہکشان نزدیک ہے

صاف سن لیتے ہین عیسی مردے کی آواز
بام جانان سے یہ سقف آسمان نزدیک ہے

ہی خدا کے ہاتھ جانبازون مین یہ آبرو
کھچ چکی ہے تیغ وقت امتحان نزدیک ہے

دور ہے چاہ زنخدان یار کا ہمسے تو ہو
ڈوبنے مرنے کی لئی گھر کا کنوان نزدیک ہے

دیکھ ای واماندہ گرد آتی ہی نظر
الله ای شوق یوسف کاروان نزدیک ہے

سہل ہے قطع مسافت شوق رہبر ہے اگر
سیکڑون منزل سہی تو اوسکا مکان نزدیک ہے

جا رقیبون کو ندی مسیر برابر ہی جحیم
جلکے اوٹھ جاونگا مین باغ جنان نزدیک ہے

اٹھو جب ہوا ہی دل نالان جنہ اکیواسطے
رات آخر ہو چکی وقت اذان نزدیک ہے

نالوں سے میری ہی یہ مکدر دل فلک
چہٹتے ہی خاک کے نور جا آفتاب ہے

ابرو و کہا دیا جو مرے بحر حسن نے
دریا میں موج گر گئے چشم حباب ہے

ساقی نے میری طائر دلکو کیا شکار
پہندا اپنا رشتۂ موج شراب ہے

زخمی ہوا ہوں تیز آہ سے سوزش سینہ ہے
چہرہ کو جو زخم پر تو نمک لو کباب ہے

دانتوں کا وصف لکھتی ہی اپنا رنگ شعر
موتی میں تل گیا نقطۂ انتخاب ہے

زہد و ورع سے صاحب دولت کو کام کیا
کرتا نہیں وضو کوئی موج سنگی آب ہے

مسطور یاد روے کتابی میں ہے ہمارے
کیجے تیمم آج تو گرد کتاب ہے

غفلت سے اہل گبر کبھی جو کہتے نہیں
انکا بھی خواب کم نہیں مردونکی خواب ہے

آیا خیال زلف و کمر اوسکی دیکھ کر
رشتے میں مرے گیسی ہی گرہ پیچ تاب ہے

برباد ہو خاک جو مجہ سے برستے
لپٹے گئے گرد دامن موج سراب ہے

ای بت ہو گی ہمسی تو قطع اوصل مسد
کافر ہے نا امید خدا اجتناب ہے

آرائش جہان سے تری لاغر و نکو کیا
موئی کمر کو کام نہیں ہے خضاب ہے

نام علی زبان سے نکلا جو ای اسیر
فرصت ملی لحد میں سوال و جواب ہے

۳۷۸

کیا لطف اوس مین ہے جو سخن صاف صاف ہے
آئینہ وہ شکم ہے جو صفائی سی صاف ہے
کثرت ہوا کہ خلق کی میدان صاف ہے
اضداد کا فنا و عیان صاف صاف ہے
وحشت مین کس طرح سے نہ گہبرائی مرغ روح
اعلی کیا خدا نے حسینونکا مرتبہ
تشبیہ سے جو تجکو یہ لیسی خفا ہو
جکڑ دیا جو ضعف نے ابرو کی یاد مین
ادنا یہ فیض ہے تری دانتونکی صف کا
پایا ہے تار اشک سے مضمون مانگ کا
دل یا غبار کلفت ہو جو کدر تو غم نہین
اوس سے موافقت ہے تو سب سے موافقت
ایسی حور سیر مانگ کا لکھتا ہون صف مین

حق حق یہ بات ہے کہ انا الحق خلاف ہے
ظاہر ہے عکس چاہ ذقن اوسکی ناف ہے
تیغ ادا یار ہے کیا خوش غلاف ہے
چارون مین ایک دوسرے سی جو خلاف ہے
تن ہے مقش تو پیرہن اوس کا غلاف ہے
مسکن ہمیشہ دیکہ لو پریون کا قاف ہے
دیوانے ہین گناہ ہمارا معاف ہے
سمجہے کہ گرد کعبہ یہ اپنا طواف ہے
تقریر موتیون کی لڑی صاف صاف ہے
ذہن رسا ہے موسی دریا شکاف ہے
صد شکر ہمسے خاطر صیاد صاف ہے
وہ بر خلاف ہے تو جہان بر خلاف ہے
دروازہ بہشت قلم کا شگاف ہے

مین کہان حشر کا میدان کہان اُو قاتل
کہینچ لائی ہے تری الفت شمشیر مجہے

ای کمان دار ہی معدوم نشان تیر آ
لاکہ ڈہونڈے کا نپائے کا ترا تیر مجہے

دیکہ کر اوسکی صباحت مین ہوا ہون بیباک
فائدہ کیون نہ کرین قرص طباشیر مجہے

سیر ہوتا نہین ہر چند مین غم کہاتا ہون
کیا کہلاوی ہے تری عشق کی اکسیر مجہے

بزرہ پوتی کی یہ خو ہے کہ دیا دامن زخم
نظر آئی جو برہنہ تری شمشیر مجہے

خط جب لکہے یار کو پورا نہین لکہا جاتا
وسوسی آتی ہین لاکہون دم تحریر مجہے

زر ہوا فیض تواضع سے مس قلب اسیر
خاکساری نے دیا نسخۂ اکسیر مجہی

فائدہ کیا تجہی ای بت مری رسوائی سے
ابہی کعبی کو مین اوٹہ جاونگا بتخانے سے

دیکہ ای سیل مکان پہر نہ کا بسایا
قدم آگے نہ بڑہانا مری ویرانے سے

رونق افزا ہو اگر بزم مین جلوہ تیرا
شمع گرمی نگری چہپ کے پروانے سے

لب بلبل اسے بزم مین ہوان اسسے ہم عنوان تر زبان
قول و شیشی سی ہمین ہے یہ پیمانی سے

وہ صنم تو ہے کہ گذرا جو کبہی جانب دیر
بت نکل آئی تماشی کو صنمخانی سے

ہین قمر تار نظر صرف نقاب رخ یار
پردہ یار نہین مانع دیدار ہے مجھے

رہبری خضر کی مانند کری موج سراب
بھول جائے جو رہ خانہ خمار ہے مجھے

گرہ جبہہ گل اوسکو سمجھتا ہون امیر
نظر آتی ہے اگر شبنم گلزار ہے مجھے

کوی قاتل مین ملا جادۂ شمشیر مجھے
کاٹ کر راہ کدھر لیگئی تقدیر مجھے

کام نقاش کا فرقت مین تصور نے کیا
کھینچکر ٹھیک دکھادی ترے تصویر مجھے

غم کی چھٹ جاؤن گلا کاٹ کے مین [illegible]
ہاتھ آجاے اسے تھے کوی شمشیر مجھے

گھر جو دیوانون کو تقسیم ہوے روز ازل
نجد مجنون کو ملا خانۂ زنجیر مجھے

شکل گرداب ہو رکھون جو قدم کشتی پر
غرق دریا مین کرے گی وہ تقدیر مجھے

عشق ابرو و مژہ سے بچاے گا کبھی
ہدف تیر کرو یا تہ شمشیر مجھے

پای [illegible] رفتار ہے نہین طاقت گفتار نہین
حیرت نے کیا مردم تصویر مجھے

دل نے یہ ہیبتی کبھی [illegible] جو دیکھی مانگ
کہ سپر پر نظر آتی ہی یہ شمشیر مجھے

بال مین شکل سحر و زولادت سے سفید
بخت نے عین جوانی مین کیا پیر مجھے

۴۷۳

آگیا رات نظر یار کا رخسار مجھے
خواب میں ہاتھ سے گئی دولت بیدار مجھے

مے پیہوں میں تو وہ عالم سے ہکار مجھے
دونوں بحروں سے کرے کشتی مے پار مجھے

کل کو تم میرے گناہوں کی گواہی دوگے
دیدہ و دل نکرو آج گنہگار مجھے

آپ کے بازوئے نازک کو نہ پہونچے ایذا
اپنا کاٹوں میں گلا دیجیے تلوار مجھے

عشوہ و ناز کرو تم میں کروں نالہ و آہ
آپ کو ہے وہ مناسب یہ سزاوار مجھے

شیشہ مے نے جو کی جام سے سرگوشی آ کے
کر دیا راز دو عالم سے خبردار مجھے

اسقدر کوچہ راحت سے ہے فرقت میں گریز
دیو آتا ہے نظر سایۂ دیوار مجھے

زاہدو تمکو طلب خلد کی میں طالب دوست
تمکو درکار ہے جو وہ نہیں درکار مجھے

پیرو راہ رواں سایہ کے مانند ہوں میں
ہے میسر قدم عنبر رفتار مجھے

شمع ساں گھر کہیں آ بزم میں حجت بے
آپ منظور نہیں گرمی بازار مجھے

سخت جانی کی خجالت سے میں گڑ جاؤں اب
اے ستمگر جو نہ کاٹی تری تلوار مجھے

ہوں وہ عمدہ ست کہ سرنے کی عوض عشق میں
نظر آجائے اگر قہقہہ دیوار مجھے

مال دنیا جو مرا ہیں نہیں صبر تو ہے
شکر کرتا ہوں کہ اب کچھ نہیں درکار مجھے

سر رکھ دیا جو پاؤں پر اوسکے وہ ہو گئی صاف
زائل گناہ ہو گئے عذر گناہ سے

اے گل تری فراق میں گل ہیں بہار بار
شبنم زیادہ ہے کف بار سیاہ سے

وہ ماہ مصر ہوں کہ نہ دیکھا دیار مصر
زنداں میں پہنس گیا ہوں نکلتے ہی چاہ سے

پروردگار اوسکی سواد و سر انہیں
مضموں کہلایہ اشہد ان لا الہ سے

ہمچشم تر ہے ساتھ دل داغدار کے
خالی نہیں جہاں میں کوئی باغ خانقاہ سے

زلفیں تیری تحویل ہے ہیں کرو برق وش
موتی برس رہے ہیں سحاب سیاہ سے

دیکھی ہے کسکی آنکھ نے اوس شوخ کی کمر
تار نگہ کی طرح سے ہے غائب نگاہ سے

کیا کلفت جہاں سے بچیں ہم دم جہاں
چارہ ہے سر پہ دون کو کہاں گرد راہ سے

سمجھے ہے کا کچھ وہ ہے مری افلاس کا دماغ
دنیا میں جو ہوا ہے گدا بادشاہ سے

لی ہے کیا اثر مری گستہ طالعی
قاصد جو بار بار پہر آتا ہے راہ سے

سمجھے ہے جنون میں صورت انسان وحشی کو
نفرت ہے مو نظارۂ مردم گیاہ سے

بیاباں وہ ہوں کہ پانوں لب چاہ گر اسیر
پانی اوسکے آپ نکل آئے چاہ سے

قید کر مینی مری فائدہ صیاد کو کیا
لا تو تیغ تنہا میں تو رہا ہی ہوتے

دوستوں کی محبت ہے بہر اتمام دل
کسطرح کینۂ دشمن کے سمائی ہوتے

بی کمر ہی وہ مگر باندھے ہی دو تلواریں
ٹھہر ہوتا جو کمر اوسکی بنائی ہوتے

در زندان کا تو کیا ذکر اگر روتا میں
سیل نے قہقہہ دیوار گرائی ہوتے

قسمت عاشق و معشوق میں جو ہوتا وصال
کسلئے آدم و حوا میں جدائی ہوتے

روز ہجران کو دیا طول عبث نے اسیر
چرخ نے کاش شب وصل بڑہائی ہوتے

انسان کو چاہئے کہ بری ہو گناہ سے
اندیشہ کیا بلال کو روی سیاہ سے

اوٹھا جو پردہ روئے بت سنگ راہ سے
خورشید و ماہ گر گئے اپنی نگاہ سے

خلقت ترے بدن کی ہی نور نگاہ سے
چہرہ بنا ہے تجھ مہر و ماہ سے

ہے عشق محو زلف و رخ رشک ماہ سے
واقف نہیں جہاں کی سفید و سیاہ سے

خوف فشار قبر بھی دل سے نکل گیا
جہانکے کنوین یہ چاہ زنخدان کی چاہ سے

تقدیر سے بہلے مرے موت آ گئی
بھیجا جو قاصد اوسنی محبت کی راہ سے

می مین تلوار جو قاتل نی بجھائی ہوتی
بوسی مے زخم کی انگور سی آئی ہوتی

بعد مردن تو مری قدر تجھے لازم تھی تکو
دھوم سے آگے مرے لاش اٹھائی ہوتی

مانع وصل اگر شرم تھی بیدار عزیز
خواب مین تو نے مجھے شکل دکھائی ہوتی

مد کھاتا تھا مجھے ابروے خمدار کا بل
اس سے تو نے گو می تلوار لگائی ہوتی

حکم کرتا کہ کرو کعبۂ ابرو مین سجود
سیر باغ جو شبنم سار خندائی ہوتی

وہ نہ آتا تھا اگر موت ہی آتی شب ہجر
ای فلک کوئی تو امید بر آئی ہوتی

اذن دیتا کہ مری دلسی ہو باہر ای غم
دونون عالم مین اگر اسکی سمائی ہوتی

گردن و سیر مین تھا اک عمر سی جھگڑا ای دل
بیچ مین تیغ جو پڑتے تو صفائی ہوتی

کل تو اللہ کو صورت تمہین دکھلانی ہے
ای بتو آج ہمین شکل دکھائی ہوتی

شمع سان رونے مین احباب تو جی جلتا ہے
میری گر بت کسی صحرا مین بنائی ہوتی

خوب ہوتا اجل آتی جو مجھے زندان مین
قید سی طوق و سلاسل کے رہائی ہوتی

دیدۂ غیر نہ پڑتا تری رخ پر ای بت
ہوش اڑنے کی جگہ خاک اڑائی ہوتی

شکر صد شکر کہ دل فقر مین مستغنی ہے
مانگتی رتبۂ شاہی تو گدائی ہوتی

قدم قدم پہ یہ آتی ہے خاک کی سی آواز | گڑھے کے مجھ مین جو کرتی ہین پامال مجھے

کیا غریب ضعیفی نے صورت مہ نو | مرا زوال ہوا باعث کمال مجھے

حیات رفتہ پھر آئی تمہارے آتے ہی سے | ہوا زمانۂ ماضی زمان حال مجھی

قبول ماہ کرے داغ منت خورشید | کہ سایہ کے فیض سے حاصل نہین کمال مجھے

کمال حسن وہان ضعف مین کمال یہان | خدا نے بدر بنایا او ہے ہلال مجھے

جہان مین یارو کہ مجکو خلق کریا رب | بہشت مین کسی کو جی کا ہے خیال مجھے

خیال چشم سے گشتہ کیا جو صحرا مین | چراغ گور ہوا دیدۂ غزال مجھے

وہ ہوں مین کے طرح سی وہی ہے جس پر تلعت | سپند وار جلاتا ہے عشق خال مجھے

بدل بدل کے دکھاتی ہے صورتین دنیا | فریب دیتے ہی کیا کیا یہ پیرزال مجھے

اسیر دیکھنے والا ہون اوسکی ابرو کا
سلام جھک کے کری یہ حسن ہے ہلال مجھے

۴

موت شام شب فرقت اگر آئی ہوتی | صبح تک کیون مجھے ایذا جدائی ہوتی

اوسکی در پر جو مرے قبر بنائی ہوتی | روح فردوس مین یہو لسانی ہوتی

رہ جاتی وہین آنکہ جو دیکھی ہی لب نان
پڑا انہین بندون کو جو وہ ہاتہ ہے آئے
رکھے کوئی اوس مہر کی کوچی مین قدم کیا
ہم آپ ہین جیسی تری تیر مین ہین تنگ
دل ہمکو دیا جان ہے اب کرتی ہین قربان

اگیا کی کبوتر کی عوض مرغ نظر ہے
ساقی لب ہی مین کوہی ہر خاک بسر کا ہے
دیوار کا سایہ ہے جہان ہشت بدر ہے
قاتل کا ہمین خوف نہ جلاد کا ڈر ہے
انصاف ہے دیکھو کہ ہمارا یہ جگر ہے

محتاج نہین ہون مین اسیر لب و دل کا
ہر لخت جگر لعل ہے ہر اشک گہر ہے

گھٹا کی زلف کے غم نے کیا ہے بحال مجھے
تری کمر سی صنم یا نہین خدا جانے
وہ آسیا کے طرح رزق ہے مجھے دیگا
نہین مین حضرت موسی تمہارا عاشق ہون
دکھایا ابروی خمدار یار دم ترع
مجھے کو کیون نہ یا غم تمام عالم کا

بجا ہے اوسکی کمر سی جو دین مثال مجھے
بشر ہون غیب کا معلوم کیا ہے حال مجھے
عطا کیا ہی حسن جسنے یہ سوال مجھے
جلال اونکو دکھایا کرو جمال مجھے
ہوئی جو شام نظر اگیا ہلال مجھے
کبھی ہوا ہے نہ اس بات کا ملال مجھے

جہان مین جو دیا کرتی ہین نعمت سب کو
او نہین مر کر ثواب سو انعام ملتا ہی

اسیر اپنا بیٹا لب دو ہر مرتبا یا
بنی سمی تشکل ملتی ہی خدا نام ملتا ہی

روتی سمی مرا وس کل خوبی کو جو خبر ہی
صد شکر کہ اسکون مین آہی رنگ اثر ہی

سچا ہی تجھی خورشید قیامت کا خطر ہی
ابر کرم ای شیخ مرا دامن تر ہی

دیوانہ ہون ایسا جو گیا جاب بزندان
زنجیر نی غل کر کے کہا آب کا گہر ہی

دیکھا جو کمر کو تو کہلا صنا یہ عقدہ
یہ ناف نہین ہی گرہ موی کمر ہی

رکہا ہی فقط نام سر لطف و غضب کا
فردوس ہی نزدیک ہمارے نہ سقر ہی

دیتی ہین خبر فصل بہاران مین یہ غنچے
دلتنگ رہیگا جو سر گشت مین سر ہی

آزاد ہین اس باغمین ہم سرو کی مانند
کہتے ہین جسی ثمر اپنا ثمر ہی

اوس رنگ طلائی کی لکھا کرتی ہین تعریف
جو بیت ہماری ہی وہ اک خانہ زر ہی

پابند نہو حرص کا ای طائر قدسی
ہی دام مین دانہ جو تجھی مد نظر ہی

آنسو جو شب وصل ٹپک پڑتا ہی میرا
نہین ہنس کی وہ کہتی ہین گوہر یہ گہر ہی

کسی سنگ دل کی کا یمین ہے ای ناصح گر
ملا کر جہک کے رندوں سے محبت منعم شاہ
بہائے اشک تب تو سینہ رہی محفوظ کا
وفادار کو سیری یاد کی عشق ہو جائے

نہ توڑو شیشۂ دل کو مری سنگ ملامت سے
تواضع سیکہ لی ای شیخ محراب عبادت سے
ہوئی سرسبز کشت آرزو باران رحمت سے
اوٹہا وشمع ساں اوس شمع رو کی بزم سے

اسیر اس عالم فانی میں فکر عیش بیجا ہے
لحد میں سو رہینگے ہم پاؤں پہیلا کر فراغت سے

بہلا کب بغرض مست وہ اشام ملتا ہے
کسیکو کب تری سرکار سے انعام ملتا ہے
جو دل ہو معتدل اعضا کو فیض عام ملتا ہے
میں وہ ہوں بے سر و پا جسکو خط شوق لکھتا ہوں
گوارا شرب می کب زاہد ناقص کو ہوسکتا
صف مژگان ترسی کیوں نہ آرام ہو دل کو
صدا اوپاؤں کو قوت تو قطع الفت کرے

جو ملتا ہے تو یوں جیسے سبو جام ملتا ہے
خیالی ٹبتی ہیں خلعت زمانے کا کام ملتا ہے
اگر سلطان ہو عادل خلق کو آرام ملتا ہے
جواب نامہ کی آغاز کی انجام ملتا ہے
بہرین پانی تو مٹی میں سبو جام ملتا ہے
لب ساحل زیادہ شیر کو آرام ملتا ہے
نشان جادۂ مقصد یہاں ہر گام ملتا ہے

باریکی کمر کا بیان مادہ کیا کرون
ظاہر ہے یہ کہ غنچہ قد مین بال ہے

گر قتل محتسب تو پلا کر مجھے شراب
خون ہے اگر حلال تو یہ بھی حلال ہے

دوبارہ اور ہے تن مجروح پر لگا
قائل ہر ایک زخم وہان سوال ہے

آئینہ دیکھتا ہون تو پیدا نہین ہے عکس
کیا لاغری مین جسم مرا بے مثال ہے

شاید بساط دہر ہے شطرنج کی بساط
جسکو مین دیکھتا ہون جدا اوسکی چال ہے

روشندلون سے صاف کبھی پشت رو نہین
زنگی کو آئینہ سی ہمیشہ ملال ہے

مثل ہلال مدت ہا کب طالب نظر
وہ خود نما نہین ہے جو صاحب کمال ہے

آیا جو خاک پر وہ اسیر محن ہوا
جالی ہمارے قبر کے گویا کہ جال ہے

ہی ... دام گیسوی جانان مرغ دل
کچھ غم نہین ہے دانہ اگر خال خال ہے

طرز خرام کرتے ہی سر سیکڑون قلم
تلوار چل رہے ہی یہ چال وبال ہے

نسبت کیسکو اوس لب جانبخش سے نہین
آنکھیا ہے عرق انفعال ہے

کس ماہ وش کے شوق مین آوری ہے آنکھ
گردون کی آنکھ پر پر کاہ ہلال ہے

ہی ال سی دوست آل رسالت پناہ کا
کیسا اسیر سرگرم ذو الجلال ہے

اسیر اپنا بیان حال دل اکثر میں کرتا ہوں
مری دیوان میں جو شعر ہے وہ شعر حالی ہی

جب سے مشتاق رخ پر نور اعضا ہو گئے
داغ تن جتنے تھے سب چشم تماشا ہو گئے

آئینہ کی طرح سے اس عالم امکان میں ہم
دیکھنے آئے تماشا خود تماشا ہو گئے

ڈھونڈتی پھرتی ہے کل تک دولت دنیا جو لوگ
کچھ نہیں معلوم ہمکو آج وہ کیا ہو گئے

اسقدر رویا کہ آنکھوں سے مری طوفان ہوا
قطرے آخر جمع ہوتے ہوتے دریا ہو گئے

کس سے جا کہیں ہم شہادت کس سے مانگیں خونبہا
تم نہ آئے سیکڑوں خون تمنا ہو گئے

خفتگان خاک اوٹھ بیٹھے خرام ناز سے
ایک ٹھوکر میں ہزاروں فتنے برپا ہو گئے

میری آنکھوں سے رواں ایسا ہوا سیلاب اشک
رفتہ رفتہ شہر صحرا دشت دریا ہو گئے

سختی ایام نے توڑے دل اہل جہان
ایک پتھر سے ہزاروں چور مینا ہو گئے

در پہ اوس خورشید رو کی چٹکیاں سی ناز سے
سات سیارے ہمارے ہفت اعضا ہو گئے

مال دنیا ہی ہے گیا معشوق جسکی واسطے
دشمن جانی احبا کے احبا ہو گئے

شعر کہنے بیٹھے جب وصف دہان تنگ میں
رہ گئے خاموش ہم مضمون عنقا ہو گئے

٤٥٩

زبانی کو ہوس ہے ناوک افگن تیری نگاہ کے
مری کاشانہ میں وہ مہر طلعت جا نہیں سکتا
نہ ایسا حسن عالم میں نہ ایسا عشق عالم میں
ترا بیمار الفت سے بچے ہو گیا مسیحا سے
بنا ہے ہر ورق تصویر مضمون سراپا ہے
سبک میں ناتوان ہوں ہاں یک عالم کے نظر ہو بر

ہزاروں تشنہ لب ہیں جمع اور اک قطرہ پانی ہے
الہی منہ پر برستا ہے کہ فیض آسمانی ہے
نہ تیرا مثل ہے کوئی نہ میرا کوئی ثانی ہے
سخن لب تک نہیں آتا یہاں تک ناتوانی ہے
مرا دیوان نگارین خانۂ بہزاد ثانی ہے
تعجب ہے کہ اب تک تیرے خاطر کو گرانی ہے

مریض عشق ہیں ہم اے اسیر اوس تیغ ابرو کے
ہمارے نبض میں شمشیران کی روانی ہے

شگفتہ دل ہوا کیا فکر شراب نکالی ہے
تری فیض قدم سے بنجر ان گلزار قالی ہے
نہیں درکار ہرگز فرش شاہی ہم فقیروں کو
جو افتادہ ہیں اونکی ہر جگہ تعظیم ہوتی ہے
میسر ہو اگر راحت پیام غم سمجھو اسکو

برنگ نرگس اپنا فصل گل میں جام خالی ہے
شکستہ رنگ سے محفوظ تصویر بہانی ہے
زمین قالی ہی ہر نقش قدم تصویر قالی ہے
ہجوم خلق ہو ہر چند جای سایہ خالی ہے
بہت غلہ کی ارزانی دلیل قحط سالی ہے

خمیدہ قد ہے اپنا لیک زور ناتوانی ہے
جسے کہتے ہیں پیری وہ بہار نوجوانی ہے

گوارا زندگی کب ہجر میں یار جانی ہے
مری زرد رنگ خون مردہ آب زندگانی ہے

مقام یاس ہے حسرت انقلاب ناگہانی ہے
جو گل آنکھوں سے دیکھا آج کانٹوں کی کہانی ہے

گیا وہ جانجان پہلو ہمارا ہو گیا خالی
خبر لے درد پہلو جلد وقت مہربانی ہے

پیالہ مے کا گرتے ہی ہمارا عشرتی آیا ہنوز
ہمیں تو محتسب سے فخر ہے ہماری ناتوانی ہے

ملا دے مونہ سے ساقی اگر اب بھی نہیں باقی
لب ساغر میں ہے کیف شراب ارغوانی ہے

اگر میکش کریں سر تو منع اے زاہد
کہ گرمی آتش ہے باطن میں اگر ظاہر میں پانی ہے

چمن میں دیکھ رو ئے عاشق و معشوق کا جلوہ
کوئی گل ارغوانی ہے کوئی گل زعفرانی ہے

ہوا معلوم جب آئینہ تیرا روبرو دیکھا
گداز عشق ہے اے سنگدل تیری مہربانی ہے

جھکایا سر اگر مستی میں ہمنے پائے ساغر پر
تعجب ہے تجھے اے محتسب کیوں سرگرانی ہے

مکان یار میں اغیار کو آنے نہیں دیتا
ہوا ہو تیرا الفت عاشقی یا پاسبانی ہے

نہیں صیاد سے ہمکو شکایت قید ہونے کی
قفس میں بند ہیں جب تک کہ دانہ اور پانی ہے

بجا ہے تجھکو کہنا خوبصورت ماہ کنعانی
کہ وہ ہے نقش اول شکل تیری نقش ثانی ہے

۴۵۵

لالی کی بہول سکتی ہین فصل بہار مین | ہر سال زندہ ہوگا جو اسکا شہید ہے
ہر موج بادہ ساقی کوثر کی فیض سے | قفل در بہشت کے ساتے کلید ہے
سمجھا ہے مجھے ملاحظ عصیان جو زرشتر | قاصد پھرا وہان سے یہ خط کی رسید ہے
ای چشم تر صدا کے لیئی ضبط گریہ کر | رونا ترا وصال مین یاران عید ہے
آنکھون کو اپنا حلقۂ خاتم دکہائیے | پتلے کو اشتیاق نگین جدید ہے
کیا میکدہ ہی مین ہے سعیت دست سبو عام | ہر می پرست پیر مغان کا مرید ہے
ملتے ہین جھک کے ہر کس و ناکس سے بے سبب | اہل ریا کا خلق ملاقات عید ہے
مقراض کیطرح سے چلی کاش تیغ یار | تن کے قبا کو حاجت قطع و برید ہے
اہل ریا کا ظاہر و باطن کہان ہے ایک | دل مین صنم بغل مین کلام مجید ہے
دعوی ہے سلطنت کا جہان مین ہر ایک کو | جو ہے وہ اپنے زعم مین ہارون رشید ہے

دل مین ہوا اسیر جگر خون آرزو
داغ جگر چراغ مزار شہید ہے

برنگ غنچہ پوشیدہ مرا راز نہانی ہے | دہن مین سو زبانین ہین ولیکن بیزبانی ہے

خدا کرے دم نزع وہ ہنستے آئیں | رہے اوروں میں ملاقات آخر ہو جائے

ناگوار ہے کثرت کہ چاہتا ہوں اسیر
سخنوری سب ہے فن کیمیا گری ہو جائے

رعشہ اعضا میں نہیں کثرت مے خواری سے | دست و پا کانپتی ہیں خوف گنہگاری سے
عرق چہرۂ جاناں ہے شبنم بہار | کم نہیں دامن گل بستر بیماری سے
مرگ کی بعد کہاں زینت دنیا کا خیال | گور کے سقف کو کیا کام ہے گلکاری سے
ہجر میں نالۂ سوزاں میں کیا کرتا ہوں | کیا محرم میں علم اوٹھتے ہیں طیاری سے
اپنی اجل آ کے چھڑا خانۂ زندانی سے | طوق زنجیر میں تنگ آئے گرفتاری سے
اک نظر ہے جو ترا حسن زلیخا دیکھے | ہاتھ اوٹھائے ہیں یوسف کے خریداری سے
غش ہے آیا ہی تو مجکو دم جاناں سے | عین غفلت میں ہے غافل نہیں ہشیاری سے
بیچ عشاق میں مطلب نہیں معشوقوں کو | سرو آزاد ہے قمری کی گرفتاری سے
اس ادا سے ترے عاشق ہو جاتی ہیں شہید | ہاں کہا تا ہے ترا کم نہیں خونخواری سے
چاہئے ترک کرے جنت جہاں کو سالک | راہ ہو جاتی ہے دشوار گرانباری سے

ہوں وہ دیوانہ پریزاد جو مری ہیں آتے
جھک کی تسلیم بجھے صورت گل کرتے

اپنی کشتہ کو وہ بارہ جو جلاتے تو اہے
سر نثار قدم تیغ تغافل کرتے

مرتبہ ہمکو اب ایام کا حاصل ہوتا
آتش حرص کو سینی میں اگر گل کرتی

نہ بیا غیر کا مضمون تو ہے ہم لازم
توڑتے پھول جو مرغان چمن غل کرتی

نظم اشعار میں ہوتا جو سبکسار کا خیال
گل کو لازم تہا کہ ہم قافیہ گل کرتے

غم و اندوہ کے سر پر جو گرانی تہی پہاڑ
کاش اس کاہ کو ہی کو تحمل کرتے

بہاگتے ڈر کی نگہبان قیامت آتے
ساتہ زنجیر کی زندان میں جو ہم غل کرتی

دیکھتے شکل وہ آئینہ میں اپنے جو اسیر
کیوں ہمیں کشتہ شمشیر تغافل کرتے

ہاتہ سی تم جو عنایت قدح مل کرتی
جای تو بہ تہے جو زہاد تامل کرتے

اپنی سینوں کو گلستان میں صف گل کرتی
صف تیروں میں اگر تم ہمیں بسمل کرتے

باغبان لطف رخ یار کا عاشق ہے ہم
آکی کیا باغ میں سیر گل و بلبل کرتے

ظرف نے توڑ کے کہائی لگی غوطے زاہد
عقل ہوتی تو انہیں کشتہ تو کل کرتے

[illegible]

اے اجل رہنے دے تب تو بیسی کب تک تبغیر
نبض سست کی طرح مجکو سکون درکار ہے

ایک قطرہ جام گردون میں اگر باقی نہیں
ساقیا کسکو یہ جام ارغون درکار ہے

دہو چکے وہ دست پا مہندی لگا یکبارگی بے قصد
اشکباری ہو چکی اے چشم خون درکار ہے

اہل حکمت کی طرح یارب مجھے محبوس کر
عقل او نکو چاہیے مجکو جنون درکار ہے

سر کی ناحق ہے صحرائے محبت مین تلاش
شوق دل موجود ہے کیا اور مضمون درکار ہے

مست عرفان ہون مجھے ساقی بجائے خشت خم
سجدہ گاہ زاہدان سرنگون درکار ہے

شاہ ہے دنیا مبارک ہو مکینون کو اسیر
کب مجھے نظارۂ گردون دون درکار ہے

۴۴۵

گل نہ مرجھا ئینگے بلبل یہ گمان دور رہے
باغ جنت تو نہین ہے کہ خزان دور رہے

بڑہ چل اے پا جنون دشت جنون مین ایسا
منزلون قافلۂ ریگ روان دور رہے

دست فصاد مین وہ ہاتھ نہ کیون مین رکھے
نشتر غم سے ہی آگے رگ جان دور رہے

تاب رخسار کے بچنے کا نہین یہ وہ دل
دہجیان ہوئے گا قمر لاکہ کتان دور رہے

حال غربت مین کہون اہل وطن کا کس سے
وہ مکین دور رہے اب وہ مکان دور رہے

[illegible]

اوس پہ ہزار دل سے ہون تو قربان کرون اسیر
جسنے کہ جان راہ خدا مین نثار کی

وحشت غم مین کب مجھے لذت خواب درکار ہے
ایک چھالا ایک کانٹا اچھون درکار ہے

جوش خون مین نشتر ہی جوش جنون درکار ہے
خار صحرا سا حریف گرم خون درکار ہے

غش جب لکھتا ہون اک رنگ حسینون کے واسطے
باغبان گل کا ورق بلبل کا خون درکار ہے

دست پیری پشت خم گشتہ مین لازم ہی عصا
سقف اگر گرنے لگی اوسکو ستون درکار ہے

حرص سے ہمت زیادہ ہمری ہی آسمان
ہاتھی کو نعمت دنیا ہی دون درکار ہے

حسن چمکا یا جوانی نے بڑھا یا زلف کو
فصل گل آئی ہے زنجیر جنون درکار ہے

نزع کی دم تو دکھایا رخ یہی رخسار خون
کوچ کرنی کا ارادہ ہے شگون درکار ہے

دوڑتے ہی موج دریا تہ ریگ کر حباب
کیا کسی سے کشش کو جام واژگون درکار ہے

ابر مین آیا ہی ہو باغ الساقی وہ مست
ساغر گل مین شراب لعل گون درکار ہے

اسلئے جاتا ہون اوس سے طرب کے سبزہ زمین
زخم دل سینے کو تار رفو درکار ہے

آستان یار پر منظور ہے سر پھوڑنا
کوہکن کی طرح مجھکو بیستون درکار ہے

۴۴۴

قصد شکار دل ہی سے آئینہ دیکھیے
صیاد کو ضرور ہے ٹٹی شکار کے

تنگ ہے جہان میں اوٹھایا گیا میں جبر
جو وضع ناگوار ہو بے اختیار کے

تارہ ہے جسم روح کی وحشت سے اس طرح
رہتا ہے اسپ لو دہانے جیسے سوار کے

شمشیر ہے ہات بیت ابرو ہے یارہ پر
رکھ لی ہے نوک اوسکی مژہ نے کنار کے

کیا غم جو دھوپ وادی وحشت میں ہے کڑی
چھتر ملی ہے مجھے شجر سایہ دار کے

تاثیر گریہ سے ہی مزار کی رگ ہی آب آب
جلد بدن ہے جلد کتاب بخار کے

وہ بزم ذل ہوں میں نہ بسے ایک کا بھی دل
ہے چھلکی اگر نہ مری سنگ مزار کے

صیاد دام ہے ہمیں تیز کر رہا
گلزار میں قریب ہے آمد بہار کے

ای دل کمال ابلق ایام شوخ ہے
ہے جمنے ندی گا یہ کبھی ہے سوار کے

جنت نصیب ہما گنہ گار کون ہے
آغوش حور ہے بغل اپنے مزار کے

کرتی ہیں شاخ مرغ خوش الحانی سے سامنا
بدلی ہے کیا ہوا چمن روزگار کے

مین کیا کہ پھوٹ پھوٹ کے روتی ہیں آبلے
سوکھے زبان اگر نظر آتے ہیں خار کے

کیونکر ہو آرزوے ہم آغوشی بتان
دل کو نہیں ہے تاب عذاب فشار کے

۴۴۳

زمین گیر اسقدر ہمکو کیا ہی ناتوانی نے
کہ ہر نقش قدم کو حلقہ زنجیر پا سمجھے

اشارے چشم جانان کی دل عاشق سمجھتا ہے
زبان گنگ کیا کوئی جلیسون سوا سمجھے

شکار طائر مقصود کہیلا ہے بغیر آہ سے مین
دعا منہ سے جو نکلی اوسکو تیر بے خطا سمجھے

نہین خالی کوئی مضمون اثر سے اندوہ و ماتم
سنائین جسکو ہم اپنی غزل وہ مرثیا سمجھے

تمہارے سنگ در کو سنگ اسود سے سوا سمجھے
ہم اپنے سر کی سنگینی کو نماز بے ریا سمجھے

ہوئی جو سو تدبیر اوسکو تقدیر بلا سمجھے
ہلا رونے مین دل رستا کا ہم زلزلا سمجھے

اگر زندہ نہین وہ نام تو زندہ ہے عشق کا
سکندر آئینہ کو چشمہ آب بقا سمجھے

بہہ یا مفت دل لے کر کی تعریف مہ وفا لینے
معاذ اللہ کچھ تو آدمی اچھا برا سمجھے

سر ہر خار صحرا کو کیا پامال وحشت مین
جو کفش آبلہ پہنے تو دشمن زیر پا سمجھے

نہین غمخوار مہمان خانہ آفاق مین ہمسا
وہ عالم کا جو غم کہا سکو پا یا ستا سمجھے

روانہ ہین عدم کو قافلے قاتل کے کوچہ سے
سنی ہچکی جو بسمل کے تو آواز درا سمجھے

وہ عاشق ہے جھلی وہین لب کا بوسہ خط نکلی پر
وہ مسکین صاف باطن ہے جو ہلچہت کا مرا سمجھے

اپنی نظر میں گنج شہیدان سے کم نہیں
گلشن میں اے اسیر جو بخیہ انار ہے

کہیں ہے جب شہ عبرت پرست کو نقش پا سمجھے
جگا ہی گور دلی کو ہی قاتل کا پتا سمجھے

تلاش دین و دنیا سانہ مطلب سے جدا سمجھے
ملی دونوں سبب ہم اوسکو فاصلہ سمجھے

مرادیں کی سمجھتے ہیں دہن اوسکا معما ہے
کوئی بوجھے تو کیا بوجھے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے

الگ اوس بحر خوبی سی جگہ دی مجھکو کشتی پر
ڈبویا کیا مجھی ناخدا مجھکو خدا سمجھے

ہمارا او مطلب ہیں جواب نامہ کچھ لایا
کہا کیا اور سے قاصد نے خدا جانے کہ کیا سمجھے

ہوا جب غرق کا سامان پایا بشر سے
اوٹھیں طوفان میں جب جن ہم اوسکو برا سمجھے

زمین پر جس جگہ پر تو تری گیسو کا مرجائے
سلیمان نے نگہ سواد اوسکو سند کا لکھا سمجھے

کلیجا جل گیا فرقت میں ایسا کہ خوشی کیسے
جو دیکھا جام خندان کو تو ہم ہستی کا نوا سمجھے

نہ یارا تکلم ہی نہ اکو تاب بینائی
خدا سمجھے ہیں بت کو بت پرستے خدا سمجھے

عدم سے آگے ہے سامنے اس آب و ہستی میں
نظر جس شکل پر کی اوسکو صورت نما سمجھے

لسنجھا اسقدر دیوانہ الفت کو اپنی صبح
جو خود سمجھا ہوا ہو تو سے سمجھانا بکو کیا سمجھے

ہو گیا ہوں الفت رخسار جانان مین فقیر
ہاتہ مین میرے کشتی چوب نخل طور ہے

سر کو دکہلائی و سکا قد سے تو اون سیر
دل مین آتا ہے کہ گردن توڑئے مغرور کے

باغ جنان یا خیال داغدار ہے
جو گل ہے اس چمن مین ہمیشہ بہار ہے

بعد فنا یہ الفت مژگان یار ہے
نخل مزار ہے شجر خاردار ہے

مورد ہر اک بلا کا مرا جسم زار ہے
تو وہ ہزار تیر کا مشت غبار ہے

گہٹتے ہے اوسی ہلال جو ابرو ہی گرہ
جو دل کہ صاف ہے گہر آبدار ہے

میرے غبار کو قد آدم اوڑا نسیم
آگی وہ مینوار تہا اب شہسوار ہے

مردار ہے یہ نعمت دنیائی دون پرست
جسکو طلب ہے اسکی وہ مردار خوار ہے

صحرا مین جاتے ہین جیسے گرباد لوگ
قسمت کے پیچ مین یہ ہمارا غبار ہے

مو وار تیغ ابروے پرخم کی سامنے
گوڑی کا بہ پیش خنجر مژگان کٹار ہے

مکتوب لیکی یار کا آیا ہے نامہ بر
گویا یہ بوے گل وہ نسیم بہار ہے

دل دوختہ ہے ناوک مژگان یار سے
قدرت خدا کی تیر کا عاشق شکار ہے

بخشا یہ فایدہ دہن نے سوال نے
رزق آسیا کی طرح ملا ہی طلب سے مجھے

چل کر عدم کو گور کے پھندے میں ہار ہا
منزل کڑی تھی ہو گئی رستی میں شب مجھے

سجدے کئی یہ مصحف عارض کو دیکھ کر
محراب بنگیا ہی ہلال رجب مجھے

دنیا سے کیا مسافر راہ عدم ہوئے
وقفہ سا ہو گیا ہے یہاں شب کی شب مجھے

ہر بار دوسرے تجھے کیا ڈھونڈھنے آگئے ہم
اک بار گئے ہی وہ تو جہان ان کی طلب ہے مجھے

جاتے نہیں محبت خورشید روے یار
ذوق کر رہے ہی صبح کے صوت سبب مجھے

ہے آرزو کہ نزع کی حالت ہو جب امیر
کلمہ پڑھا ہی سید امی لقب مجھے

یہ کس کی گوہر دندان کا عکس آب میں ہے
صدف کی طرح جو موتی ہر اک حباب میں ہے

مری مثل کا ظاہر نہیں وہ ذکر کرتے
دروغ مصلحت آمیز ہر جواب میں ہے

کیا ہی آتے ہی عالم میں کوچ کا ساماں
زمین پر ایک قدم دوسرا رکاب میں ہے

سرہانے آپ جو آئیں تو دم مرا نکلے
یہ چراغ صبح تمنائے آفتاب میں ہے

بجا ہے ترک عبادت کریں جو صاحب زر
مزہ ہے نماز وہ کیا نشۂ شراب میں ہے

لکھتا ہوں اسیر ابروی قاتل کی جو تعریف
کلک دو زبان ہاتھ میں تیغ دو زبان ہے

پیسا ہے آسیا فلک نے یہ اب مجھے
ملتے ہیں ہاتھ دیکھ کی رنج تعب ہے مجھے

وہ بادہ خوار ہوں کہ یہی چاہتا ہے جی
جتنے کہ ہے شراب ملے سب کے سب ہے مجھے

چشمہ چمن میں مردم تابان میں ہے آئینہ
ویسی ہے خندۂ چشم تماشا طلب ہے مجھے

ذکر وہاں چشم کروں کیا میں بے وضو
ہے چھوٹا کا ہی بادہ یہ بڑی سی ادب ہے مجھے

روزے میں بوسہ و لب شیریں ہو تو ہو
افطار کو ملی کوئی تازہ رطب ہے مجھے

تاریکی فراق نے مارا ہے اے اجل
دنیا کفن کو پردہ دامان شب ہے مجھے

کیا غم اگر وطن میں نہیں صورت آشنا
پہچانتے ہیں وادی غربت میں سب ہے مجھے

خانہ بدوش سر بہوا خانمان خراب
کیا کیا مری جنون نے دیئے ہیں لقب مجھے

حصہ میں میرے آئی ہیں مضمون نقش رخ
جاگیر میں ملا ہے ختن تا حلب ہے مجھے

قاتل ضرب تیغ کے سایہ سے اپنے
ایسا ہنوز کہ کوئی راحت طلب ہے مجھے

آئینہ ان بتوں تلک آتا تو جانتا
کرتا خدا جو حاکم شہر حلب ہے مجھے

۴۳۱

ہوتی ہیں مجھے بوسہ لب وزن عنایت
دل تنگ نہیں یار کا گو تنگ دہان ہے

بیمار الفت کا ہی منظور مداوا
سودا ہے طبیبون کو جنون خفقان ہے

یہ ہم کو ہے زبان شمع ان تیغ بالکل
اسیر ہے ترا نام مجھے ورد زبان ہے

بیکار سی ملنی کو بھی آتا نہیں کوئی
گلچین نہیں گلزار میں جب تک کہ خزان ہے

خاصیت سیماب ہے عاشق میں ہمارے
کشتہ نہو جب تک اسے آرام کہان ہے

کیا خاک یہ اب ہے زبان مجھسی ہی ان و اعتقاد
رہتا ہون جہان میں وہ کوئی اور جہان ہے

اشکون میں ہمارا قد خم گشتہ ہے تیغ جو
برسات میں آوے ہوی جلے بھی کہان ہے

دیکھو کہ جو چشم کھلی رہتی ہیں دونون
آوے مرے گھر میں کہ ہوا دار مکان ہے

تلوار ہے میری جو مجھسے کری بل
جو نوک کی لے مجھسی بانوک سنان ہے

کیا عیش بلا ہی ہمین میخانہ مین ساقی
تعقد پر جوان عقل جوان طبع جوان ہے

دورے میں ہے ہمارے یہ قوی ہو گئی پیر
اعضا بدن پر ہے مقابر کا گمان ہے

سر گنبد مدفن ہے تو دندان صف ماتم
لب تیغ پہ ہیں مرے ہر زبان گور دہان ہے

گردون ہے بجز سنگدلی کیا ہی توقع
پیکان کے سوا کیا ثمر شاخ کمان ہے

دوزخ کو ہے لیجلے جو فرشتے مجھے اسیر
مشکیں بہشتیوں نے بھرین سلسبیل سے

غیرون کو شرم ہے مری روی سیاہ کے
آئینہ آب آب ہوا جب نگاہ کے

یارب دراز عمر ہو زلف سیاہ کے
زنجیر ہوگئے مری پائے نگاہ کے

پوہنچا مین بتکدہ مین تو کعبی مین آہ کے
آئی شکست بت سے صدا الا الہ کے

دشمن جو ہو وے تو مددگار کیا کرین
لشکر سے کیا رکے گی قضا بادشاہ کے

گردن مین ہے جو طوق تو خلخال یار کا
زنجیر پاؤن مین ہے تو زلف سیاہ کے

لیلی وہ ٹھیک ٹھیک ہے مجنون مین ٹھیک ٹھیک
ہے اسمین شک نہ اسمین جگہ اشتباہ کے

عبرت کا ہے مقام زمانے کا انقلاب
تکیہ فقیر کا ہے لحد بادشاہ کی

اے چرخ پیر قد خمیدہ سے خوف کر
ہاتھ آگئی ہے مجکو کمان تیر آہ کے

مشتاق خط سبز ہون کیونکر آئینہ
ترستی ہے رنگ سبز سے طاقت نگاہ کے

قاتل شہید نار تیرا ہے اوسی مین دفن
آتی ہے جس لحد سے صدا آہ آہ کے

تیرا کسیکا یار گرے گا سپہر کیا
سو مرتبہ ہلال کے گشتی ہین ماہ کے

غصہ کہا کہ تیری ہی حق مین کچھ ضرر ہے
ہوگا شکم مین درد غذائی ثقیل سے

خالق نے کہہ دیا مرے کانون مین رازِ عشق
میکال سے چھپا کے الگ جبرئیل سے

لازم ہے پارسا کو پیے تو خم کی خم
طاہر جنب نہو کبھی آب قلیل سے

کیا جام بادہ ہے کف ساقی مین سرخ سرخ
لایا ہے پھول توڑ کے باغ خلیل سے

مہمان نواز خاک یہ مست غرور ہون
بنت العنب عزیز ہے ابن السبیل سے

ظلمت ہو دور اشک فرنگی سے ہر طرف
روشن کرون جو شمع دل جبرئیل سے

رہتا وہان ہے دیر سے جا کر مین چند روز
کعبہ اگر کرایہ کو ملتا خلیل سے

کرتا ہے جمع مال تو غیر فرنگی واسطے
ہوتا نہین کریم زیادہ بخیل سے

ہے بی ثبات منزل ہستی ہے کرو سفر
آوازہ آ رہا ہے یہ کوس رحیل سے

غیرت کے مارے خاک مین آئین گر گئے
غمزہ اجل کا اوٹھ نہ سکا مجھ علیل سے

کافی ہے ذوالفقار یہ رتبۂ علے
دعوی ثبوت ہوتا ہے قطعی دلیل سے

الفت کسی سے جو بڑھے ہاشمی شریف نے
گویا کنوین مین کود پڑا البشت نیل سے

اے خدا کیواسطے اشکون کو پوچھ ڈال
سرمہ نکل چلا تری چشم کحیل سے

ناقص نہین مثال کہ مشکل ہی بار کشت
شاید کہ تسی زلف و باہی زیر لب
مردہ ہون مین فراق مین شب کہین فلک
کتنا ہی آب و تاب سخن ہے دل حسو

یہ عمر رفتہ نہر ہمارے چمن کی ہی
خوشبو دہن مین نافہ مشک ختن کی ہے
گہر مین یہ چاندنی نہین چادر کفن کی ہے
تیغ برہنہ نہر ہمارے چمن کی ہی

کیا بات تیری گلشن ایمان کے ای اسیر
ہر گل مین بو حسین کے خلق حسن کے ہے

مارا ہی دل نے ملکی سب بر عدیل سے
کیا کام ہے شکایت چرخ بخیل سے
داغ گناہ اس دلسی نہو گا دور
درکار کیا ہی سر سے کہ تحریر اکنہ مین
جھیلون شب فراق کو کیونکر مین ناتوان
ہنسنے مین عکس جس تری دانتون کا ملگیا
ہر ایک شعر کیون نہو قرآن کا ترجمہ

ہاری مقدمہ ہو سفارش وکیل سے
سائل نہین کہ بغض ہو مجکو بخیل سے
کوثر سے دہو ہے کہ اسی سلسبیل سے
بیڑی نکال ڈالے یا ہی علیل سے
باندہا ہے تنے مور کو زنجیر فیل سے
سوئی نکالی لگی غواص جہل سے
سیکہے مرے قلم نے زبان جبرئیل سے

کیسے ہو سخت فتح لڑائی سخن کی ہے — اے قلم میں نوک تری بانکپن کی ہے

کس منہ سے آئنے کو ہوس انجمن کی ہے — بڑھ کر ہمارے دل سے صفا اوس بدن کی ہے

زیبا شگفتگی گل زخم بدن کی ہے — شمشیر یار موج نسیم چمن کی ہے

سینے میں ایکدم ہی ٹھہرتا نہیں دل — عادت اس آئنہ کو جلائے وطن کی ہے

عالم تمام جسم ہے ہم اس میں مثل روح — رونق تمہاری ذات سے اس انجمن کی ہے

تیشے سے آئی تھی یہ سر بیستون صدا — اک روز میرے ہاتھ قضا کوہکن کی ہے

تعجیل کیا ضرور ہے غربت میں اے اجل — آمد قریب قاصد اہل وطن کی ہے

دریا کو جاتا ہوں میں فرقت میں قبل از — صورت حباب موج میں تیغ و کفن کی ہے

چشم کحیل کرتی ہے غارت جہان کو — سرمہ نہیں یہ خاک کسی انزنکی ہے

اے شیخ کعبہ تو ہے عبث سد راہ دیر — یوں ہے سنبھی جو اس میں خوشی تار کی ہے

لکھتا ہوں جو غزل وہ نکلتی ہے طرح شوخ — گویا دوات آنکھ غزال ختن کی ہے

آندھی کی گرد دیکھ کے سمجھے سفر میں ہم — اوڑھے ہوئی خبر یہ ہمارے وطن کی ہے

افسوس کے جگہ ہے کہ غنچہ ہے بے زبان — کیا ٹھیک ٹھیک شکل تمہارے دہن کی ہے

۲۰۴

ہر پسینی سی ہی ملا جو وہ گیسوی سیاہ
تا نہی جا بسین گے عشاق ہی کالا پانی

گرد غم دل مین جو اوٹھی تھی وہ سب بیٹھ گئے
مے پلائی ہمین ساقی نے کہ جہڑکا پانی

ڈوب کر چاہ زنخدان مین نہ اوبہرا کوئی
ہے عجب طرح کا اس کہنڈ مین ٹہہرا پانی

بادۂ رنگ طلائی کی صحرا مین ضرر ہے
چاہئے گنبد آہو کو سنہرا پانی

عمل زشت ہے نفرت ہے یہان تک مجھکو
رو دیا پینے جو زمزم نے چرایا پانی

بزم عصمت مین ترے حور قدم گر رکھے
مریم آئے تو ہے اوسکا ہو نہ سرا پانی

عمر بہر دیدۂ گریان سی ہے اشک روان
یہ کنوان وہ ہے نہ ٹوٹا کبہی جسکا پانی

الجہون آبلۂ پا مری کیا کام آئے
بٹ گیا کانٹون مین اک ایک کے تھوڑا پانی

ساقیا مے نے کیا گرم سبہی سرد کیا
عقل حیران ہے اسی آگ کہون یا پانی

لب شیرین کی محبت نے مجھے مارا ہے
غسل میت کے لئی چاہئے میٹھا پانی

نقل سے اصل کا دنیا مین نکلتا نہیں کام
ابر تصویر سے اک بوند نہ برسا پانی

آنکھ سی کیون نہ ہو آنسوون کا بحر اسیر
نہ ملا سبط نبی کو لب دریا پانی

خوف کیا ایسا اگر دست جنون بیباک ہے
اوڑ گیا سارا گریبان آج دامن چاک ہے

غازہ روی چمن اوسکی قدم کی خاک ہے
جامۂ گل یار کے اوترے ہوی پوشاک ہے

تخت سے بہتر ہمین سایے چمن کے خاک ہے
چتر شاہی سے ہمین بادہ و انسبت تاک ہے

اہل دنیا سی کہو کس لیے کرتے ہین نزاع
موت آئی تو ہمارے سارا قصہ پاک ہے

جام جو بنتا ہے ہوتا ہے وہ ساغر صرف مے
خاک مین شامل مگر مجھ بادہ کش کی خاک ہے

ہو گیا میری تن پر داغ سے فیض بتان
آج توڑا آسمان نے کاسۂ و لاک ہے

کیا ہوا اکبر ہے دعوے خدائی کا کیا
فتنۂ عالم حقیقت مین یہ مشت خاک ہے

حجلۂ یوسف ہے فیض عکس رخ سی آئینہ
زلف سی شانہ تمہارا شانۂ ضحاک ہے

ای شکار افگن ہین وہ طائر ہون باغ دہر مین
تیر ہے شاخ نشیمن آشیان فتراک ہے

آنکھین شیر و گرگ کی ہین روزن دیوار و در
گھر ہمارا کسقدر فرقت مین وحشتناک ہے

حال وحشت کے رقم کرتی ہی نامہ ہی مرا
سو جگہ سی صورت مسطر گریبان چاک ہے

اصل کے جانب رہا ہی سفر مین سے رجوع
ابتدا ہے خاک سے اب انتہا ہی خاک ہے

حسن کو یہ غیر ممکن ہے نہو تاثیر عشق
عندلیبو نکو ہے وحشت جیب گل صد چاک ہے

٨١٧

رزق گردش سے کہیں دنیا میں ہوتا ہے حصول
ایک خوشہ حاصل نہ خرمن افلاک ہے

غیب سے آتی ہیں مضمون اوس کمر کی متصل
طرفہ ہرکاروں کے اقلیم سخن میں ڈاک ہے

ٹوٹتا ہے کیا اسی نعل سم رہوار سے
دیکھ قاتل سر ہمارا قابل فتراک ہے

ہو کسی جا ڈھونڈ لاؤنگا میں مضمون کمر
چشم دل باریک بین طبع رسا دراک ہے

کم نہیں ہے پیکر انسان سے قلیان یار کا
امتزاج آتش و آب و ہوا و خاک ہے

سانپ کا اس میں نہیں ہے آتا ہی ہیں کس نظر
شانہ گیسو ہے شاید شانہ ضحاک ہے

تیری دیوار سے نکلے ٹوٹی ہی بھاگ گئی پہر نہ میں لوگ
آمد اوسکی شہر میں سنکے گویا ہلاک ہے

اے جنون قرار و امن چھوڑ کے پہر فو
سینے میں صبح قیامت کا گریبان چاک ہے

کس لئے سیماب کو کرتا ہی کشتہ یکنگاہ
صاحب اکسیر کی تقدیر میں کیا خاک ہے

ناتوانی ہی ہے ایسی آپ ہی یہ جائیگا
آب تیغ یار دریا تن مرا خاشاک ہے

کیا عجب ہے گرم مضمون سے اگر جائے جگر
برق عالم سوز اپنا شعلۂ ادراک ہے

کس کا منہ ہے کون ثابت کر سکی تیری خطا
ناوک افگن تیر ہے تیرا خطا سے پاک ہے

سرو قد یار سے تشبیہ کیونکر دوں امیر
قامت شمشاد بد اسلوب کاواک ہے

کرتے ہیں ستم نہیں وہ دلاتے شب وصال
ہیں اونکو یاد سارے زمانے کے واسطے

کرتا ہی بزم عیش جو آراستہ وہ ماہ
زہرہ فلک سے آتی ہے گانے کے واسطے

راحت کے شکل میرے سیہ خانے میں کہاں
آئی ہوا چراغ بجھانے کے واسطے

کیونکر مری مزار کا باقی رہے نشان
آندھی ہی سب نشان مٹانے کے واسطے

مجھ ناتوان کو بوسہ سیب ذقن ملے
طاقت ہو دل کو ناز اوٹھانے کے واسطے

افسانہ گو کی آپ کو ناحق تلاش ہے
آتا ہوں درد دل میں سنانے کے واسطے

سمجھا یہ میں ستایا ہے تربت کو دیکھ کر
آئی شب فراق ستانے کے واسطے

گھبرا رہی ہے زلف مرے دل کو دیکھ کر
بیتاب ہے یہ سانپ خزانے کے واسطے

نادان ہیں وہ جنکو ہی دولت پر اعتماد
مطلق نہیں قیام زمانے کے واسطے

اہل زمانہ اور بہی کرتے ستم اسیر
ہوتا جو اعتبار زمانے کے واسطے

پہلے ہی دوستی تری حسن شباب کے
بہونکی جو کو تو اُنے ہٹی شراب کے

عالم میں احتیاج نہیں آفتاب کے
ہاتھ سے چھٹے گی زاہد خانہ خراب کے

الٰہی وہ کئی زندان مین کیونکر ہمکو پیدا ہے | نگہبان گرد چلاتے ہین سرِ بے غل مچاتی ہے

اسیر اوسکی خرام ناز کے مضمون مین لکھتا ہون
صریر کلک ہے سوتے ہوئی فتنے جگاتے ہے

حذر ہے اوسکو بجا ہیر چشم گریانسے | جہان مین کچھ نہین ہین بہاک کتا ہارانسے
تعجب آتا ہے ای بحر حسن بستانسے | حباب ہین یہ مگر سحت ہین سندانسے
بہار دیکھ کی کیا موسم خزان ہا تگمیز | نکال دے ہمین ای باغبان گلستانسے
دکہادیا شب مہتاب کسنے چاند سا منہ | چکور بہاگتے پہرتی ہین ماہ تابانسے
پڑے ہے وہ شعر گری چشم یار سے آنسو | گہر سخن کے صلے مین ملے سخندانسے
گلے سے اوسکی ملے ہو جو خنجر رحم | سنے ہی بات یہ ہمنی الگ ہین یارانسے
یہ زخمیونکو اذیت پسند خاطر ہے | کہ تیغ اونسے بجہاتی ہے آبحیوانسے
سمجھ مدام اودہر ترک او دہر بحو جدا | جوبی نماز ہے بدتر کہین ہے شیطانسے
جہان مین نام سکندر رہی حشر تک زندہ | حیات خضر ملے ترک آبحیوانسے
ہمیشہ عالم وحشت مین یاد آتی ہے | بہشت قریب ہے کعبہ مگر بیابانسے

ای اسیر خستہ وسکی یاد مین گذری جو دم
بس اوسی دم کو سمجھ لے انتخاب زندگی

نہ مین گلشن مین جاتا ہون نہ بوئے گل وہ لاتی ہے
صبا کو مین اوڑاتا ہون صبا مجکو اوڑاتی ہے

ہزارون ماہ پیکر مہر طلعت کر چکی پیدا
زمین مانند گردون نور کے تکّے اوڑاتی ہے

کھلاتی ہے لگا کر گولیان کیا پھول زخمون کے
تری بندوق قاتل خوب گلچھرے اوڑاتی ہے

جنون فصل بہار آتے ہی تہا ہی قصد صحرا کا
صدائے نالۂ زنجیر پھر کانون مین آتی ہے

ذرا ڈر اے تو کوئی آرسی گستاخ ہی کتنی
وہ میرا منہ چڑاتا ہے یہ منہ اوسکا چڑاتی ہے

ہمارا گوہر جان ڈھونڈتی ہی شاید اے قاتل
قضا آب دم شمشیر مین غوطے لگاتی ہے

نہایت راہ ہموار اے دشت تجرد کے
مسیحا کو کوئی نہین یہ جیوت سوزن چبھاتی ہے

سمجھتا ہون کہ آیا نامہ بر اوس حور طلعت کا
لحد مین جب نسیم گلشن فردوس آتی ہے

مری داغ جگر مین گرم انگارو سی ہے مگر
وہ مشت خاک ہون مین آگ جس جا ہے کھاتی ہے

خمیدہ رو رہیدہ اوس سے ہین ہم تیغ کی صورت
تواضع جسکو کہتے ہین وہ جوہر سا سیادت ہے

تعجب ہے نہین اسکو رسائی گوش جانان تک
زمین و آسمان کے آہ قلابے ملاتی ہے

۳۰۸

ای شیخ نشاتین مین سکا نہین جن آب
داغ جگر کو چھوڑ کے رخصت ہوا شباب

تحریر وصف خنجر ابرو ہی بار ہی
اچھون مین ہی آبرو نکو بحر انفعال کیا

لازم ہی عجز صاحب دولت کے واسطے
شاعر تو ہون مگر کبھی پڑھتا نہین مین شعر

مضمون گریہ سی ہر اک سطر موج بحر
وحشت سی بزم دہر مین دلکو کہان سکون

آواز کے خضر رہین باغ دہر مین
دیوانگان عشق کی کھیچی ہین جدول

روتا ہون بسکہ عشق مژہ مین مین بیقرار

حسن پری میفروش سی ہمکو عقیدہ ہی
باقی نشان پا غزال رسیدہ ہی

بانگ قلم صدای گلوی بریدہ ہی
روشن حجاب رنگی آئینہ دیدہ ہی

ہر شاخ میوہ دار چمن مین خمیدہ ہی
مضمون نو مرا سخن نارسیدہ ہی

دیوان مرا سفینہ طوفان رسیدہ ہی
شمع حیات چشم غزال رمیدہ ہی

ہر نخل بادامن غزلت کشیدہ ہی
صحر اتمام کاغذ مسطر کشیدہ ہی

ہر طفل اشک گود کی عقرب گزیدہ ہی

کب ہین مرید اور کسی پیر کی اسیر
ہمکو فقط علی ولی سی عقیدہ ہی

ایسے نماز کو تو ہمارا سلام ہے	زاہد تجھے ہی وقت عبادت ہے جہاں کی فکر
زیر نگین سخن کے قلمرو تمام ہے	حاصل جو بادشاہت دنیا نہیں امیر

رنگ پان سے سرخ کیا دندان یار نے
گوہر نایاب تھے لعل بدخشان ہو گئے

دامن گلچین بھرا ہے یا قفس صیاد کا
گل نہیں بلبل نہیں خالی گلستان ہو گئے

بوئے گل آتی تھی جن راہوں سے ہم تک اے صبا
بند وہ ہر روزن دیوار زندان ہو گئے

نا قبول خلق تھا ایسا نہ کافر جو میں
جتنے ہندو تھے مرے ضد سے مسلمان ہو گئے

الفت گیسو جو ہمکو سوے صحرا لیگئے
یاد ان میں جا کے لپٹ کر خار ریحان ہو گئے

کس پر رہے وسکا میں کشتہ تھا کہ میری خاک پر
مرغ گلشن لوٹ کر مرغ سلیمان ہو گئے

ترش باندازی کیا صحرا وحشت میں ملا
سو رنے میرے لئے خار مغیلان ہو گئے

جب گلے اوسکو لگایا سینہ زخمی ہو گیا
گو کہ دو انگیا کی جتنے تھے وہ پیکان ہو گئے

دو قدم دامن اوٹھا کر وہ چلے تھے وقت رقص
اس ادا پر چاک کتنوں کے گریبان ہو گئے

تیری جلوہ نے مٹایا سب حسینوں کا فروغ
جب ہوا خورشید پیدا انجم پنہان ہو گئے

۱۴۱

می سحر مین لہو کی طرح سی حرام ہے — آنکھون مین صورت کف قصاب جام ہے

تن کیا کہ پیرہن سبب قتل عام ہے — شمشیر آبدار برش مین نیام ہے

گلشن بہار مین نظر آتا ہے میکدہ — گل شاخ پر نہین کف ساقی مین جام ہے

دل مین خیال چشم صنم چشم تر مین ل — یہ شیشہ جام مین ہے وہ شیشی مین جام ہے

نایاب ہے دہن کمر یار ہمشیال — اسمین نہ ہمکو شک ہی نہ اسمین کلام ہے

زندان ہے کہ رہی صاحب ... کے واسطے — قرطاس بہر طائر تصویر دام ہے

ای ترک تو ہے اب نگہ کسی کو قتل — مین کیا تمام ہون تری ترکی تمام ہے

حنظل ہوا ہے منہ سی لگاؤن اگر رطب — مجہا کب اس چمن مین کوئی تلخ کام ہے

سوتے ہین چاندنے مین کسی سیم تن سا تہ — چاندنی ہماری صورت ماہ تمام ہے

وہی جام وصل یار مین مجہ فاقہ مست کو — ... یہ روز عید یار روزہ حرام ہے

پیغام وصل ہے جسی کہنی ہین رندگے — محبوب کے ادا ہے قضا جسکا نام ہے

اہل سخن مین زندہ زبان ہے بسان شمع — خاموش ہون تو مرگ کا مجہکو پیام ہے

ہے ... یا اجل مجہے یار شب فراق — افسانہ گو یہ کہتے مین قصہ تمام ہے

کس کام کی نماز ہو جس مین ہی یاد
سجدہ جو غیر در کی سوا ہو حرام ہے

کاغذ تمام کلک تمام اور ہم تمام
پر داستان شوق ابھی ناتمام ہے

ہوتی ہے اوسکی کعبۂ ابرو مین جا نماز
مژگان صف نماز ہو تو مردم امام ہے

زلف سیاہ یار ہے دست رقیب مین
گویا یزید حاکم اقلیم شام ہے

آنکھون نے دی شفا مجھی مشہور لب ہوئے
جامی کا ہی کلام شفائی کا نام ہے

دل مین خیال غیر ہی بیجا سو ادوست
خلوت سراے خاص مین کب دخل عام ہے

گھر مین جفاے یار کے اعضاے تن مرے
ہر زخم بہر خنجر قاتل نیام ہے

قلقل کا شور قند مکرر سے کم نہین
مینا مئی کا بھی طوطی شیرین کلام ہے

تنہا نہین مین عاشق بادام چشم یار
ہر پختہ مغز کو یہ سوداے خام ہے

وہ شاہ مسکشان ہون کہ اقلیم مین مرے
ہر جا عذار حسن ہے ہر اک شہر جام ہے

محفوظ ہین دورنگی عالم سی تحیر
نے صبح ہی نہ عالم رویا مین شام ہے

دل مین وہ ہے بلا ہی جو اسیر برای اسیر
گھر مین وہ ہے ہوا ہے جو بالا تمام ہے

ہمہ تن نور سویدا ہے ہمارا دل ہے
جوہر اس آئنہ کا دیکھنے کی قابل ہے

جرم جاہل نہین مقصد سے اگر غافل ہے
راہ بہولا ہوا کیا جانے کدہر منزل ہے

کیا کہون آمد قاتل سے جو خرم دل ہے
عید قربانی تیغ نگہ بسمل ہے

ستم چلو سے کعبے کو اے دیر کے بسنے والو
ہم ہے آتی مین اگر فضل خدا شامل ہے

محتسب ہے کبھی سنانے بھی عجب رند کی بات
نور شیشے کو سمجھکر یہ کہ یکا دل ہے

سیر تو دیکھ دلا خاک کی نیچی چل کر
نئی دنیا ہے نئی لوگ نئے محفل ہے

میری آغوش سے نفرت مگر اے قلزم حسن
کون دریا ہے زمانے مین جو بے ساحل ہے

سنتے ہین ہم کسی کافر کا ہوا تو عاشق
کیون نہوا ہے بت بے باک خدا عادل ہے

کوئی خندان کوئی گریان کوئی نالان کوئی جب
کیا تماشا تری سودائیون کے محفل ہے

کیا حسینون کے تری سامنے مٹی ہی خراب
صحن گلزار مین گل مردہ گل در گل ہے

جان دیتے ہین جو آمر و تری الفت مین عزیز
سچ تو یہ ہے کہ کبھی ہاتہ کا اونکا دل ہے

ہاتہ بہر ہے کہین جانے نہین مرد ون جگہ
سر جہکا دیکہ کہ محفل کے تلے محفل ہے

رزق ہر روز نئی ہاتہ سے مچہا ہی نصیب
خانہ پرورده آرام سگ منزل ہے

ہمصفیران چمن گر گئی پرواز اسیر
بنغمہ سنجون مین ہا ایک مین بلبل باقی

وہ دیکھے جو داغ دل مین ہمارے جل گئے
مسجد سے شمع بتکدہ کی مار کر نکل گئے

ہوتی ہے شام جان بدن سے نکل گئے
سر سے مری بلا ہی شب ہجر مل گئے

بوسے کی مانگنے سی خفا اسقدر ہو
اک بات ہے کہ منہ سے ہماری نکل گئے

گم ہو گیا مین کانگی بالی کی عشق مین
یوسف کے طرح سی مجھے ماہی نگل گئے

یہ دور چشم یار مین بیخود ہوے ملک
قاضی سی میفروش کے سٹے بدل گئے

اوسنے رقیب کو مری آگے کیا جو قتل
مجھپر کمال رشک سی تلوار چل گئے

بالیدہ تیرے آنیسی ایسا ہوا چمن
گل کے قبا ہزار جگہ سی نکل گئے

دو چار رند ہمسی جو محشر مین آگئے
دستار آفتاب قیامت اچھل گئے

نوبت ہے اب آپہی حساب و کتاب کی
جب وہ پہر روز قیامت کے ڈہل گئے

اب ولولے جنون کی کہان اور ہم کہان
وہ دل نہین رہا وہ طبیعت بدل گئے

دامن کا بوجہ اوٹھہ نسکا نازکی سے ہائے
بل آگیا کمر مین ترے ناف ٹل گئے

۳۹۴

واکئی ناخن شمشیر سی سب قاتل نی
نہ رہا کوئی مرا عقدۂ مشکل باقی

کیسے دیتی ہے اسی طاقت رفتار جواب
اب تو دس پس قدم اور ہے منزل باقی

کیا ہوا عالم پیری میں اگر زور گھٹا
وہ ہے جرات وہ ہے ہمت وہی دل باقی

سیر ہی حق کہے ہیں منصور انا الحق بولا
حق کے آگی نہ رہا مذہب باطل باقی

خواب آرام نہ آئے گا ہمیں مرگ کی بعد
گور میں ہے جو رہے یہ تپش دل باقی

دیدۂ قیس کے پڑتے ہی تری محمل میں لگے
کوئی پردہ نہیں ہے اے صاحب محمل باقی

سیر کے مصحف رخسار کی ہم نی بالکل
نہ رہی آئی نگہ سی کوئی منزل باقی

یار نی روزن دیوار تلک بند کی
کوئی رخنہ نہیں ہے جو ملی اب دل باقی

ہاتھ بیجان سجہ وحشت نی اوڑا لئیں آئی
دامن دشت نہ ہے دامن ساحل باقی

شمع روشن ہے نہ محفل میں نہ پروانے ہیں
ہم ہی تنہا ہیں فقط گرمی محفل باقی

نہیں ملتے ہی ہمیں لو سو تنخواہ کبھی
جانئے جب وہ کہا دہ میں فاضل باقی

کرچکی مرحلۂ عمر روان کو ہم طی
اب فقط ہے نہیں یا گور کی منزل باقی

دل نی یہ حلقۂ گیسو میں اوٹھائی ایذا
نہ رہا وعدۂ طوق و سلاسل باقی

۲۹۳

ہو بیاباں کو رواں پرزے گریباں کے اڑا | دست و پا میں ترے جب تک کہ ہے طاقت باقی

چھوڑ کر دین کو دنیا کا طلبگار ہے ہنوز | کہ یہ دولت ہے جو فانی تو وہ دولت باقی

پاؤں پر سر ہے جھکا ہاتھ جوڑے ہے ہمنے | ہو نہ دکھ پاؤ کہ رہے کون سے منت باقی

ہیں زمانے میں بد و نیک ہنر سے خالی | عجز سنگ میں نہ ہما میں ہے سعادت باقی

وہ فلاطون ہے خم خاک کا طاجو آج | جام گردوں میں نہیں بادۂ عشرت باقی

کون درگاہ ہے ایسی کہ جہاں ہم نے کیے | کعبۂ دل کے ہے اب ایک زیارت باقی

چادر آب کا دو مجھکو کفن مرگ کے بعد | کہ ابھی ہے تن سوزاں میں حرارت باقی

کارخانہ ہے زمانے کا سراسر فانی | نہ رہی ہے نہ رہے گی کوئی دولت باقی

چار دن کے لئے برباد نہ کر عمر عزیز | کام وہ کر کہ رہے تا بقیامت باقی

سارے عالم میں تو آرام نہ پایا ہمنے | ہاں اسیر ایک ہے اب گوشۂ تربت باقی

دی جنکی تاب تو اب ایک ہا دل باقی | شکل اگر مہ سے سمجھ لیجیے وصل باقی

ماہ کی طرح سے کی قطع منازل تو کیا | کوچۂ ابیض سفر کا ہے ابھی کڑی منزل باقی

تھا کہ ہین ہے وعلی دونون لاجواب — انکی نبوت انکی امامت پسند ہے

ہی مست یار سے ہمین منہ کی آرزو — کھینچے وہ تیغ تو شہادت پسند ہے

نالہ ہمارا صور سرافیل کیون ہو — مرتے ہین قدیر اوسکی قیامت پسند ہے

جو ٹی کی شعر ہون تو خوش آتین ہین اسیر

کتنے طبیعت آپ کے وقت پسند ہے

رنگ رخسار تصور مین کفن کے فق ہے — گور کی یاد ہے اتنی کہ کلیجا شق ہے

منہدم بستی طالع ہی سے غفلت کے بنا — جاہی دیوار یہان گرد مکان خندق ہے

طبع آزاد کسی چیز کے پابند نہین — ہون وہ شاعر کہ مرا قافیہ تک مطلق ہے

کیا کرون صورت گل رنگ نجابت لیکر — آنکھ جاتی پہ جو بلا لاکے جگہ بی شق ہے

مجھسے اغیار جھگڑتے ہین عبث ہوکے — تمہین انصاف ہے کہدو کہ یہ کسکا حق ہے

دل وہ کیا دل ہے نہین داغ محبت جسمین — بی نمکین ہے جو مکان ہر مین بیرونق ہے

وہی سمجھے جو سبب حشر کی صدمی جیسے — گرفتار او زنگیرین کا آنا حق ہے

فائدہ کیا کہ رفوگر کا اوٹھاون احسان — کہ گریبان سے زیادہ مرا سینہ شق ہے

کاٹون کا مین جو کوہ شب ہجر ہے اسیر
فرہاد کی طرح سے مجھے محنت پسند ہے

عنقا کی طرح سے ہمین خلوت پسند ہے	سارے جہان سے گوشۂ عزلت پسند ہے
خالی ہمارے سامنے لایا ہے ظرف مے	ساقی کی طبع کتنی ظرافت پسند ہے
ملتا ہے کچھ تو گیسوے جانان سے سلسلہ	ہمکو درازی شب فرقت پسند ہے
پہونچے ہے تا باوج فلک بنکی گرد باد	خاک اپنی بعد مرگ بھی رفعت پسند ہے
تسکین دل ہو جامۂ رنگین وہ کہان	پیاسا ہون شیر سے مجھے رنگت پسند ہے
تعریف کیجئے جو ہو کافر کی رنگ کی	کسری کے مصطفے کو عدالت پسند ہے
بیجا ہے زاہدان ریائی کا ادعا	کب بحضور قلب عبادت پسند ہے
چرخ دنی سے ہم نہین کرنیکی التجا	ناگین وہ جسکو بھیک کی عادت پسند ہے
کیونکر خدا پرست کو پونچے صنم پرست	معنے پسند ہے وہ صورت پسند ہے
ڈرتا ہون کب مین قید زلیخاے دہر سے	یوسف کو آپ گوشۂ عزلت پسند ہے
آنکھون سے ہم سوا ان ہین شوق نازنین	ہائی النظر سے قطع مسافت پسند ہے

توڑ تیری تیر مژگان کا ابھی دیکھا نہین
بند ہین آنکھین ہرن کے خواب مین خرگوش ہے

کیا خوش آیندہ تری آواز ہے جسکی سنو
ساز کے پردی مین نغمہ شرم سی روپوش ہے

آسمان پرواز وہ طائر ہین باغ دہر مین
ایک اپنا رنگ سرخ ہے ایک اپنا جوش ہے

نزع مین ہے ہاتھ پھیلاتا ہون عرض ساغر طرب
بےخبر مطلق نہین ساقی مین کچھ بیہوش ہے

کیا تعجب ہے جو اے ساقی لب طوبی کناب
گرم ایسا شعلہ آواز نوشا نوش ہے

حادثات دہر کی ہے تند اگر ایسی ہوا
ایکدن اپنا چراغ زندگی خاموش ہے

مل گئے ہم خاک مین لیکن حسینون سے ربط
گور ہے بازار کہ اطفال بازیگوش ہے

سیر کو آتا ہے دریا پر کرو وہ بحر حسن
شوق مین جو موج ہے کھولے ہوا آغوش ہے

کیا کوئی اوس نے اٹھائی گیسو کا افسانہ کہے
سامنے خط کے چراغ عقل تک خاموش ہے

چاند ہے مہتاب آسین کرن خورشید کے
آسمان رفعت ستارونسے تری پابوس ہے

محو حیرت ہے یہ سوسن دیکھ کر اوسکی مسی
ہے زبان کے شکل سرتا پا مگر خاموش ہے

منہ مین جو آتا ہے انکی صاف کہتے ہین اسیر
بے تکلف مجمع رندان ساغر نوش ہے

٣٨٥

رونے پہ آئیں دیدۂ گریان اگر امیر
گل جائیں بہیک بہیک کے ٹکڑے سحاب کے

قصے سنائے ہمنے جو چشم پر آب کے	دریا میں کان کھولدیے ہر حباب کے
ساقی مہ صیام میں توڑے شراب کے	پڑھ لیتے ہیں دعا قدح وقت خواب کے
کیا ٹھہرے ماہ سامنے اوس آفتاب کے	بہا کی بغل میں چادر مہتاب داب کے
سنتے رقیب ہون تار رخ حجاب کے	مضمون حسب یاد بندہے ہیں نقاب کے
حسن بتان طفلی و پیری میں ہے محال	سادہ ورق ہیں اول و آخر کتاب کے
کیا پوچھتے ہو میرے پریشانیوں کا حال	واقف ہیں بال بال سے گیسوئے جناب کے
ساحل پر آ کے کرتی ہیں جب وہ نگاہ تیز	وحشت سے موج چھپتی ہے پیچھے حباب کے
ساقی کبھی گزک کا مزا بھولتا نہیں	آنکھوں میں میرے پھرتے ہیں ٹکڑے کباب کے
جیسے کہ ابتدا میں تھے ویسے ہی ہم رہے	بدلے ہزار رنگ جہان خراب کے
جب آنکھ میں نہیں ہے مروت وہ کور ہو	خواہاں نہیں ہیں ہم قدح بے شراب کے
وہ مست ہوں کہ دشت کو میخانہ کر دیا	نقش قدم ہیں راہ میں بط شراب کے

٣٨٣

ای ستمگر بسملون پر مہربانی چاہیے
فی سبیل اللہ شمشیرون کا پانی چاہیے

صرف خاموشی بہار زندگانی چاہیے
غنچہ سان منہ مین زبان بیزبانی چاہیے

عاشق صیبر موزون مین شکل دکھلادے مجھے
حضرت موسے سی نازک لنترانی چاہیے

چاہیے شاعر کو باندہے پہلی مضمون خال کے
دانہ بہر صید مرغان معانی چاہیے

اوڑہنگیا مین کیا بہانی آدمیت اوڑھکے
خاک آدم میرے ماتم مین اوڑانی چاہیے

میکشی کا وقت ہے ای ابر رحمت گرد و
آگ بہڑکا جاتے ہی جلد پانی چاہیے

صبح کو ہوتا ہے گردون پر ظہور آفتاب
عالم پیری مین داغ نوجوانی چاہیے

وہ غزل کیا ہے بنا حسن سخندانو کی صاف
بہر اجرا اہل دفتر کے نشانی چاہیے

ہر رگ گردن سی کہتی ہی یہ میری جہرے
وقت خونریزی ہی کچہ شیرین زبانی چاہیے

زندگی مین عشق تہا اوسکی طلا رکہنے
غسل میت کے لئی سونیکا پانی چاہیے

آستان یار پر تربت مری طیار ہو
بعد مردن اوسکی دری پاسبانی چاہیے

نوعروسان چمن یار مین مشتاق رگ
باغ کے نہرون مین شمشیرونکا پانی چاہیے

مین ترے گریبان ہون مگر زخمو کو ہنسنا
تیغ کا ر نال قاتل زعفرانی چاہیے

٢٧٩

صدمہ ہوتا ہے جو دل سا اوسی یہ جا بجا ہے
آب دریا کے اسی غم زدی مین گنجائش ہے

غم عالم کے سوا اور ہے غم پیدا کر
ای فلک دل مین ہمارے ابھی گنجائش ہے

کثرت آبلہ و داغ ہے اپنی دل مین
باغ مین لالہ و انگور کی فرمائش ہے

گوشۂ قبر مین ہوگا ہمین وہ چین نصیب
طفل کو دامن مادر مین جو آسائش ہے

دل ہو بیتاب مگر آہ نہ آئی لب تک
حکم یہ عشق کا وہ صبر کی فرمائش ہے

عشق کس تن ق تجلی ہی ہکو پس گ
شجر طور سی تابوت کی آرائش ہے

سرخ ہی عکس تن سرخ سے ملبوس بدن
سادہ کے حسن خداداد کی زیبائش ہے

اسقدر کیون سن لف تمہاری ہی دراز
کشور حسن بہنین لائق پیمائش ہے

تیری ہمنام کو خال مین سمجھا
ای خدا جرم مرا لائق بخشائش ہے

پاک ہو جلد لگا بحر فنا مین غوطے
جسم خاکی جسے کہتی ہین وہ آلائش ہے

تاکجا قافیہ پیمائی بجا یہ اسیر
ارض اشعار نہین لائق پیمائش ہے

اس لطافت پر یہی قامت ہے وہ جلاد کے
آئینہ سارا بدن ہے ہڈیان فولاد کے

٢٧٥

[illegible]

جمع ہوں اک جا جو ہند طلب تو لازم ہے فساد
درد پیدا ہو جو معدہ امتلا پیدا کری

ہے سراپا آگ کی تصویر یہ مضطرب
توڑے انگلی ہاے اگر نی کی صدا کری

چاند ہے ہاتھو سی اپنی وہ قمر پھینک اگر
حسن ماہ نو لب بان گدا پیدا کری

شکل شیطان جا اگر جنت میں پاتی ہے فریب
ہاں یقین کو ہی نکوئی افترا پیدا کری

اضطراب عشق سے ہی دل کو قوت طاقت کی
رنگ اگر جنبش نہ ہو کیونکر صدا پیدا کری

سایہ حسن بتی سے ہو ہر روز اسکا دولتمند ہو
ہر گلی خاصیت بال ہما پیدا کری

دیکھتا چل راہ شاید کہیں اجزاے آب و باد میں
گنج پوشیدہ طلسم نقش پا پیدا کری

ہو دنیوں سے بھی کہیں بدتر ہیں ابنای زمان
مادر ایام نے اژدہا پیدا کرے

اہل بینش کے لئے لازم ہے دید خط سبز
سبزہ نو خیز آنکھوں میں جلا پیدا کری

مہدی دین کے ہیں مشتاق زیارت کے اسیر
کاش ہمکو اوس زمانے میں خدا پیدا کری

غم کی ہر چند شب ہجر میں افزایش ہے
غیر ممکن ہے کہ ہو عاشق بیتاب سی صبر

کاش اب ہے اجل آجاے تو آسایش ہے
چشم بد دور نئے اب کے فرمایش ہے

[illegible]

چرخ تنگ ہو بیچ پا جو اوسکا شعلہ رنگ حنا
بچہ خورشید جل کر اپیدا کری

ہوں وہ آوارہ جو میں بیٹھوں نہ ہو مانند گرد
گوشہ وحدت ہے جو پائے ہوا پیدا کری

خاک تو وہ ہے وہ جسم بنا بھی جانے نہ دے
لاکہ اوڑ جانے کو پر تیر قضا پیدا کری

پرورش کرنا فقط رزاق عالم کا ہے کام
کیا گدا کو دیگا حاتم حوصلا پیدا کری

ما تہا ہی کب مرا دل لاکہ جلائے فلک
معتبر کیا ہی اگر گنبد صدا پیدا کری

قدردان ہیں بزم میں مشتاق اشعار ای اسیر
چاہئیے مضمون نئے طبع رسا پیدا کرے

صبر سے لذت اگر طبع گدا پیدا کری
خشک روٹی نان نعمت کا مزا پیدا کری

تیری کشتی کو جو قاتل پھر خدا پیدا کری
سر جدا پیدا کری گردن جدا پیدا کری

گرم رفتاری جو اپنے معجزا پیدا کری
پاؤں مثل دست موسی آبلا پیدا کری

غسل کو آؤ اگر تم صاف دریا ہو چمن
ہر صدف موتی کی بدلے موتیا پیدا کری

تو وہ قادر ہے جو چاہے ایک مشت خاک سے
لی بدر سو عیسے معجز نما پیدا کری

اسطرح سمجھائے اونکو نہیں تم بی کمر
فہم لقمان وہم کی کیونکر دوا پیدا کری

٣٧٣

شعر مین سب ہے تقابل جو سکیں کیا مطلب
لب سیا ہے طفل ہوتا ہے کلی نمودار سے

سر یہان عشاق کا کٹتا ہی ہان تیغ اسیر
کوچۂ قاتل جدا ہے مصر کے بازار سے

ایک کیا ایسی جو سب عالم خدا پیدا کری
غیر ممکن ہے کہ جیسا دوسرا پیدا کری

مر رہے توشہ جہان مین نام کیا پیدا کری
منہ مین لقمہ ہو تو آواز آسیا پیدا کرے

جام سے آتش زبانی مین جو پیدا کی تو کیا
چاہیئے انسان کسی کی دل مین جا پیدا کرے

کیون نہو خط سیہ سے یار کا چہرہ خراب
گہر مین مومن کے جو کافر کو خدا پیدا کرے

گوہر صورت نو فرق عالم مین ہمعنے نہین تمیز
صاحب دل جسم مین معنے آشنا پیدا کری

کھینچ لیجائے مری ہاتہو سے مینی کو ہی جینے
جذب مقناطیس سنگ آسیا پیدا کرے

منحصر تیرے کمر پر کچھ نہین ہے اے بدن
جسکو جی چاہا ہے وہ پیدا کری ناپیدا کری

منجل ہے اے دل کدورت مین سکندر جی فیض
خاک جو پنہان کری دل مین ہوا پیدا کری

لقمہ غم مین ہے شاید خاصہ اکسیر کا
کہائی جتنا زیادہ اشتہا پیدا کری

اشک خونین نے یہ گرمی کی گلو ڈوبا مرا
آگی آگی دیکھئے رنگ کیا پیدا کری

وصل ہاے اوس سے مگر محروم ہین دیدار سے
پردۂ حیرت نہین کم آپ ہی دیوار سے

ہی جدا اپنا دل بیمار آستان یار سے
دور ہے دروازۂ دار الشفا بیمار سے

کون عشق چشم جانان مین نہین ہے ناتوان
فرش ہاے عیسی پہ پڑ رہتی ہین خود بیمار سے

لوگ کرتی ہین عبث دعوی تری دیدار کا
تو وہ یوسف ہے کہ جو واقف نہین بازار سے

جان دے دیکھا جو اوسکا سر و بالا دار کا
مر گیا ضرب عصای نرگس بیمار سے

حوصلہ دیدار کا کرتی ہین ناحق اہل حشر
جل گیا مہر قیامت آتش رخسار سے

کوچہ اوسکا گلشن جنت ہے مرغ نامہ بر
مانگ لے اوڑنیکو بازو جعفر طیار سے

وصف کرتا ہی تم محکو ترا ای بحر حسن
جا ہے مسطر بناؤن آنسوؤنکی تار سے

دیکہ کر طرز خرام یار دیوانہ ہوا
مول لایا ہون مین سودا حشر کے بازار سے

ہی سخاوت تیری مشہور جہان ای شاہ حسن
ہین گدا کیا کیا تونگر دولت دیدار سے

دور ہے بوسے کی سمین عطا ہو جاینگے اور
کچھ تو روزینہ مقرر ہو مرا سرکار سے

باغبان آیا ہی وہ پردہ نشین ای عندلیب
باغبان پہلے نکالا جاے گا گلزار سے

ہی مکان ایسا بلند اوسکا کہ داماں سحاب
پہٹ گیا ہے بستر خار سر دیوار سے

پانو نہیں جہاں کہیں وحشت کی گیا پانی نہیں
العطش کا شور سنتی ہیں بیاباں خار سے

دیکھ کر وہ چشم و ابرو میان آتا ہے مجھے
ہی بہت نزدیک مسجد خانہ خمار سے

جا بجا ہوں مشورہ ہوتا ہے میری قتل کا
کچھ زبان بیکان کہتی ہیں لب سوفار سے

گرمی رخسار رنگین نے کیا دل آب آب
بھر آئے گھر میں سیر خلد کی گلزار سے

اشتعال ایسا کیا اوسکا کہ مثل آئنہ
اوڑ گیا نور بصارت دیدہ بیدار سے

آسمان ظلم پرور راہ پر آتا نہیں
ہی امید رحم بیجا اس غریب آزار سے

اہل جوہر کا کہیں سنگی ہی آتا ہے کام
چھانٹتا ہے باغبان مہندی کو کب تلوار سے

وقت بازے گیا ایہا ہو بھلا انکھوں سے
پوچھ او ٹھو آنا غضب ہے دم بیمار سے

ربط ہو جائے جو حسن و عشق میں آئی عدو
گل آیا ہے سیدا ہوں تیر نیچہ سفار سے

دولت دنیا ہے بیشک باعث اندوہ امیر
چاک ہے سینہ صدف کا گوہر شہوار سے

باہی صحبت کیا دل نے اپنا چشم یار سے
غیر ممکن ہے دوا بیمار کے بیمار سے

راہ ہر زخمی ہوئی تیر نگاہ یار سے
جھانک کر دیکھا جو اوس نے روزن دیوار سے

۳۷۰

رشتہ بر پا سے ہمکو کر دیا ہر دل عزیز
خار خار اس بوستان کا نعرۂ پرواز ہے

گوش دل سے اوسکی باتون کو سنا چاہیے
بولنا اوس مدہ کا غیب کی آواز ہے

کب زبان سے آ سکی غم جو ناخن بنو
جب تلک زمزمہ چھیڑے ساز آواز ہے

اے شکار افگن ہے ایسا خونریزی تیر کا
نسر طائر رنگ فلک پایل پرواز ہے

سب طرح کی سیر گلزار طبیعت مین ہے رنگ
سحر ہے جو برگ ہے جو پھول ہے اعجاز ہے

تو حسینان جہان مین اے حسین انتخاب
مہر تابان اخترون مین جسطرح ممتاز ہے

طبع رنگین کثرت مضمون نازک سی اسیر
حجلۂ لیلی ہے بزم شاہدان آرا ہے

دل کو بہلاتے ہین یاد ابروے خمدار سے
کاٹتے ہین زندگی کی روز ہم تلوار سے

کیا ہوا کی مصلحت ہمنے اگر اغیار سے
عاقبت مین مشورہ کر لیتے ہین تلوار سے

روشنی جسکے گہر مین ہوتی ہے گی رخسار سے
دہوپ اوتر جاتی ہے جسکے روزن دیوار سے

زیر ابرو دیکھ کر موے مژہ حیران ہون مین
کیا تماشا ہے کہ جوہر ہے جدا تلوار سے

سرو شل شمع گل روشن ہین مانند چراغ
جل اوٹھا گلشن یہ کسکی پرتو رخسار سے

٢٦٩

٣٦٦

زینت کی اور نکو فکر ہی تو ہی من لوگ قبل | ہی مست یار مین عوض خنجر آئینہ
آئی گا اوڑ کے محفل جانان مین شوق سے | پیدا اگر ہی گا صورت طوطی پر آئینہ
کیا حسن سے ادہا جو رخ یار سے نقاب | حیرت سے آرسی ہوئی بت تہر آئینہ
خورشید روے یار سی کرتا ہی کسب نور | مہتاب سے سوا ہی بلند اختر آئینہ
محشر مین ہیر دست ستم سے عجب نہین | کہولی سکا تیو تکا اگر دفتر آئینہ
دونو مین کسقدر تری صحبت کا ہی اثر | محبوب آرسی ہے کہ ہی پیکر آئینہ
پائی جو فیض پرتو دندان یار سے | پیدا اگر ہی نیسان صدف گوہر آئینہ
زینت کا شوق ہو تو یہ جا صرف سے لیجیے | صاف ہے ہمارے دل سی نہین بہتر آئینہ
تو رشک حور روضہ جنت ہے ہی تو منم | طوطی ہے شمع بزم ترے کوثر آئینہ
نم مول لو عوض مین اگر اک نگاہ کے | ہی صاف تو یہ بات کہ بیچی ہے گہر آئینہ
عاشق کے دل کا ذکر ہی کیا تیرے روبرو | حیران آرسی ہے صنم ششدر آئینہ
میلا لباس اہل صفا ہے تو کیا ہوا | دیکھو کہ صاف کرتے ہی خاکستر آئینہ
کہنے تری سخن مین صفا ہی ای اسیر | اشعار آبدار ہے دفتر آئینہ

آتش داغ جگر کی کیا حرارت ہو بیان — ہی کباب سوختہ کے طرح ہر پہلو سیاہ

جسطرح ہوتا ہے کاغذ پر کوئی حرف رقم — یون ہے اوس بیتاب کے پر نور رخسار و سیاہ

ہے نہایت کافر و رنگی ظاہر و باطن میں فرق — رہتے ہند و مین سپیدی ہی دل ہندو سیاہ

قدر نے جو چیز پاکیزہ ہے وہ عیب ہے — رنگ سی ہوتا نہیں آئینہ زانو سیاہ

کس نی گیسوی مشکین کا سودا ہے مجھے — داغ سودا ہے مرے رنگ نافہ آہو سیاہ

صاف ہوتا ہے گمان سب گوہرین پر جاہ نے — مالی کٹری پہنتا ہے جو وہ مہرو سیاہ

سنگ اسود کا ہے خال رخ پر اثر گیا — مثل کعبہ ہے لباس کعبہ ابرو سیاہ

قتل کرنی آئی ہے مجکو شب تار فراق — خون ناحق پر ہے آمادہ یزید رو سیاہ

یا کھون اے سیہ خانے کی ظلمات امیر — خال زنگی سے زیادہ ہے اگر جگنو سیاہ

ولہ

ہے حسن جانا آئینہ دلبر آئینہ — ہے لاکہ آنکھون کے برابر آئینہ

ہے محو جلوہ رخ جانان ہر آئینہ — بند اپنی چشم شوق کرے کیونکر آئینہ

رکھتے امید جو ہر دل کے بعد مرگ — ہو جو سنگ تربت اسکندر آئینہ

٣٦٥

شوق عریانی نی جامے سی ہمین باہر کیا
جامہ تن ہے اوتارا ہمنی پیرہن کے ساتھ

ہون وہ دیوانہ کہ مجھسی کہ وحشت ہے محال
چاک چولی کی طرح ہی مری دامن کی ساتھ

آج ہے مین ترا دیوانہ نہین اے سرو قد
طوق قمری کی طرح پیدا ہوا گردن کی ساتھ

دل ہمارا اسقدر چسپان ہے تیغ یار سے
ربط مقناطیس کو ایسا نہین آہن کی ساتھ

نعمت الوان سے دنیا مین بہرا ہر دم شکم
دوستی کر بار ہا مین عمر بہر دشمن کی ساتھ

پہر کن کی رشک سی تشنہ مین مر جاونگا
پہر کہدو اوتو کہدو او مدفن کی ساتھ

فکر کیا ر کہتا ہی میر وہ بہی سمجھے گا نہین
راہزن ہمراہ ہے میری قضا رہزن کی ساتھ

ہو گیا کلیسا خدا ساز اوسکا پیرسا سنا
شعلۂ عارض سے پردہ جل گیا چلمن کی ساتھ

ای فوگرت ترا قائل ہون مین جیسے صبح
زخم دل بہی جب سے تو چاک پیرہن کی ساتھ

تیغ کہینچے ہی تو کندن سا بدن وہ کہلائے
دیجئے صدقہ مین سونا ہے مجھی آہن کی ساتھ

بر خلاف دل کے مجھسے اجتک جاتی نہین
دوست کے ہمراہ مین جاؤن تو دشمن کی ساتھ

جانبہ رہے مین خیال مرگ بہی کچھ چاہیے
غافلو قطع کفن لازم ہے پیراہن کی ساتھ

یہ جو ہے پیر کبہی آیا وہ ہو جائیگی گرد
گر مسان کردنی ہی کیا بجلی تیغ دشمن کی ساتھ

۲۶۳

جو صفائے قلب کہتا ہے وہ ہی دل عزیز ہے	ہے برابر ہو عجم میں یا عرب میں آئینہ

وہ دیکھنے جاتا ہے اوسکو تاب نظارہ نہیں
سادہ لوح اس سے ہوا مشہور سب میں آئینہ

جب سے وہ زانو ہوا جاگیر پشت آئینہ	رشک روی مہر ہے تقدیر پشت آئینہ
آرسی کی اوٹ میں یہ شوق مجکو لگ گیا	رفتہ رفتہ بنگیا تصویر پشت آئینہ
آئینہ رویون کا جو عاشق ہوا حیران ہوا	ہے یہ مصرع قابل تحریر پشت آئینہ
زانوے جانان جو اوسکی توجہ سے پیلا ہوا	صاف ثابت ہو گئے تقصیر پشت آئینہ
اہل حسرت کے جو پیرہن نہیں اونکو زوال	بے خزان ہے گلشن تصویر پشت آئینہ
ای مسیحا عکس خط سبز کی اعجاز سے	اوڑ چلا ہے طوطی تصویر پشت آئینہ
دونون چمکی پر تو رخسارۂ محبوب سے	بخت روئے آئینہ تقدیر پشت آئینہ
آئینہ پہیر ترے جانب سی رو شوق اگر ہے	دست اسکندر رہو دامنگیر پشت آئینہ
زانوے محبوب پر اوسکی جگہ سکی نہیں	سر مرا ہے کہان تقدیر پشت آئینہ
بوسہ لیتے ہی ترے بنگیا زیادہ ہو گئی	جلد قرآن کیطرح توقیر پشت آئینہ

چاہیئے آنکھوں کو ہر دم روے جاناں کا خیال
دیکھئے مثل صفر ماہ رجب میں آئینہ

ہند سے ہے اور تک جو لیجائے کوئی تصویر یار
شرم سے لیلے نہ دیکھے پھر عرب میں آئینہ

بزم میں بلوائے جلد کہ اک مدت سے ہے
اشتیاق زلف و خط و چشم و لب میں آئینہ

نوکری ہے کی تو خیرا نے فقط ہمکو ملی
آرسی تنخواہ میں پائے طلب میں آئینہ

شخصیت با کجا آرایش ریش سفید
دیکھئے شانہ بلا میں ہے غضب میں آئینہ

ہوں میں حیران کیا جلیبیوں میں ہے بہا بڑے مجھے
آئینہ گردی کا میرا حال سب میں آئینہ

سائل محتاج ممسک کو سمجھتا ہے کریم
کم نہیں چشمی سے چشم تشنہ لب میں آئینہ

رتبۂ عالی اگر چاہے وطن سے کر سفر
ہے ختن میں مشک کم قیمت حلب میں آئینہ

کاسۂ دریوزہ ہے یوں مجھ گدا کی سامنے
جسطرح بزم شہ عالی نسب میں آئینہ

کامیاب ہے ہر سحر خورشید کسب حسن سے
کیا قدم رکھے تری بزم ادب میں آئینہ

ساقیا یہ آئینہ خانہ ہی میخانہ ہنوز
ہے مرا اک ساغر کف بنت العنب میں آئینہ

سیر نخلستان کو وہ برق تجلی جب گیا
پتا پتا بنگیا نخل رطب میں آئینہ

رتبۂ اہل صفا کیا خاک سمجھتیں ہیں تیرہ بخت
دیکھتا ہی کب کوئی تاریک شب میں آئینہ

آئینہ ہوتا ہے احوال سکندر سے زبون
ساغر جمشید ہی اب ہے نظر مین آئینہ

سادہ رویونکی محبت نے یہ دکھلایا اثر
بنگیا داغ جگر اپنے جگر مین آئینہ

یا الٰہی جلد اقبال سکندر ہو نصیب
اپنی دل کا مین لگاؤن اوسکی در مین آئینہ

عشق مین آئینہ سے یون کہو ہون صحرا نورد
بنگیا ہے پاون کا چھالا سفر مین آئینہ

کہتے ہین سب دیکھ کر عارض پر اوسکی خط سبز
چھپ گیا ہے طوطیونکی بال و پر مین آئینہ

تیرہ بختون سی ہین اہل صفا کو ایذا
دیدۂ دشمن ہے زنگی کی نظر مین آئینہ

شوق آرائش ہوا کس آسمان حسن کو
مہر کا ہر روز ہے دست سحر مین آئینہ

دیکھتا ہون دیکھ کر ہر چاند مین رخ صاف صاف
دیکھتے ہین جیسے سب ماہ صفر مین آئینہ

کور باطن قدر کیا سمجھین مریدو انکے
صفحۂ باطل ہے دست بے بصر مین آئینہ

دیدۂ انصاف سے رونا جو میرا دیکھتا
ڈوب مرتا آکے میری چشم تر مین آئینہ

خاکساری سے جہان مین باعث دولت اسیر
ہے صفائے قلب سے سونیکے گھر مین آئینہ

کسطرح آئے نہ بزم طرب مین آئینہ
ہی نظر بند آج کل شہر حلب مین آئینہ

بلبل ہے ہنسے زیست مین گل خار یار کے | تابوت پر ہمارے گلابی دوشالہ ہو

غم دوست وہ ہون مین کہ یہی چاہتا ہون | جتنا جہان مین غم ہو مجھے کو حوالہ ہو

گھر بخشش وہ خوشی سے جو بہیجی وہ نامہ بر | مکتوب یار میرے مکان کا قبالہ ہو

ابھی زرد اسقدر نکھلا جسم زار کو | اتنا تو رکہ کہ گور کے منہ کا نوالہ ہو

شاخون سے پھول گر کے روان ہون مور کا مین | آئے وہ شہسوار تو پیدل رسالہ ہو

سر جنگی زیبا افسر شاہے ہون کل تک | الحج آج ہاتہ مین اوس کے پیالہ ہو

بابا شراب مین اثر کیمیا اسیر | ہو نوجوان پیر جو ہفتاد سالہ ہو

ردیف ہائے

کیا سمائی ماہ رویون کے نظر مین آئینہ | روزن دیوار تک ہے اگی گہر مین آئینہ

ہے حیرت سے ہو بزم سکندر مین آئینہ | جای خط لازم ہے قاصد کے گہر مین آئینہ

واہ کیا دولت ہے فیض صفائے قلب سے | ہی کہبے چاند ہے کبہی سنگ گہر مین آئینہ

آپ عاشق اپنی صورت کا ہو آئینہ رو | کیون کہرے جا بہو اوسکی گہر مین آئینہ

باغبان گلشن مین آجائے اگر وہ شاہ رو | ہو صفائے سے ہر اک تیا شجر مین آئینہ

٣٥٧

کلفت دنیا چہپاتی ہی مردونکی ہنر
زنگ کر دیتا ہی پنہان جوہر شمشیر کو

کچھ نہین فتراک کی حاجت تجہی ای شہسوار
جذب الفت کہینچ لائیگا تری نخچیر کو

کوئی عالم مین نہین ہا ہمسر تری مقتل یار
کہکشان کہنا مناسب ہی تری شمشیر کو

سر سی سودا زلف جانان کا نکجائیگا کبہی
کاٹنے آیا ہی احدا وکیا زنجیر کو

ہی یقین پہر ماہ کنعان کو زلیخا ہو نجائی
خواب مین دیکہی جو تیری چاند سی تصویر کو

تیر اپنی ناوک فگن تونی لگا اسقدر
کر دیا افزون سنیانی تن نخچیر کو

دام آفت سی چہڑایا تونی ای ناوک فگن
شہپر پرواز سمجہا طائر جان تیر کو

ہجر کی شب کیا کہی جاتی ہی غمسی اپنی روح
ہی تماشا کاٹتی ہی یہ بی سپر شمشیر کو

جہک گیا ہون ناتوانی سی زندان مین اسیر
جانتا ہون طوق گردن حلقۂ زنجیر کو

مہر کی مسند لئی ہو موجود لالہ ہو
تم مول لو جو باغ تو حاضر قبالہ ہو

ہالہ ضرور چاہئی ای ماہ گرد ماہ
زیبا ہی دور دار جو تیرا دوشالہ ہو

آئی جو میکشی کو چمن مین وہ مست ناز
غنچہ بنی سبو تو ہر اک گل پیالہ ہو

ہے اگر شوق شہادت خوف بیجا ہے اسیر
چین سے راحت ہے آخر راحت و دوزخ کہیے جحیم کو

مائل و بد کسی گل کا جو پایا مجکو
شکل نرگس ہمہ تن چشم بنایا مجکو

خجل کیا ہی کہ پڑی آنکہ گل رعنا پر
بلبل گلشن تحیر بنایا مجکو

شرح جامی کا جو مطلب نہوا تہا کبہی حل
چشم ساقی نے اشارون سے بتایا مجکو

تیری ہنسلی کا جو گل غیر نے کہایا اے گل
آتش رشک نے کیا کیا نجلایا مجکو

عمر بہر زلف کی پہندے سے رہائی ہے محال
کس بلا مین مری قسمت نے پہنسایا مجکو

رہرو وادی الفت کو نہین حاجت خضر
دل گم گشتہ نے تری کوچہ ہی کا بتایا مجکو

وصل کی رات یہی ہی ہی مجہسے اس شوخ کا قول
سر اوڑا دون گا اگر ہاتہ لگایا مجکو

پی فقیرے مین تکلف سے شراب اے ساقی
جام جمشید نے بہر بہر کے پلایا مجکو

کے عطا العبد مرے دلکو تپش کی الفت
ہے یہ اللہ نے بہتر کا بنایا مجکو

ہجر مین وصل کا غم وصل مین اندیشہ ہجر
کب رنج عیش مقدر نے دکہایا مجکو

جال سوزی مین صحرای محبت مین چلا
ہر قدم جادہ مین قسمت نے گرایا مجکو

۳۵۴

تہا وہ محرم مین جہکین جو رین ہی تسلیم کو
دور تک آئے فرشتی خلد سی تعظیم کو

سات سیارے تو کیا ہو سخن کے مجکو جنون
ایک ساعت مین مین لے کے آتا ہون ہفت اقلیم کو

وصل کے ساعت کبہی تبلا نہین سکتا ہے مجہے
پہینک دیتے ہی دی اسی منجم پہاڑ کر تقویم کو

مین ہی آیا ہون ستمگر تیغ پہر قتل اٹہا
جسطرح طوفان اوٹہا نوح کی تعظیم کو

صحبت شعر و سخن مین ایک ہین شاہ و گدا
دخل کیا اس بزم مین تخصیص کو تعمیم کو

عیش دنیا سی جو مین محروم ہون ہی یہ سبب
کچہ نہین بہاتا ہے اکثر صاحب تقسیم کو

رنج و راحت باغ ہستی مین تماشاہی ہے مجہے
جانتا ہون مین گل رعنا امید و بیم کو

جام اگر دیتا نہین ساقی نہ دے وہ ہے سبو ہون
پیشکش کرتا ہی رضوان کوثر و تسنیم کو

مین وہ مجنون ہون جو رکہا تجہ مین ویرانے مین
بید مجنون سرو قد اوٹہا مری تعظیم کو

رنج و راحت ہے اگر شامل ہو بعد خدا
پہول انگارے ہین گلشن آگ ابراہیم کو

سیر عالم کا جو ہو مشتاق کر سیر کتاب
اس قلمرو سی نہین نسبت کسی اقلیم کو

بعد مین حمد خدا کرنی لگی اسم شریف
کیجئے لفظ محمد سی اگر حک میم کو

صاف دل وہ ہون جو رکہا بزم مین جانا قدم
قد آدم آئنہ اوٹہا مری تعظیم کو

٣٥٣

برق چمکی جب ہٹا وہ چہرۂ روشن سے زلف
طور کی چوٹی میں سمجھا اوس کی بام کو

برگ گل نامہ ہے اوسکا نامہ بر مثل نسیم
بوی گل کیونکر نکہی نامہ کے پیغام کو

ہم سا دنیا مین نہو گا طالب دیدار حسن
جو حسین سنتے ہین لکہہ لیتے ہین اونکے نام کو

عشقبازی کی جو عادت ہے کبھی جاتی نہین
صبح کو بلبل ہے پروانہ مرا دل شام کو

پای خستہ سے ہوای ساقی اوٹھاؤن کسطرح
سر نوشت اپنا سمجھتا ہون مین خط جام کو

خانۂ صیاد مین آئے نظر سیر بہشت
دیدۂ حور سمجھا حلقہای دام کو

بلبلین آتی ہین اوڑ کر صید ہونیکے لیے
دور تک پر ہر کہا ہے کیا صیاد گلدام کو

بیقرار آئے اپنی گہر مین داغ مجکو جگہ
بند دروازہ کرون آنے نہ دون آرام کو

خنجر مژگان سے ہوتا ہے قلم تیر شہاب
کاٹتی ہے تیغ ابرو نیزۂ بہرام کو

رفتہ رفتہ وصل کا دن ہے ہمیں پیر ہو گیا
راہ پر لایا مین آخر گردش ایام کو

مصحف رخسار جانان کو لگاتا ہے جو ہاتہ
آنسوؤن سے میرے لازم ہے وضو حجام کو

اشک گلگونی ہین مرہون یا دگیسو مین اسیر
صبح پر مارے نکل آتے ہین جیسی شام کو

خندۂ شادی نہیں افلاس میں ہنستا ہوں میں
مثل گل مجھکو جدائی زر دیا ہے دام کو

ایسی گرمی کلہ میں رہتا ہوں خوش چشمکے دل
نکلی ہیکان تیر کا توڑیں اگر بادام کو

چین آیا تیغ قاتل کو مرے مرنیکی بعد
ڈھونڈتا پھرتا ہے فتنہ بستر آرام کو

وہ بھی اک دن تھا کہ گل آتش میں تھی ہر جنبل
پھول انگارہ میں تھے بستر بیمار آرام کو

نرگس مسکیں کو اوسکی دل میں ہے تھی جگہ
کیا تکلف ہے کہ شیشے میں اوتارا جام کو

چشم گریان ہے تنور کو ہی جلا داغ عشق
سرد پاتا ہوں میں آتشخانۂ حمام کو

ای مومن وصل کی شب کیوں نہ نکلے درد دل
چاہیے سر پیٹنے اور آر ہنگام کو

طاعت حق میں شباب و شیب گذرے ہیں اے اسیر
ہو جو طاقت صبح تک پڑھیے نماز شام کو

صاحب زر کر دیا ہے تو نے خاص عام کو
مانگتا ہوں میں بہار ایک سیم اندام کو

چومتا ہوں اسلیٔے روئے بت خود کام کو
چاہیے تعظیم مصحف صاحب اسلام کو

وا ای یاد اسکے وقت کی یہ آیا خیال
کیا کیا افسوس اور آہنی ہم کسکام کو

جتنے اعضا تھے یہاں سب ہو گئے مثل کمر
شرم سے ایسا چرایا یار نے اندام کو

روح کو تن سے نکال ای موت جلدی آخر
خانۂ زندان بنا ہا ہے بہت محبوس کو

قدر ہے ہر نگین مزاجوں کی خدا کے سامنے
بیشتر دیکھا ہی قرآن میں پچھاوس کو

دل جلانے پر ہمارے آسمان آمادہ ہے
شمع کی حاجت ہوئی شاید کہ اس فانوس کو

عقل زائل کیون ہوا ہے سن کے آنکھیں دیکھ کر
جال میں آ کے پہنسا ہے ہی جالینوس کو

ہون وہ محو حسن جانان میں جو محفل میں گیا
شمع کو سمجھا کلاہی آستین فانوس کو

سر میں ہے کب سے ہوای روضۂ پاک رضا
ای اسیر اب لکہو جلدی سے جانے طوس کو

چاہیے آغاز میں سوچے بشر انجام کو
گور نے دیکھو شکار آخر کیا بہرام کو

چرخ رکھتا ہے بری آفت سے خون آشام کو
محتسب کب توڑتا ہے شیشۂ حجام کو

عکس آئینے خال مشکگون کا اٹھا دو سحر میں
ساقیا ہے رنگ رخسار کا چشم جام کو

دل ہے ٹوٹا بادۂ عشرت بھی ضایع ہو گیا
جام کو روؤں کہ ساقی بخت نافرجام کو

نعل در آتش ہے کیون اتنا جلایا میں مرے
داغ کے خواہش ہے شاید ابلق ایام کو

جمع ہیں یعنی گیسوی جانان میں دل عشاق کے
جس طرح آتے ہیں منزل پر مسافر شام کو

محو سب کیجے وصل مین داغ دل ناکام کو
باغ جنت سی نکالا جاے ہے طاؤس کو

دل اگر ہے صاف آرایش کی کچھ حاجت نہین
آئینہ درکار کب ہے خانۂ فانوس کو

باغ عالم مین ہے مجھسا کون کم بخت و بد نصیب
ہاتھ پیدا ہا ہے جو توڑون بیضۂ طاؤس کو

اچھی صورت پر نہین موقوف کچھ دنیا مین عشق
دیکھ لو ابر سیہ عاشق ہے طاؤس کو

ہون وہ پروانہ جلا جب بھی محفل مین پڑ
شمع روے یار کی ہو نہین دیہ فانوس کو

طاق ابرو کے تصور مین دلا مانا نگر
کعبے سی باہر نکالا جاے یہ ناقوس کو

پیکر خاکی کی بربادی جو مجکو یاد ہے
گردباد و دشت سمجھا تخت کیکاؤس کو

وہ موحد ہون کہ بتخانو مین ہے آتا ہی حال
وجد کرتا ہون مین سنکر بانگ ناقوس کو

بید مجنون اس چمن مین مجکو جانے کیا
عین پستی ہی ہے بندے طالع معکوس کو

ہند و اعظم زیادہ اور ہوا شوق ای
توڑ دے سنگ ملامت شیشۂ ناموس کو

کام بتخانے کیا وہ اب مسلمان ہو گیا
کیجیے زنار تکری توڑیے ناقوس کو

کیا کہین وقت سوال خلق کہتا ہے بخیل
بستر پایا مقفل خانۂ منحوس کو

ہے یہ ظاہر خاک پر گر کر سما جاتی ہے
جا ہے روغن جسے اعقل بطلیموس کو

ای ترک گوری زخم کمان بھنوین ہا گر
دل جا بتا ہے تیزی تیغ نگاہ کو

آہ رنجے ہی حسب گرفتار سحر ہے
گردش ہمیشہ رہتے ہی دولاب جاہ کو

ناسور داغ دل کا ڈھونڈھے گا ...
کیا کام آب سرد سے دوزخ کے چاہ کو

ٹٹنے لگا ہی حسن نکلنے لگا ہی خط
خود فوج لوٹتی ہے سپاہان بادشاہ کو

آنسو جو ہر گھڑی ہے زمین تو کہان سے سبزہ نکلے
باران کا قحط ہوتے ہے موسم گیاہ کو

اندا مال دولت دنیا کا ہے اسیر
حسرت ہے وقت نزع سوا بادشاہ کو

جو دل کو صاف کرے ہی تو آئینہ ہو
یہ آئینہ جسے ہاتھ آوے وہ سکندر ہو

کسی کو جو جانان کا وصف کیا ہے ...
وہان کے خاک جو چھپاوے وہ کیمیا گر ہو

جو اوس سیج کو شوق سے ہزار آخر ہو
شفق شراب ہے آفتاب ساغر ہو

ہمارا اوسکا ہے دل مثل شیشہ ساعت
جو ایک صاف ہو تو دوسرا مکدر ہو

مزہ ہے تب کہ مری منہ مین زبان تیری
وہان زخم مین قاتل زبان خنجر ہو

قیامت آئے جو شب وصال کے صبح
ستارہ سحری آفتاب محشر ہو

۳۴۴

ہے یاد ون شکل لو ہے گل اوس شہسوار کا
موج نسیم صبح کہین ہم رکاب کو

پژمردہ گل ہے عارض جانان کے روبرو
نسبت نہین ہے بیضی اوسکی گلاب کو

بے یار وقت بادہ کشی دم نکل گیا
سمجھا اجل مین خندۂ جام شراب کو

نامہ پہونچ رہے گا مرا دست یار تک
قاصد سے جانتا ہون سوا اضطراب کو

ہے آفتاب روز قیامت عذار یار
کہتے ہین لوگ صبح قیامت نقاب کو

گذری تمام بادہ کشی مین بہار عمر
خط جبین سمجھتے ہین موج شراب کو

گہنو نگر و نگائی کفش مین اوس شہسوار نے
اسکو نہ تھی آرزو تھی جو تسنیم کے آب کو

مدت تک اوسکی عاشق گیسو کے واسطے
پالا بغل مین گور نے مار عذاب کو

کشتے ہین اوسکی تیغ تغافل کے کیا اسیر
اصحاب کہف طرح جو سوتے ہین خواب کو

دنیا مین اعتبار ہے کیا مال و جاہ کو
ملتے گدا کی ہاتھ سے دیکھتے ہین شاہ کو

دکھلا سبے کہیے تو ہو تب رنگ ماہ کو
یارب سپید کر مری بخت سیاہ کو

اللہ ہے کہ توبہ ہو ٹوٹے شراب کی
لہرا رہا ہون دیکھ کی ابر سیاہ کو

تن ہو گیا جو خاک تو ثابت ہوا ہمین
وہ امن سے جہاڑتے ہاتہی عبث ہم غبار کو

چاہے جو طول عمر تو کر ضبط اختیار
کرتے نہین قلم سمجھ میوہ دار کو

نکلا ہے دم وہ جلد جنازے پہ آ گئے
پھر طلب کیا ہے روانہ سوار کو

کار سحاب دیدۂ تر نے کیا اسیر
سیراب کر دیا چمن روزگار کو

وہ مہروش جو رحم سی اوٹہا دے نقاب کو
عالم چراغ روز ہے آفتاب کو

منہ سی سبب کہے نہین وہ لگاتے شراب کو
انگاروں پر لٹا ہین کیا کیا کباب کو

مشکل نظارہ رخ پر نور یار ہے
کیا دیکہے آنکہ بہر کے کوئی آفتاب کو

زاہد کا قلب صاف ہو مانند آفتاب
پی لی جو بہول کر تری جہوٹی شراب کو

مشتاق شمع و گل نہ طلبگار مہر و ماہ
آنکہین ہماری ڈہونڈ رہی ہین جناب کو

کس شہسوار حسن کا ہے اسکو اشتیاق
آتا نہین ہے خواب جو چشم رکاب کو

اوس مست ناز نے کی کس سے مگر [illegible]
جہٹکا دیا شراب کو توڑا کباب کو

[illegible] ہین دیکہ کر سوی میخانہ فلک
سمجہا مین ایک قطرہ سے آفتاب کو

١٨٣

[illegible]

ارباب فیض ہین خلش دہر سے بری
نشتر کا خوف کیا رگ گل ہے بہار کو

دود جگر نے چار عناصر کیے تباہ
ہاروت جس طرح سے اوڑا دے حصار کو

دل مین نہ داغ ہے نہ خیال اوسکی زلف کا
باہر کیا بہشت سے طاؤس و مار کو

نغمہ مین لال عشق ہین فارغ علاج سے
کچھ حاجت رفو نہین چاک انار کو

گلشن مین آشیانو سے طائر نکل پڑے
تیر و کمان وہ لیکے جو آئے شکار کو

چمن اونکو ہو لوگی رنگینی کا شوق ہے
طاؤس کیا بنا سکین گے ابر بہار کو

کہائی جو تیرے سبزۂ خط سے شکست آہ
طوطی تمام اوڑ کے گئے سبزوار کو

انگلے مین گڑ گئی ہے لبس صوت کے زمین مین گیا
غسال نے چھوا جو مرے جسم زار کو

ستے سے پونچھ ستا ہے کہ آتا ہے محتسب
سنگ جفا سے چرخ نے توڑے خمار کو

بلبل محبت گل عارض مین بس گئے
آئی وہ سیر کو کہ چمن مین نگار کو

صحرا مین آج آئے ہے کسکی شمیم زلف
ٹے کیا ہے نافۂ مشک تتار کو

چہرہ دکھا کے زلف سے تم نے چھپا لیا
مایوس کردیا دل امیدوار کو

کیا عیب ہے جو قتل اوس ابرو سے ہو رقیب
غازہ ہے خون کفر رخ ذوالفقار کو

۳۴۰

[illegible]

حشر کی روز اگر وعدۂ دیدار نہو
مین تو کیا خواب عدم سی کوئی بیدار نہو

زائل اک لحظہ تب عاشق بیمار نہو
کاسی اوسکا وہ اٹہہ جو ہنذار نہو

دیکہہ قاتل دہن زخم بدن ہنستی ہین
تیری تلوار کہین قہقہہ دیوار نہو

حال یہ ہے کہ مری جی بہتا ہی ہنجار
ملک الموت کا اے دل یہ خبردار نہو

نہین معلوم کہ کیا بیخبری مین ہے مزہ
مست سے مست یہ کہتا ہے کہ ہشیار نہو

دل حاسد کیطرح شمس و قمر جلتے ہین
گرم مضمون مرا یار کا رخسار نہو

حال یہ ہے وہ مسیحا زبان گرہی
سخت نادان ہے جو اس عہد مین بیمار نہو

تیرہ روزی ہی ارباب صفا کا آثار
شمع کی قدر کسی ہو جو شب تار نہو

ابہی دل سی ہی جو کرتا ہون نہین ہاتہہ گریز
خوف رہتا ہے کہ کوئی پس دیوار نہو

روح کیطرح سے کر سیر گلستان جہان
چار دیوار عناصر مین گرفتار نہو

طبع ناقص سے ہون کیا صاف مضامین پیدا
کیا پرو وے گہر رشتہ جو ہموار نہو

تحفے بہیجتے ہین آپ جو عشقون کو کباب
دشنۂ رشک سی قیمہ یہ گنہگار نہو

قید یوسف کو زلیخا نے کیا زندان مین
ذکر اسباب کا کیونکر سر بازار نہو

٣٣٧

٣٢٦

فراق یار مین عشرت کا سامان یا غم ہی
جلاتا ہے ہر یک شعلہ گل سیر گریبانکو

ہمیشہ باغبان پاتہ ہر تنکا ہی نہین ہے تجھسے
یہ کسکی شعلہ عارض نے دی آتش گلستانکو

طبیبو موت دلکی دوا اس سے نہین بہتر
کرو تجویز میری واسطے اسیب نجدانکو

نماز اگر پڑہین اک دم ترے انکہونکی گستونسے
اجازت دی ذرا ہی عشقوگر عبہانے فرکانکو

فقط ابدا ہنین وحشت مین کہ عشرت سامان ہے
چمن مین ہو پل ہاسکر چاک کرتی ہین گریبانکو

برٹہے تکرار ایسی سیر اور سکی بحکمہ ہار
حکم اوسنے کیا بلقیس کو میری سلیمانکو

ادا ہو کس زبان سے شکر اہل ایمان کو ابیکا
اٹو تہا سکتا ہنین سر کسیکی بار احسانکو

عبث تک تک کے اہل شہر مجھکو تنگ کرتے ہین
نکل جاونگا کبری پہاڑ کر ادکدن بیابانکو

غزال شہر ورن ہو ترے قدر دان کوئی نہین ملتا
کیا سامان عوث ڈہونڈ یا تہا مہمانکو

نگہبان بند کرلین شوق سے دیوار و زندان
کرینگے دم مین ہم پالوسی جہلکی سقف زندانکو

نگر وہ ہو کی مین سیر یوسف لکو گراہی گا
کیا خس پوش خط یار کے چاہ نجدانکو

جو ظالم ہین یا من بہو تی پہلے تنہین سر کر
کبہی امید سر سبز نہین ہے چوب دربانکو

اسیر سکو یقین نہ جانا تبنگ احوال ہے
خدا سمجہے جو محبوب خدا ہی شاہ مردانکو

وہ خدنگ قمری و پروانہ شاید نہ آتے
ہمارے قبر پر روشن کرو سبز چراغان کو

اوڑھائے زلف چہرے سے مسلمان ہو گئے کافر
چھپا یار زلف سے چہرہ کیا کافر مسلمانکو

تفس ایسا ہوا ہے گرم میرے آتش دل سے
کہ روشن ہو نک کرتا ہوں میں شمع شبستانکو

جو بسنت کش میں ہوتا ہوں تنہا رنج ہوتا ہے
سمجھتا ہوں ہمیشہ چوب زبان اندر جانکو

مآل کار دنیا کچھ سوائے غم نہیں منعم
سمجھ تمہارے رنگا رنگ نعمتہائے الوان کو

مری وحشت نے مجھے ہر دم ہے تعلیم کرتی ہے
قدم آہستہ رکھ ایذا نہو خار مغیلان کو

ہزاروں صندہ سنگ اسی مٹی میں ملائے ہیں
رہے گا کب تلک ویران سر گردون گرد انکو

مآل کار ارباب دل کا سب سے بدتر ہے
کہ وقت نزع حسرت ہے بشیر ہو گئی سلطانکو

اسیر اہل زمین ہیں ہفت آسمان جسکو سمجھتی ہیں
کیا ہے جمع مسی چند اوراق پریشان کو

جنون میں ہے نیاز غم سمجھا کیا عشرت کے سامانکو
بہت رویا جو دیکھا خندہ چاک گریبانکو

کیا زندان ہمارے حق میں جنت نے بیابانکو
بنایا طوق گردن حلقہ چشم غزالانکو

جو ہم پر ظلم ہوتے ہیں تو اوسکا ستارہ ہے
دیا ہے طول زلف یار نے شبہائے ہجرانکو

موشکافونکی طبیعت ہے تو اوہام فکر
داغ سینی کا ہی گا تو بنے گا سند
سر بزانو ہون جو حیرت ہے تعجب کیا ہے
باغ مین پاوے جو اوسکا قد موزون آیا
سائے کو ہی یہ خوف ہے خورشید جبینونسے

طرح کرتا ہی ترا مصرع گیسو مجھکو
ہوگیا پہلو کا درم تکیۂ پہلو مجھکو
یاد ہے یار کا آئینہ زانو مجھکو
چشم گریان نے کیا سرو لب جو مجھکو
آدمی سی نہ بنا دین کہین آہو مجھکو

سیر گلزار کے خواہش ہے کبہو گر ہوا سیر
تازہ مضمون ہین مرے نرگس و شبو مجھکو

زمانہ رنج دیتا ہے بقدر حال انسانکو
جو قسمتمین نہو ہرگز نہین ملتا ہے انسانکو
مرا دل دیکھکر کہتے ہین فرشتے روز پیدا شد
مری حال پریشان کا بیان ہے بس ہے تا صد
اگر گلگشت گلشن کو نہ آئے وہ سہی قامت
ہوا ثابت یہ ہمکو قرب خورشید و مسیحا سے

گدا کو فکر نان اندیشۂ عالم سلطانکو
سکندر نے بہت ڈہونڈا نہ پایا آبحیوانکو
یہ قطرہ رفتہ رفتہ جوش مین لاگا طوفانکو
جو کہتا ہے وہ تو کہنا دکیہ زلف پریشانکو
تو نہرین تیغ بیکر کا مین اشجار گلستانکو
کہ دی اک خشک روٹی آسمان نے بھی ہمکو

اسیر زار اونکی صلب مین نور محمد تہا
فرشتے کس طرح سجدے نکرتے خاک آدم کو

جانتے ہین مسلمان نہ ہندو مجکو
کون پوچھیگا نہ پوچھیگا اگر تو مجکو

طاقت آجاے دکہاوے جو وہ ابرو مجکو
قبضۂ تیغ سے ہو قوت بازو مجکو

روز تحریر جو یاد آئین وہ گیسو مجکو
مشک کی آتی سیاہی سے ہے خوشبو مجکو

شیشہ ہو اون وہ میخوار ہون مین موزون طبع
ہاتہ آجاے اگر سنگ ترازو مجکو

شاعری بہول گیا کثرت غم مین لیکن
یاد ہے ایک ترا مطلع ابرو مجکو

روشنی دیکہ کی اندیشۂ فرقت مین ہوے
ہو گیا کرمک شب تاب ہے جگنو مجکو

دانہ دانہ مری خرمن کا ہی فرزح شرار
اہی آے برق نہین جانتی ہے تو مجکو

غم کے دریا سے نکالا ہے مجھے یا اشنا
ہو گئی تاب ترے اسپ کے تاپو مجکو

اے صدف میری طرف چشم حقارت سے نہ دیکہ
جو نے بخشے ہین گہر تجکو تو آنسو مجکو

خفقانی ہے صحرا مین ہے رستا خیال
مثل سنگ پہاڑ رکہا مین کہین آہو مجکو

یہ ہین اوس کو دکہاتا تلک مین اے غم
خشک کر دی صفت چوب ترا و مجکو

ہمارے ہاتہ پا لا رنگ لایا مرد آزاری کا
کیا مغلوب ہمسے نفس امارہ ستمگر کو

چمن میں آمد و شد اسکے مطلب سے ہے جانے تک
ہنسانا آتی ہے پہولونکو رولا جاتی ہے شبنم کو

قلم تن سے کیا سر یار ہمارا درد سر کہویا
خبر آئے خبر دی الله وس قتال عالم کو

رہا کیا لطف خط سے ہے اگیا رو کی تباہی
لفافہ کہل گیا خط علانے ہے پہیر دو ہمکو

مرقع ہو گیا سارا کو کیسا ہے بچایا ہا
مری تصویر میں ہا لے بنا کر چشم پرنم کو

سخاوت کا وہ جوہر تہا کہ کام آ کے اولاد یا
رہائی دی امیر المومنین نے دخت حاتم کو

کبہی معشوق کو پروا نہیں ہے تہوی عاشق کے
کیا دامان گل نے پاک کن اشک شبنم کو

دوائے درد کا عالم کہا یا ہے بجز جانا مین
مقدر نے بنایا سودہ الماس مرہم کو

زمانے کو تغیر ہے تغیر کو حدوث ایدل
نتیجہ یہ کہ حادث جاننا لازم ہے عالم کو

سلیمان کم نہیں تسخیر سے تقدیر ہے تیرے
اسی تسخیر کا حلقہ طلا ہے تیرے خاتم کو

اسیر اس بحر میں وہ کشتی طوفان رسیدہ ہون
تبہ میری تباہی نے کیا ہے ایک عالم کو

وہ مجرم ہوں کہ آتش میں خدا نے اگر ڈالے مجکو
ہوائے باغ جنت اور بہڑکائے جہنم کو

کون الجھے ہوئی تقریر تمہاری سمجھے
غیر کو چاہتے ہو صاف کہو یا مجھکو

وصف اوس آئینہ رخ کا جو کیا ہوں تم نے
نظر آتا ہے قلم طوطی گویا مجھکو

کچھ نہ پوچھو مزہ بوسۂ رخسار صبیح
شیر مہتاب کا ہاتہ آگیا گویا مجھکو

ضعف سے طاقت تقریر کہاں اب ہے
صورت نے دہن غنچہ سی گویا مجھکو

ہوں وہ دیوانہ کہ حرارت ہے طبیعت میری
بہن گیا آگ میں جب خاک میں بویا مجھکو

سنہ چھپا لیتے ہیں جب سامنے آتا ہوں عزیز
جانتے ہیں مگر اللہ کا جو یا مجھکو

کون تھا مرگ غریبی میں جو ماتم کرتا
ہاں مگر یہ پھوٹ کے ہر آبلہ رویا مجھکو

سامنے یار کی خاموش ہوں ایسا میں اسیر
قوت ناطقہ ہی نہیں گویا مجھکو

جدائی کوئی جاناں رولاتی ہے نہ بجلی کو
فراق باغ جنت کسقدر تھا شاق آدم کو

رخ محبوب سے کیا فائدہ اس چشم پرنم کو
نہیں کرتی چمن میں آتش گل خشک شبنم کو

برآئیں آرزوئیں سب یہ ہے آنکھ ترائی
خداوندا نہو تار نیست کو آنچ زر سمجھو

ہوئی یوں خشک آنسو گہرا اوسکا رخ روشن
مٹا دیتا ہے جیسے تو خورشید شبنم کو

ہو جو راہ معرفت میں روشنی کی احتیاج
کیجیے بہ چشم فتیلہ مدینہ منور کو

مزد طاعت میں خدا جنت جو بخشے کیا عجب
اہل ہمت بخش دیتے ہیں محل مزدور کو

کشتۂ تیغ تغافل ہوں بچاؤں ای اسیر
گور پر آگر جو اسرافیل پھونکے صور کو

نہ ہنسا جام نہ شیشہ کوئی رویا مجھکو
ساقیا کیا مرے تقدیر نے کھویا مجھکو

کیا کہوں کیا تری آنکھوں نے ڈبویا مجھکو
دونوں عالم سے انہیں دونوں نے کھویا مجھکو

دامن دل سے یہ کہتا ہے ترا داغ فراق
ہوں وہ دانہ کہ کسی نے نہیں بویا مجھکو

کھل گیا راز محبت نہ رہا کچھ پردہ
اشک بھر لا کے ان آنکھوں نے ڈبویا مجھکو

باغ سے اوڑ کے میں صبا ہے کا گھر بھول گیا
ہر طرف سے مری تقدیر نے کھویا مجھکو

واہ کس بزم میں محفل سے اٹھایا اوسے
یوں کہا غیر کو اوس شوخ نے گویا مجھکو

ہنستے صورت کسی یوسف کے نظر آتے ہیں
لیچل ای بخت سوی عالم رویا مجھکو

ہوں وہ بیدار شب ہجر کہ آیا ہے مجھے رشک
نظر آیا جو کسی باغ میں سویا مجھکو

مست سمجھا ہے مرے مردے کو بھی شاید غسال
زخم آسا مئی انگور سے دھویا مجھکو

۳۲۹

جب ہوا منظور سوز داغ کا مجکو علاج
لا کے پردون مین چھپایا شمع کی کافور کو

تیری بخشش نے کیا ایسا فقیرونکو امیر
ڈھونڈتے پھرتے ہین سائل جا بجا مقدور کو

نام میرا کوئی اگر لیتا ہے تو کہتا ہے وہ شوخ
اور باتین کچھ کرو جانے دو اوس مذکور کو

رتبۂ عالی جو چاہے ہے تو ہستی کر جدا
نردبان بام رفعت دار ہے منصور کو

آئینہ پر تو سی تیرے جل اوٹھا تو کیا عجب
آتش برق تجلی نی جلایا طور کو

پہنچے ہم اک دم مین کیا سو گو کہ تھا اوسکا مکان
شوق دل نے کر دیا نزدیک راہ دور کو

کلفت خاطر ہی ارباب شفقت کو ضرور
گردشی چارہ نہین ہے ہاون مزدور کو

وصف ابرو کی غزل مین ماہ نو کا ذکر کیا
چھوڑ دینا چاہئے اس مصرع مشہور کو

ہجر مین کیا کام آیا آفتاب داغ دل
روز روشن کر دیا اسی شب دیجور کو

سن لیا چاہ ذقن کا تیری صنوان سے جو ذکر
فرط غیرت نے ڈبوئی کوثر مین حور کو

پھونکے نالون سے چرخ شعلہ زن کو مہر
آگ دینا چاہیئے اس خانۂ زنبور کو

اوس پری رو کی محبت مین ہون دیوانہ اسیر
کیا مرے زنجیر سے نسبت ہے زلف حور کو

تیشۂ فکر کی کوہکنی حد سے زیادہ
نظر آئی جو زمین شعر کے پتھر مجھکو

غم نہیں ہے مجھے جو اس بحر میں انا ہوں بلند
حسن نیا پایا وہیں ابد کی گوہر مجھکو

لکہ کی بیسچونگا اوسکی ہاتہ بتیا اُل
ہاتہ آجاے کا لوٹن جو کبوتر مجھکو

دامن یار بلک گرد نہ پہونچے میرے
خاکسار ہجر نے کیا خاک برابر مجھکو

سبب ہے س ش جو پوچھو تو یہ ضعف مرا
کھینچے ہو نہ دیا اب ہے باہر مجھکو

عشق کے فیض سے ہوں حافظ قرآن میں ہے
یار کا مصحف رخسار ہے ازبر مجھکو

مجرم عشق ہوں کافی ہے یہ تعذیر مری
چاہیے سلسلۂ زلف معنبر مجھکو

اوٹھتے ہیں ہاتھ نگوں کی مرتب ہے اسیر
پیچ قسمت کے دیا کرتی ہیں چکر مجھکو

دل ہمارا جانتا ہے اوس رخ پرنور کو
چاہیے موسی سا پروانہ چراغ طور کو

دیکھنے آتا تمہارے چہرۂ پرنور کو
طاقت رفتار اگر ہوتی نہال طور کو

روئے یہ دیکھ کر اوس چہرۂ پرنور کو
عین موسی نے بہا دیجئے چراغ طور کو

ساقیا ستوکو دو آسمان نے کیا ضرر
آسیا کب پیستی ہے دانۂ انگور کو

میری جہالون کے ہونی گر دیا کاٹنے کو ہو سر دل
کوچۂ جانان مین ہین ہمتا دیکھی ہم مستقیم
ہین جب ظالم فتنہ ... مین اوڈتا ہے

بلبلین صحرا مین آئین چھوڑ کر گلزار کو
کب اوٹھا سکتا ہی کوئی شانۂ دیوار کو
بارہ کر دیتی ہے خونریز جہان تلوار کو

دہ ہیں موذی سی ہنر و کو نہین ایذا اسیر
کیا ضرر سم سی جو کوئی مار کاٹی مار کو

ہجر گیسو مین اذیت ہے سراسر مجھکو
فیض وحدت سے ہر اک شی ہے برابر مجھکو
بار سر سے نہین کرتا کبھی گردن کو سبک
مثل آئینہ ملا جوہر ذاتی فی تیغ
ناخن اوس بت نے رسوا کئے نہین مجھکو
خط بنا کر رخ محبوب کا بولا حجام
بوسۂ لعل لب یار کا مشتاق ہا
دل سے کس روز مٹا داغ تہیدستی کا

غار اژدر نظر آتا ہے مرا گھر مجھکو
دل دمتی نظر آتا ہے صنوبر مجھکو
وسم دیا کرتا ہی قاتل ترا خنجر مجھکو
طینت صاف نی سونی کا دیا گھر مجھکو
ذبح ہونی کو ملی ہین کئی خنجر مجھکو
ل کیا چشمۂ مہتاب سے عنبر مجھکو
آبحیوان ملا مثل سکندر مجھکو
نام کو حسرت گل ہاتہ لگا زر مجھکو

فصل خزان مین تا نہین جاتی کی باغ کو

کم نہین خال سیہ وسکا مگس سے ای اسیر
عنکبوتی پردہ کہیں پردہ رخسار کو

پڑھ کی الحمد اتسو ولسنی ہون حسن شہ یار کو
گر کے دم پانی پلاؤن دم میں بیمار کو

سوز دل حاصل حسینون ہی کیون مجہ زار کو
آتش گل نے جلایا باغ مین کس خار کو

بسکہ عریانی پسند آتی ہی جسم زار کو
جسم پر کہتے نہین ہم زخم و انسدار کو

ہو گر وحدت مین کثرت سے ہمین کیا کام ہے
گنج عزلت مول لیتے ہیچ کر بازار کو

ہین جو موذا ونکی خلقت مین شتری بدی
کجروی کس نے سکہائی ہے جہان مین مار کو

اوس پری رو نی جو اپنی حسن کے کہولی کواڑ
ہو گیا سودا مین سودا مصر بازار کو

ہے شب فرقت کی تارے بنی جہمکی لال
ہی تماشا کاٹتی ہے یہ سپر تلوار کو

مدتون کہا ہین مین نے مسجدین ڈہونڈ کر
ڈہونڈ کر آخر نکالا خانۂ خمار کو

ہون اگر لاکہون حسین تجہ پری کی نگاہ
کون لشکر مین نہین پہچانتا سردار کو

رابطہ ہے معشوق سے عاشق کو پیغام اجل
جب لپٹتا ہے جلا دیتا ہے شعلہ خار کو

یار کی خاک قدم سیر وہ امین ہو شکست
صحت اس خاک شفا سے ہو گی اس بیمار کو

آبلہ پائی کی سیر کرتی دشت میں | طاقت گفتار اگر ہوتی زبان خار کو

اے طبیبو ہے مرے دل میں گدائی کی ہوس | شہر سے ہی فایدہ کیا ہوگا مجھ بیمار کو

چاندنی کی سیر کو نکلا جو وہ خورشید رو | کر دیا حیرت نے ثابت انجم سیار کو

اب نہ آنکھوں کی اشارے ہیں نہ ہے جنبش زبان | ہے خدا کا کام اے عیسیٰ سے بیمار کو

ایک بت کا ہوں گریبان چاک اگر ہاتھ آئے | برہمن سے لی رفو گر رشتۂ زنار کو

ہوں وہ آوارہ اگر دیکھے مری سرگشتگی | میل سنجانے لگے گو لا بھول کر رفتار کو

ہے بجا ہو صرف آئینہ اگر سنگ مزار | لگ گیا ہوں میں لحد میں حسرت دیدار کو

ڈر کسی پست و بلند سے ہے مثل سیل | سہل ہے ہموار کرنا راہ ناہموار کو

پاؤں ہو جاتے ہیں جس صورت نقش قدم | بھول جاتے ہیں ترے کوچے میں ہم رفتار کو

دیکھی خلعت دشت وحشت کو اگر جاتے ہیں ہم | آبلہ رہ گئے کا فرق خار پر دستار کو

مرگ کی سختی کہاں گئے جان نے کیسے اسیر
نزع میں دیکھا جناب حیدر کرار کو

بعد مردن یاد رکھے تا غدار یار کو | اس لیے دیتے ہیں قرآن کی لو ہو بیمار کو

زیب زینت کے اوسی کہتی ہا ہو نہین قبول
آئینہ یار کا ہی خنجر قاتل مجکو

گور مین سایہ پس مرگ گیسنی بدہا یہ
اقربا چہور گئی اول منزل مجکو

کشتہ اک غیرت لیلی کا ہون مجنون کی طرح
جا بجا بہر گئین پہر ادہ محمل مجکو

عکس آئینہ مین کہتا ہی رخ جانان سی
تجہکو کہتی ہین ایر جو شمائل مجکو

ہاتہ آجاے تو آنکہون سی لگاؤن مین اسیر
لوح محفوظ ہی اوس بت کی حمائل مجکو

۳۲۰

اشک جاضر مین بہار ہی وہ تری خسار کو
سیکہے ان مو تیو نکی آب سی گلزار کو

جاہیے مشق ریاضت مرد جو ہشیار کو
صاف کر دیتا ہی صیقل زنگ سی تلوار کو

فیض مقدم سی جگا دے جو تم گلزار کو
خواب مین دیکہے گا سویا طالع بیدار کو

بعد محنت ہو جو راحت ہو جاتی ہی خار کو
بہو کہ بڑہتی ہی شفا ہوتی ہی جب بیمار کو

ہی صفا لیکن آ و ہمین ہو رنگ ہانا
کور ہے جو آئینہ سمجہی ترے رخسار کو

می پلائی ہی جو آتش رنگ ہمکو ساقیا
بہون وہ ہرگز کہ ہی مرغ آنکہ تیرے تار کو

سبزۂ خط رو جانان ہو پہر سکتا نہین
یہ وہ آئینہ سی کہا جاتا ہی زنگار کو

فصل گل کے جہوٹ بلبل کو سناتا ہے خبر | خوب دبا کے پر اوڑاتے ہی صیاد کو

ہائی ہائی سر مرے کیونکر ہو لاشہ اسیر
آخر ان سر او دیکہ کر غش آگیا جلاد کو

ہے سکندر سے سوا مرتبہ حاصل مجکو | اوسکو آئینہ دیا آئینۂ دل مجکو

چہوڑ رہا جاتا ہے اودہر یار اودہر دل مجکو | رنج سا رنج ہے مشکل سے ہے مشکل مجکو

بت اودہر مجکو بلاتے ہیں اودہر الفت حق | دیکہون لیجائے کدہر جذبۂ کامل مجکو

راستا جو یہ بتائے وہی جینا ہے مجہے | یہ کہا ہی خضر نے ہے مرشد ہے مرا دل مجکو

سمبہ تن داغ ہوا دیکہ کے ابرو اوسکا | اک مہ نو نے بنایا مہ کامل مجکو

کچہ بیابان جال میں اس دیدۂ تر کا گریا | پہر تصور یہ جو ملتے لب ساحل مجکو

یار خورشید جہانتاب ہے میں شبنم ہون | کہینچ لیجائے گی اوستک کشش دل مجکو

وصل منظور ہو تمکو تو اب ہوتا ہے | رہ بروا آپکے آسان ہے مشکل مجکو

پاؤن کیا سر ہے اسی شوق میں دیتا ہے پہرا | تلا یہ تلا کوچۂ قاتل مجکو

خانہ بردوش بگولی کی طرح کیون میں ہون | نظر آئے جو کہین صورت منزل مجکو

٢١٩

دام میں لطف چمن ہے بلبل ناشاد کو
گل سے بہتر جانتے ہیں چہرۂ صیاد کو

نالہ کش پاتا ہوں سینے میں دل ناشاد کو
گیسوؤں نے ہے قد نے بنایا فاختہ شمشاد کو

یاد ہے کیسے کہانی بلبل ناشاد کو
خوب یاتو نہیں لگا یارات پر صیاد کو

جب سے دیکھا باغ میں اوس قامت آزاد کو
سوکہ کر کانٹا ہوا گھن لگ گیا شمشاد کو

دل جدا شیشے یہاں خارا تراشی تھی ہاں
مجکو ناخن عشق نے تیشہ دیا فرہاد کو

اوٹھ گئی سارے کچہری ہو چکا سب کا حساب
ڈھونڈتے ہی رہ گئے محشر میں ہم جلاد کو

میرے نالوں نے اوڑائے ایسے ہمسایوں کی نیند
صبح کو اوٹھ کر گئی مسجد میں سب فریاد کو

ہو گئی خون تیرہ نے رنگ جنون چمکا دیا
فصد میری کھول کر سودا ہوا فصاد کو

آشیان قمری کا بلبل کا نشیمن اب کہاں
باغبان نے باغ میں جہان کیا صیاد کو

ہے جسد میں خانۂ زنجیر میں کہا قدم
روح مجنون نجد سے آئی مبارکباد کو

گو رباطن معنی گیسو کا سمجھیں کیا فروغ
حاجت عینک نہیں اعمی مادرزاد کو

سخت دل کے بعد مرنے کے بھی ہیں مٹی خراب
کب کفن دیتا ہے کوئی کشتۂ فولاد کو

اپنی قد کی سامنے تعریف سنکے او گیا غم رو
کھینچتے ہیں استقدر کانٹوں میں کیوں شمشاد کو

کیا دلی عشق کو کیفیت بحر و دہان ۔ رات دن دونوں ہیں یکساں کوہ زاد کو

بعد مرنے کی ملی رو مشقت سے نجات ۔ زخم تیشہ ہو گیا صندل سر فرہاد کو

پھر دیتی نہیں حسرت سے نکاہوں کیا ۔ تیغ قبضے سے چھٹی غش آگیا جلاد کو

صید اپنا ہو گیا جب سے تماشائی ترا ۔ قاف سے سیمرغ آتا ہے مبارکباد کو

دل شکستہ ہوں مجھے منظور ہو کیونکر فروغ ۔ روشنی درکار کیا ہے خانۂ برباد کو

خوب رویوں کی بنا نہیں اپنی بہار بر بنا ۔ طوق سولی کا پہنایا جائے حداد کو

قامت آزادی سے تیرا اگر دعوی کرے ۔ کھود کر قمری زمین میں گاڑ دے شمشاد کو

مر گیا میں ٹل گئی سر سے غم رنگین بلا ۔ لوگ پرسی کی جگہ آئے مبارکباد کو

مجھسا عالم میں نہوگا کوئی مشتاق اجل ۔ عید کے دن تیغ جا کر نذر دے جلاد کو

ساقیا زاہد کو کیا درکار ہے جام شراب ۔ آئینہ سی فرد باطل کو رہا دو زاد کو

حلقۂ گیسوئے جاناں سا کوئی حلقہ نہیں ۔ کیا کریں گے یاد اے تیر بیاں صیاد کو

بھاگتی ہیں یوں ترے وحشی سے نازک لوگ ۔ مرغ اوڑ جاتے ہیں جیسے دیکھ کر صیاد کو

ہیں عزیز اپنے سفا میں شاعر ان کو اپنے شعر ۔ جانتا ہے کون دنیا میں برا اولاد کو

کیا اوسکے چند روز ہے باقی نہین خبر
ہے کیا سبب اسیر جو بیٹھے ہو رنج مین

قاتل خلق اب ہے تیرا سارا بدن
موی تن جوہر ہین شمشیر ہی سارا بدن

گل جو کہائی ہین تری جلوونکی سیر سے نمک
حلقہ حلقہ صورت زنجیر ہے سارا بدن

زخمی مژگان و ابرو و نگاہ یار ہون
وقف شمشیر و سنان تیر ہے سارا بدن

اسقدر جوش تحیر ہی کہ حسن مطلق نہین
سن ہنگ پیکر تصویر ہے سارا بدن

کہنچتے ہین دل مرا اپنی طرف اعضاے یار
کسقدر آمادہ تسخیر ہی سارا بدن

کچہ تری تصویر کہینچے کی نہین ہے احتیاج
حسن خو د نقاش ہے تصویر ہے سارا بدن

جتنے اعضا مین چمکتی ہین جہر یکطرح
حسن سے خورشید عالمگیر ہے سارا بدن

کربلا مین خاک ہو کر یہ شرف پایا اسیر
دولت عقبی کی اکسیر ہے سارا بدن

ردیف واو

عشق بدعت ہے یہ مژگان ستم ایجاد کو
آدمی کیا بلکہ گشتہ کرتی ہین فولاد کو

خواب راحت موت نے بخشا یہ مجہ ناشاد کو
غار سی اصحاب کہف آئی ہے سار ابادکو

کون سمجھی غمزۂ معشوق عاشق کے سوا
جبر پیمبر و خل تہا کسکو خدا کے راز مین

جا بجا لکھا ہے خط مین ضعف او نالان کا
گو بیان کہا ہے گا مرغ نامہ بر پرواز مین

غم نہین منکر اگر کرتا ہے انکا کمال
شک نہ تہا کافر کو رسول اکے اعجاز مین

دیدۂ سوفار کیا بنیا ہے انکی ناوک فگن
پر ہر اک طائر کی گن لیتا ہے پرواز مین

یہ غزل وہ ہے اگر لکہ کر اسی بہیجون اسیر
روح سعدی وجد خوش ہو کر کری شیراز مین

خرچ کو کیا وصل ہے حرج دنی کے ہاتہ سے
کب زر خورشید پر سکہ لگا ٹکسال مین

صاف ظاہر ہے کساقت جہانی ہاتہ سے
سیم و زر کے ساتہ رہتا ہو ہون ٹکسال مین

آیۂ لاتقنطوا من رحمة اللہ ہو رقم
بعد بسم اللہ ہے نامۂ اعمال مین

صوفیو کیا کہتے ہو جیسے مو بحر مین لگی رسن
ایسی اپنی حال مین تم ہو مین جنجال مین

یار مودی کمر سی جب لپٹا کہینچ کر
ٹہرہ گیا انکی و روپان شال کے ڈال مین

ہیہے عصیان سے تر مین وہ بہی عصیان لیسی
ربط جنسیت سے ہی پروانہ و اطفال مین

رعب قاتل سے کچہ ایسا میرا لاشہ ہے اکڑ گیا
بوٹہ باندہا ہے اوسنی چادر عوض رومال مین

پیروی شیر خدا کے ہیں ایمان ہی اے امیر
ہے وہ گمرہ جو مرید مرشد کامل نہیں

پتلیاں کہتے ہیں اوسکی چشم افسون ساز ہیں
سحر میں ہیں سامری موسی ہیں ہم اعجاز ہیں

ہے دل پر داغ مژگان سیر پا تار ہیں
آشیان طاوس کا ہی جنگل شہباز ہیں

وہ نشانہ ہوں کہ مجھپر ظالموں کو بھی ہے رحم
خود کمان عیار رہتی ہی سست تیرانداز ہیں

بزم میں آؤں جو میں وہ عاشق محروم راز
چھپ رہے معشوق پردہ میں نہان سا زہیں

تم اگر آؤ تو وہ آراستہ محفل کرون
گل رہے کشمیر میں نا بہ می شیراز میں

بوستان میں بار گیسو تکیہ کر صبا کا
بولتی ہیں بلبلیں طاوس کے آواز میں

بجلیاں پہنے نہیں سونکی اوس محبوب نے
نعل سونی کی جو پہ پا ہی سمند ناز میں

کیا کسی کو ہی تری چشم سخندانکی خبر
ضعف ہوتا ہے بہت بیمار آواز میں

یون سراسیمہ ہے صحبت میں مری اوس کی غرب
حال گر بہ جیسے فاکو کبوتر باز میں

ہو جو مضف رشتہ مال کبوتر کہو لگر
وہی آہا ہے صیاد تا نکا دیدہ شہباز میں

اوسکی جوشن میں مرے دل کا نگینہ جو جڑا
آبلی پہ پڑ گئی دست مرصع ساز میں

اوس کمان ابرو کی ہاتہو کہین چہپتی ہین پیکان
تیر کا پیکان ہے سینی مین ہمارے دل نہین

عارضے ہی عمر کیا حاصل کرون علم عروض
ہون وہ ناقص بحر دیوان مین مرے کامل نہین

کون ہے جو میرے ماتم مین نہین ہے بیقرار
ہای بی آب ہے کم خنجر قاتل نہین

اجتماع دین و دنیا کر سمجہکر اختیار
دونو جانب حق نہین ہین دو طرف باطل نہین

دشت دل نے دکہایا ہے عجب صحرا مجہے
خضر یکسو ہے سکل رہزن سیکڑون منزل نہین

ای صنم تو ہی کہ عاشق کی نہین تجکو خبر
حال ہے اک ایک بندے کی خدا غافل نہین

ظاہر آراستہ باطن ہے گر نہ تیا ہے صاف
حل معنے سہل ہے الفاظ اگر مشکل نہین

عشق مین بعد فنا ہے نالہ کش رہتا ہے دل
شور ہے پای جرس فرصت وہ منزل نہین

چہٹ گیا جب ساتہ مجنون کا یہ لیلی نی کہا
ناقہ ہی تابوت مجکو گور ہی محمل نہین

اک مژہ بر ہم زدن مین قطع ہو جاتی ہے راہ
جسکو کہتے ہین عدم ایسی کڑی منزل نہین

آہ کی شمشیر کیا کہینچون ہے مانع ضبط مجہے
ورنہ ہفت اقلیم کی تسخیر کچہ مشکل نہین

ہانکنی سی اسقدر تو سوکہی نفرت ہے اونہین
کہتے ہین اوس شہر مین رہتے ہین انسان دل نہین

سرو ٹوٹے کیا سوا ہمسر ہے اے شوق قد
ہای خواب آلودہ رفتار کی قابل نہین

۳۰۹

جب سے سنا ہے اوسکا غفور رحیم نام | کافر ہو جسکو شبہ ہو آیۂ نجات مین

کیا جشن عید ہے جو مرگ احبا ہو اکوقت | گھٹتے ہیں خوب راہ سفر ہائے سات مین

مردون کو زال دہر سے غفلت سے جگا ہے | زرد یا حیلہ ساز ہے شیرین کی گھات مین

سقا ہے شراب ناب سے کیون ہو جلا یہ ترکرین | روح آئے خشک ہو سے ہی فکر نجات مین

محضر ہمارے خون کا لکھا گیا ہے جب | شنجرف بنگئی ہی سیاہی ہے دوات مین

سوتے ہی آئے ہمین لب شیرین کی عشق مین | دو غسل ہمکو چشمۂ آبحیات مین

بلبل خدا رحیم ہے صیاد نذر ہے | یہ تیرے کہات مین ہے اجل اسکی گہات مین

سیر ان چشم غیر مین تل ہے اٹھتے مین آپ | بیٹھے کسطرح کہ نہ لگجائی فوت ات مین

تحریر وصف خط مین تکلف ضرور ہے | ہو زلف حور صف کی بدلے دوات مین

خیمہ سے جہانکتا ہے جو اگر وہ شوخ حور | دروازۂ بہشت ہے روزن قنات مین

ای اہل کعبہ قدر ہمارے حضور دہ | آنکھون مین ہم ہو بسکے رہی سومنات مین

چاہے ہے جو طول عمر کو بس اختیار | یہ عمر تانع تر ہے چراغ حیات مین

ہنسنے نہ پائی پہول کہ آخر ہو ہنا | وہ قصہ کہان ہے اس چمن کائنات مین

۱۳۰۲

دن جوانی کے گئے موسم پیری آیا
کھول آنکھیں کہ عیاں صبح ہوئی رات نہیں

ساقیا بادہ کشوں پر یہ ہمارا احسان
بارش اشک سے کس محفل میں برسات نہیں

ایک دل ہے اسے دو کوچۂ گیسو میں جگہ
دو نہیں تین نہیں ہیں پانچ ہیں یا سات نہیں

خود جو رنگین ہیں انہیں کیا بد عیبی کا کام
کشت شطرنج کو کیا رنج جو برسات نہیں

اور کچھ مستی نہیں جاتے ہیں عشاق سے کو
کیجے بوسہ عنایت یہ بری بات نہیں

الفت نرگس مخمور میں مخمور ہے خلق
شہر میں کون مکاں ہے جو خرابات نہیں

شکل آئینہ نہیں تنگ میں آتے ہیں نظر
صاف جب تک نہ ہو دل لطف ملاقات نہیں

صاف ظاہر ہے سخن سے دہن یار اسیر
یہ وہ دعویٰ ہے جسے حاجت اثبات نہیں

نذر دو ار بتا کوئی نہیں کائنات میں
ورنہ یار عراق ہمکو وہی ہیں کات میں

آیا یہ دہیان نکہ کی خط لب
اور رہا ہے خضر چشمۂ آبحیات میں

پیاسوں کا خون کیا ہے تو نیزہ ضرور ہے
دہوڈالو آب تیغ حسینی فرات میں

سلطان کو تخت ہمکو غنیمت ہے بوریا
اپنی یہ بساط ہے اس کائنات میں

لگاوے گا اگر وہ میرے خون گرم سی مہندی

سمجھ کر کوکب اقبال اوسکو دل مرا اوڑا

عبث آنکھین ہمین ہین ہو بتلاتی یا یار برانے

زمانے مین مرا یہ دل بلندی سی بلندی ہے

عیان ہے اسطرح آفتان کا وہ رخسار گیسو مین

پڑا ہر ملک مین شہرہ ہمارے سینہ کوبی کا

غنی ہین ہم فقیر ہی سی ہمین کیا کام تہا لیکن

حسین ہین کسطرح خوش جہومکر ہم نانے لینے

زمانے مین وہ جنگ زرگری تہین آئے

مداوائے شکست استخوان دل کو جلاتا ہے

نزاکت کی سبب تاج انکا زرین ٹوٹا وہ

مری اشک مسلسل کو اگر تم ہاتہ تو چہو

سرایا استخوان ہے شمع کیونکر اوسکو پہنچی

سمندر بہا مچھلیان بنجاتیگی ست حنا آمیز

کوئی جگنو نظر آیا جو شبہا جدائی مین

لگائی ہین مجہے ہاتہ اشکو نکی گہنو نکر وزیر پا مین

لگی ہین عرش کے پائے بگر اسجا رہا مین

نمک جیسی بلا دیتا ہے کوئی دشنا مین

رہے ہم گہر مین ڈہونکا بج گیا سارے خدائی مین

فقط اچہی ہے بو انکو آرزنا مین گدائی مین

کہ گل ہے زرد ہو جاتے ہین بوالہوس کی خدائی مین

بنایا جب کوئی زیور ترا زرگر کہتا مین

ملا ہے شمع کا کافور شاید مومیائی مین

جو کوئی پینہ دانہ رہگیا اوسکے حنا مین

تو سمرن موتیونکی مین ہے پہناؤن گلا مین

لطافت کے سبب ڈہے نہین اوسکی گلا مین

عجب کیا ہی جو یہ آنسو بھری ہین گرد ماتم مین
گدائی کرتی ہین لڑکی امیرونکے محرم مین

خوشی ہمکو جو ہوتی بھی نہ ہاتھین تو بس اتنی
ہنسے جسطرح آجائے کسیکو کثرت غم مین

وہ گریان ہون کہ میرے طفل اشک آرام کرتے ہین
کبھی جیب مسیحا مین کبھی دامان مریم مین

ریاض خلد مین جاکر جو مین سانسین بھرون ٹھنڈی
تو حورین آگ لینی جائین جنت سے جہنم مین

گدائی کوچۂ جانان ہوے ہین چھوڑ کر شاہی
نہین ہے فرق ہم مین اور ابراہیم ادہم مین

حسینون مین اگر ہی حسن گندم گون تو زیبا ہے
نشان آدم کا کچھ تو چاہئے اولاد آدم مین

چلو چلکر کرین ہم تم چمن کی سیر پوشیدہ
گل و بلبل ہے ہین مست آنے نئی آئی جان عالم مین

کہا جھنجلا کے جب دیکھا گلشن مین دو عاشق
اوٹھاؤ جلد لیجاؤ انہین پھینکو جہنم مین

زمانے کو ہوا ہو گا گہن مین ماہ تابان ہے
سیہ پوشاک جب اوس نے پہنی محرم مین

سزاوار آئینہ تمکو مبارک داغ دل ہمکو
جو تم ہو آئینہ عالم مین تو ہم ہین اپنے عالم مین

ملا سب کچھ تمہارے آپکے زردار سائل کو
تکلف کیا اگر جائین در قصر حاتم مین

ہمارے طبع نے مضمون کیا ہی خوب پیدا
خدا کے حکم سے آیا ہے عیسی بطن مریم مین

دبایا ہے مری جوش جنون نے پہلوؤن کو
مری زنجیر نے ڈالا ہے حلقہ گوش رستم مین

تا زیست جو تہا دخل مجہے شعر کے فن مین | اعمال ہے تو لی گئی میزان سخن مین

رکہی ہوے مین مصحف گل ہین عنادل | ہین بہول مگر تیری شہیدون کی جبین مین

سٹ بکہ کی کہستی ہین وہ آنکہین تہ ابرو | بادام لگی شاخ غزالان ختن مین

کیا چہوٹ گئے دختر رز بخت سیہ سے | ستے ہمین منحوس ہوا عقد گہن مین

ظلمت کو کری نور ترا پرتو عارض | یوسف ہو جو زنگی بہی گر چاہ ذقن مین

چار ابروے قاتل کا یہ سر دم ہے اشارہ | تلوار چلی چار عناصر سے بدن مین

جاتا ہون لئے داغ غم فرقت یاران | مرہم کے لئے چاہئے کافور کفن مین

رکہتے نہین کچہ منزل مقصود سے مطلب | ہے نبض کے مانند سفر ہمکو وطن مین

شیشے کیطرح ظاہر و باطن نہین فرق | جو دل مین ہمارے وہی مطلب ہے دہن مین

پیمانہ ہے شیشہ ہے صراحی ہے ہوا ہے | کیا خوب ہو ساقی بہی جو آجائے چمن مین

غربت سے گئی کیا خبر مرگ ہمارے | یاران وطن خاک اڑاتے ہین وطن مین

آوارہ ہے عشق رخ و زلف مین دونون | آئینہ حلب مین ہے کہ اب مشک ختن مین

فراش صبا سے جو سنی یار کی آمد | برگ گل تر فرش کئے صحن چمن مین

گلشن صداے خندۂ گل سی ہی پر صدا
اے عندلیب حاجت آہ و فغان نہین

کیا ہو امید نفع کی بازار دہر مین
گرد کساد سی کوئی خالی دکان نہین

خالق نے اوسکو خلق کیا صوت زبان
ایسا بدن ہے نازکی کہین استخوان نہین

محفل مین شمع باغ مین گل جیب پر رفو
عالم مین اوسکی حسن کا جلوہ کہان نہین

صیاد اہتو رخصت فریاد دو مجھے
تنگ آگیا ہون طاقت ضبط فغان نہین

معدوم کی بیان مین مناسب ہے خامشی
کیا وصف اوس دہن کا کرین ہم زبان نہین

ورثی مین کوئی سنگ ہے دیوانگان عشق
کامل عیار کو خطر امتحان نہین

رنگین مزاج گرد کسافت سی ہین بری
روشن ہے یہ کہ آتش گل مین دھوان نہین

کم نسبت طالعی کیا ہی عروج غیر
ہون اوس زمین پر کہ جہان آسمان نہین

محتاج غیر صنع آئینے کا ہی نہو
تیغ زبان کو حاجت سنگ فسان نہین

عریان تنی مین خانہ بدوشی پسند ہے
قید لباس کیا ہے مجھے قید مکان نہین

رہتی ہے مجکو شاہد مقصود کی تلاش
یوسف کے جستجو مین مرا کاروان نہین

حیران ہون یہ نظارۂ محبوب سے ہمیں
تصویر کے طرح سی مرے تن مین جان نہین

زمین مین گڑ گئی ہی جستجو آرام پایا ہے / نہین ہرگز یہ راحت طفل کو دامان مادر مین

اسیر اشعار کی کثرت سے کاشانہ ہی نوا ان ہے
بجائی تختہ کاغذ ہین دیوارین مرے گھر مین

کبھی راحت نہ پائی ہم نے چرخ سفلہ پرور مین / نکل کر شیر کی ہو ہنسی گرا ہین کام اژدر مین

یہ مہر و ماہ عدل حق کیا ہے شب کو یاد دلبر مین / کہ بدلے چاندنی کی صورت پہلے ہی مری گھر مین

وہ بیکس ہون کہ دو بالا ہے ہر حسرت شہید رتبہ / میسر ہے مجھے سر و عالم ایک ساغر مین

غریبی کا ہم ایسی نے لطف کھایا ہے / مری خالق نے پہلی سب یہ چھپا مجکو محشر مین

زبان نشتر فصاد ہو تیز اتنی جیسے / نہین ہے خون اتنا ہمارے جسم لاغر مین

شب فرقت مین کوئی ہم تو شکل روشنی دیکھو / گرے بجلی الٰہی آگ لگ جائے مری گھر مین

وہ نازکی دیکھین ابرو کی سے تیغ کا عالم / کف جم مین ہے ساغر آئینہ سکندر مین

تو کیون ہو نہ چھپا کر قتل ہم سے بنگو آئی ہو / خدا کو منہ دکھانا کیا ہے ہمکو روز محشر مین

عجب اسد جو ہو جاتا ہے وقت شب سیاہی سے / سحر کو ڈرتے ڈرتے دھوپ آتی ہی مری گھر مین

جو مین کہتا ہون عدو آج کا تھا تیری گھر جاتے / تو حیلہ کرتے ہین صندل لگا کر درد سر مین

ازل کے روز سے یہ جلا ہے مقدر مین | جو آئی چاند نے بہی ہو سب سجا مری گہر مین

ہمیشہ دانت پہ تلوار قاتل لگاتا ہے | بجھاتا ہے اوسی منظور شاید ہے ہر اک گو مین

ہماری استخوانون کا سگ محبوب سے حق ہے | نہین ہے یہ سعادت ای ہمایر مقدر مین

ازل کے دن سے آدم کی طرح محروم رہا ہون جنت | نہ آغوش پدر مین تہا نہ مین دامان مادر مین

کرینگی سنگ سے ہم بکشش روز قیامت سے | روان ہوگے یہ کشتی چشمہ خورشید محشر مین

زمانہ بیت رنگین ہے مین اسمین مثل مضمون ہون | جو ڈھونڈا ہے مجکو پائیگی کہ مین رہتا ہین گوہر مین

لب و دندان کو تیری نکہ گر شہ مند مین ایسے | کہ پوشیدہ صدف مین ہے گہر یاقوت پتہر مین

دم بازے جو وہ رشک مسیحا ناز سے ہونگے | کبوتر کے طرح سے جان پڑ جائے پر اک پر مین

وہ مسکیش ہین نہین خوف خدا سے ایکدم غافل | رقم کے ہی دعا ہے تو یہ ہمی می ساغر مین

صفا ان کو سبب ہے حاصل ہو گئے جسم جان بانکے | نہائین لا کہ جو ہین چشمہ تسنیم و کوثر مین

رقم کرنی کو بیٹھا ہین جو مضمون جسم ہر یاکے | رگ ابر بہار بنگیا ہے تار مسطر مین

ہوئی ہین نام عالم مین بہر کیا فایدہ ہمکو | سوا سنگ خاتم کی طرح کیا خاک ہے گہر مین

مین آوارہ ہوا ہون فن جیسے جاگ کی نیچے | فلک کی طرح سی سارے زمین رہتے ہی چکر مین

اسطرح کا مزاج ہین
شور بلبل سے ہر گیا ہی چمن
خندہ گل کا سکا احتیاج نہین
آج جو ہے وہ گل نہو گا کل
کل جو سامان ہتا وہ آج نہین

غم سے ہین بتا اگر اناج نہین
دانہ خال دیکھ بے لوک ہین
کشتنی ہی کا سکا احتیاج نہین

۲۸۸

صورت گوہر ہے پہلے سیر آئی مضطرب
چھلکیون مین جو صدا ہو وہ حباب مین نہین

خون سے میری ہوئے سیراب خنجر کی زبان
مچھلیان پیاسی کف رنگین قاتل مین نہین

جانب مرقد چلا وحشی احباب پر سوار
شکر کرتا ہون پیادہ تو منزل مین نہین

پردۂ حیرت ہے چشم قیس پر اے ساربان
کیا ہوا پردہ اگر لیلی کے محمل مین نہین

گور مین مردے کو رکھ کر ہو گئے رخصت عزیز
ہمسفر کوئی ہمارا پہلی منزل مین نہین

بوسۂ لب کے اجازت کیا ملی ہنسنی میں وہ شوخ
منہ تلک کسطرح آئے بات جو دل مین نہین

ہے مری آغوش کو اس ماہ وش کی آرزو
کب یہ ہالہ اشتیاق ماہ کامل مین نہین

بھاگتے ہو کیا دل زخمی سے میرے دور دور
طاقت اوڑنے کی زیادہ مرغ بسمل مین نہین

دار پر منصور چارم آسمان پر ہین مسیح
جو تعلی حق مین ہے ہرگز وہ باطل مین نہین

ہون وہ دیوانہ جہان مین کون گرفتاری ہے
کب مری تصویر بھی طوق و سلاسل مین نہین

جو زمین شعر ہو کرتا ہی طی او سکو اسیر
توسن چالاک ہے خامہ انامل مین نہین

نہ آتی ہے گز گرمی خورشید محشر مین
پہ ہے یہ ارباب تقوے اگی سیر وادی مین

پنجۂ مژگان تری اوڑا نہیں دیجیان
تار باقی ایک ہے داماں ساحل میں نہیں

خون ناحق کا ہمارے داغ منی کا نہیں
تیغ میں ہوگا اگر داماں قاتل میں نہیں

پردہ دار چہرۂ یوسف نہیں ہے ہر نقاب
حسن لیلے جلوہ گر ہر ایک محمل میں نہیں

دوستی کی حرف ہے وہ طفل ہے نا آشنا
سورۂ اخلاص اوسکی مصحف دل میں نہیں

نجد کا صحرا عجب ہے سیر آوحشت خیز ہے
قیس کیا لیلی کو بھی آرام منزل میں نہیں

جسطرف جی چاہے گا میرا نکل جاونگا میں
سیکڑوں در وا ہیں حلقے سلاسل میں نہیں

میرے زخموں کی لئی طیار ہو مرہم اسیر
اسقدر زنگار ہے شمشیر قاتل میں نہیں

تیری دیوانے کو یوں آرام منزل میں نہیں
جیسے دریا کو قرار آغوش ساحل میں نہیں

قتل کا میری ارادہ یار کے دل میں نہیں
میری خونریزی کا جوہر تیغ قاتل میں نہیں

کون کہتا ہے تری محفل میں ہے جسم نحیف
ہی رقیبوں کا یہ بہتان میں تو محفل میں نہیں

یار آوے تو چلے جاتی ہیں دریا غم سی کر دن
پل بندھا ہے تیغ پر خم دست قاتل میں نہیں

گردن ساقی ہے مینا ساغر چشم ہے بہشت
شیشہ و ساغر کی حاجت اب محفل میں نہیں

٢٨٧

جنون بخشی لباس گرد اگر اس جسم خاکی کو
الٰہی تیر باران یہ کیا ہی کس شکاری نے
نہ دیکھی ایک سی کو دو کبھی الساہو صحرا مین

نکالون سیکڑون شاخین سے اوہاڑ کے ملک کو
کہ ہر آہو شابہ ہو گیا ہے ناسی جنگل مین
جو سیر خاک کا سرمہ لگا ہین چشم غزالان مین

اسیر ابر سیہ ہی اگر طاوس کو الفت
دل پروانہ ہی سودائے گیسوی سلسل مین

آہ کب لب پہ نہین ہے داغ کب دل مین نہین
بزم کی کثرت سی اندیشہ مری محفل مین نہین
کہینچ لایا ہے کمند جذبہ کا لیلی سی قیس
بندہ گمی زلف سیاہ یار کی ایسی ہوا
حد سی باہر پاؤن جو رکہتا ہو ناحق خراب
ڈہونڈتے وحشی ہین کیونکر لوگ حیرت ہی مجہے
ہم غریبون کا خدا ہے ناخدا اور کار کیا
ہو گیا وحشت سی ایسا بسملو کا خون جنگ

کون سی شب ہے کہ گرمی اپنے محفل مین نہین
دل مین او سکے ہی جگہ ہے سیر جو محفل مین نہین
ساربان ڈہونڈہا کری لیلی کو محمل مین نہین
لا کہ شمعین جل رہی ہین نور محفل مین نہین
گہر مین جو راحت ہی سافر کو منزل مین نہین
فدا او مر آب بجز تیغ قاتل مین نہین
طالب ملاح کشتی دست ساحل مین نہین
ایک بار ہے وہ بہا لہو کا تیغ قاتل مین نہین

کری گا لال ساغر طرح آنکہین اگر ہم پہ ہے | بجا ہی آئے پہرین گے محتسب کا خون بوتل مین

وہ شاہ حسن کیا صحبت مین ہم فقیرون کے بیٹہے | نہین دیکہا کسنے شال کا پیوند کمل مین

نزاکت کب یہ دیتی ہے بہار لباس اوسکو | بدن گرمی کے مارے پہکتا ہی اوسکا ململ مین

بہرا ہے اوسکے سری کے پیچ اپنا مانگ مین صندل | یہ رستہ چہوڑ دے دل کہ یہ بہین جا کے گا دلدل مین

لکہا ہے وصف نے ابرو مین جو اوسکی تیغ ابرو کا | روان آب دم شمشیر ہے ہر خط جدول مین

کلیجا جل گیا فرقت مین اپنا شمع کی صورت | بجا ہی گر ستانے پہری ہے آگ بوتل مین

ہمیشہ داغ کہا کر ہمنی باندہا ہے مانگ کی | رہ تاریک کو کر دی رہا طی نور مشعل مین

کہاتی ہین اگر سو کہی نہ ہم پا مین جا بجا کانٹے | یہان ہے آبلہ پائی لئی پہرتا ہی جہاگل مین

امیرون سے ہے نفیرون مین بادہ سنو الفت | دوشالے مین کہان وہ حسن جو ہے گرمی کمبل مین

لیاقت شرط ہے نظارہ محبوب کے خاطر | زلیخا کیطرح کب آئے یوسف خواب مخمل مین

ہوا ہے بحر مضطر میرے اشک گرم سی ایسا | صدف مین ہے گہر دانہ اسپند منقل مین

وہ صابر ہین کہ تلخی باغ عالم کی گوارا ہے | مزہ ملتا ہے ہمکو میوہ شیرین کا حنظل مین

گرا جاہ زقن مین دل ہمارا عشق کرتے ہی | کنوان طالع کی پستی نے کہایا گام اول مین

دل اسمین عاشقون کے ہزارون مقیم ہین
شانہ سبحہ کی سمجھیے زلف سیاہ مین

لایا کہان جنون کہ بستر کا تو ذکر کیا
آواز غول نے ہی ہدی مجنون راہ مین

بچتا تہا دل کو حلقۂ گیسو سے اے اسیر
خود گر پڑا یہ روزن مار سیاہ مین

ہاتہ اوٹھاتا ہی گران وقت مرے تدبیر بہی نہین
اے جنون اس سے کوئی تازہ امین بہی نہین

حادثات ہر سپہر نے لوگونکو خوف کیا
طوق الیاف کبھی شیشی کی گردن بہی نہین

دوست سے مطلب نہ دشمن سے ہمین اپنی غرض بہی نہین
گل گریبان مین نہین ہے خار دامن مین بہی نہین

صاف کہتا ہون مجھے یہ مین صفائے قلب سے
فرق مثل آئینہ کچہ دوست دشمن مین بہی نہین

آئی ہی گلشن سے بوئی آشنائی باغبین
سبزۂ بیگانہ گلچین ہے گلشن مین بہی نہین

سنگ تب سنگ مقناطیس ہے گر چہ بال
نعل آہن اوس پری کی پای توسن مین بہی نہین

خار مین اولجہا ہے تیری نا توانی کا ستم ار
صاف ظاہر ہو گیا رشتہ سیون مین بہی نہین

ہی ہمارے اختر طالع کے گردش ای فلک
دور وقت رقص اوس مہرو کی دامن مین بہی نہین

باغبان گل ہو گئی یہ کسکی آمد سے سفید
ہی شکست رنگ گل ہتا گلشن مین بہی نہین

غالب جو پاس ہے پھر قاصد کو راہ مین
پانی تمام خون کبوتر ہو چاہ مین

وحشی بھی خلق الفت چشم سیاہ مین
کیا کیا ہرن ہے قید کمند نگاہ مین

پھرتا ہون اسلئی مین بیابان جستجو
شاید کہ خضر سی ہو ملاقات راہ مین

رہزن ہے جانتا تھا مگر عاشق وطن
مردہ گرا دیا ہے ہمارا جو چاہ مین

وہ بادہ خوار ہون کہ مین مینا الفلک پیا ہون
بھر کر شراب ساغر خورشید دیا مین

آیا جو وہ مسیح کبھی سیر کے لئی
صحرا مین جان پڑگئی مردم گیاہ مین

غمگین وہ ہون جو مجکو ہوا شوق رقص پر
بسمل کا رقص تکیہ لیا قتل گاہ مین

ظاہر اگر ہرا ہو بزرگی مین فرق کیا
مسجود خلق کعبہ ہے رخت سیاہ مین

کسکو نہین جہان مین ستی ذقن کا عشق
انسان تو کیا کہ قید وحشی ہین چاہ مین

وہ تشنہ لب ہون جانب ساحل جو مین چلا
کانٹی بچھائے مجھکیون نے آگی راہ مین

لازم ہے وقت صبح ولا یاد زلف و رخ
جلتی ہین شب کو اہل سفر نور راہ مین

چھٹی مین یار کے ہے جو یہ ناف زرنگار
بجلی کا ہی یقین ہمین ابر سیاہ مین

مریخ مثل پیکر جوزا دو نیم ہے
قاتل بلا کا کاٹ ہے تیغ نگاہ مین

داغ خون کو میری رہیم و دینار جانکر — کیا کیا فقیر گھیرتے ہین مجکو راہ مین

ہی چشم تر مین جلوۂ حسن ملیح یار — سورے کی کوٹھیان نظر آتی ہین چاہ مین

ہو رہ کسی کا تا نہو دنیا مین ہی کو رنج — رہزن ہے لوٹتی ہین تو تنہا کو راہ مین

ہی نفس شوم ہی تنِ خاکی مین لگی مار — یوسف کے ساتہ گرگ بہی ہے بند چاہ مین

اڑہ کا بس تہی ذکر یاسی تہا سخن — خنجر حق کہان نجات کسی کے پناہ مین

مین انتخاب معرکۂ عشق مین ہوا — اک آدہ سور ہوتا ہے سارے سپاہ مین

خط اسکی ہاتہ کو جو قاتل نی بہیجے — وحشت سے چہپ گیا ہے کبوتر بہی چاہ مین

زیر زمین ہے اسفل و اعلی مین فرق کیا — جا بی فقیر کی لحد بادشاہ مین

نقشہ تمہارا نقشہ یوسف سے ہے ایک — یعقوب دیکہ لین تو ہین اشتباہ مین

بیا ساں نجات کا کوئی جانب عدم — رکہی سبیل خنجر قاتل نی راہ مین

کثرت سی آ غبار بدن مین تو کیا ہوا — سو سو قمر نکلتے ہین اک ایک ماہ مین

دیکہو ذرا دراز ہے مضمون اشتیاق — نامہ ہے میرے ہاتہ مین قاصد ہے راہ مین

ضائع اسیر کیجیے کیون و آہ دل — سرمہ لگائی کسی چشم سیاہ مین

کیونکر اسیر ہم نہ کریں پارہ گریبان
وحشت زیادہ ہوتی ہے عہد شباب میں

فارغ جہاں میں رنج سے اہل کرم نہیں
ہرگز بغیر زخم زبان قلم نہیں

کس دن سے چشم یار کے بیمار ہم نہیں
کب صورت حباب بنا پر ورم نہیں

دیوان کا جو ورق ہے گلستان سے کم نہیں
ہے سرو بوستان معانی قلم نہیں

کنج لحد میں خلد کے مشتاق ہم نہیں
چشم آئنہ حلقۂ در باغ ارم نہیں

غیروں کی آشنا ہوں وہ ہم اے صنم نہیں
ہم ہیں تو وہ نہیں ہیں جو وہ ہیں تو ہم نہیں

بخشے ہے نام کو ہمیں دولت سپہر نے
فوارہ سان خزانے میں آب درم نہیں

ہم مثل آفتاب ہو شبنم صفت میں گم
ہو آپ کو ظہور مبارک کہ ہم نہیں

ماہی کے طرح حلق اپنی بریدہ ہے
سر پر ہمارے منت تیغ دودم نہیں

غربت برس رہی ہے ہمارے مزار پر
کچھ احتیاج بارش ابر کرم نہیں

ہم جانتے ہیں آپ مسیحائے وقت ہیں
بالی کی جھلیوں کو تو دیکھو ورم نہیں

حاضر ہے سر خیال اگر امتحان کا ہے
مونہ موڑ جائیں تیغ سے تیری وہ ہم نہیں

ہم ہین تمام عطا نہین ہوتے ہین تمام
واعظ نے ہمکو خوب ہنسایا عذاب مین

مین کیا کہ تیری گوہر دندان کو دیکہ کر
رشتی کی طرح سے ہے گہر پیچ و تاب مین

دل مین عدو کی خواہش دنیا پرست ہے
ہے آشیان جغد مکان خراب مین

ایک دن کیا جو مسئلہ عشق کا سوال
قاصر رہے زبان فلاطون جواب مین

مضمون ہے بندہ جو حسرت دیدار کی ہے
ہر شعر ہو گیا نظر انتخاب مین

کثرت کو کیا فروغ ہے وحدت کے سامنے
ذری سمائین کب نظر آفتاب مین

تیری مکان خاص ہین میخانہ و حرمین
تو رنگ ہے شراب مین خوشبو گلاب مین

بیجا ہے آفتاب پرستون پر اعتراض
پرتو ترا ہے آئینہ آفتاب مین

مستے ہین اپنے عمر گذرتی ہے ساقیا
کشتے رواں رہتے ہین بحر شراب مین

وہ ناتوان ہون مین کہ نکلنا محال ہے
مثل ہوا جو بند ہون قصر حباب مین

یا رب کہی بہشت ہے مجھے سب سے وہی جدا
حورین فشار مین ہین فرشتے عذاب مین

اوس شاہ حسن کا جو لکہا وصف نظم مین
ہر بیت شاہ بیت ہوئی انتخاب مین

ناکوت ہے ہمنے بیداد و داد تمام رات
صیاد قید کرکے پڑا کس عذاب مین

زلف کی طرح جلاتا ہے رخ یار بھی دل
گرمی مشک سی کم سردی کافور نہین

کاٹی کہاتا ہے فلک ہے مجھی ہا اک طرف
ہجر مین کون ستارہ ہے جو زنبور نہین

گرم کر دیتی ہے ہنگامۂ خورشید سحر
میرے داغون کی وہ امر ہم کافور نہین

جب ہے مہندی سی ہی کف تجلی سی تلی
نخل قامت ہے فروغ شجر طور نہین

ہم بھی ہیں بزم مین آزردہ ساقی جو اسیر
میکدہ خلد نہین دختر رز حور نہین

پرتو فگن نہین لب ساقی شراب مین
ہی لعل بے بہا کرۂ آفتاب مین

کرتی ہین فکر عیش جہان خراب مین
ہی حسبت وجہ چشمۂ حیوان سراب مین

سو حباب ہین جو بادۂ رخ سحاب مین
خورشیدات بہر نظر آتا ہے خواب مین

ہی فرق روی یار مین اور آفتاب مین
پردے سی یہ عیان ہے وہ پنہان سحاب مین

حیران زیادہ ہون گا مین تعبیر کی ہے
آئینہ دیکھتی اوسی دیکھا ہی خواب مین

فتراک مین تمہارا اپنا سر بخشندہ جکا
قاتل کا پاؤن ہی نہ گیا تھا رکاب مین

کب ہے جو اب رو کتابی کو نکتہ کتاب
سعدی ہی خود خموش گلستان کے باب مین

بسکہ منظور علاج دل رنجور نہین ‏— بعد مردن ہے کفن مین مرے کافور نہین

ز اس بار اگر چھوٹ گیا ہی کیا غم — دست وحشت سے گریبان تو بہت دور نہین

آپ ہم مست ہین ساغر نہین پیتا تو ندے — ہمکو پروا ہے ای ساقی مغرور نہین

بید مجنون کی طرح آپ جھکا جاتا ہون — باغ عالم مین رہنا مجھے منظور نہین

دیکھ لین چشم تصور سے اگر جب چاہین — وسی جو پاس ہے انکھون سے وہ دور نہین

کہے دشمن سے کہ ای دل مجروح آ — چاندنے مین اثر مرہم کافور نہین

ہم تو سر پر ان امیرون کا نہ لینگی احسان — بوجھ اٹھواتے ہین کس سے کوئی مزدور نہین

نہین ہوتی ہی جو صبح شب فرقت تو نہو — ای فلک صبح قیامت تو بہت دور نہین

ہجر مین یا عیسی آئی ہی مجھے خون کی بو — ساقیا چشم کا انگور ہی انگور نہین

وئی معشوق وفادار کرا دل پیدا — بیوفا و لسی محبت سے مجھے منظور نہین

روک سکتی ہی مجھے قید مین کوئی زنجیر — ایک جا ٹھہری یہ سیلاب کا دستور نہین

و کی سیماب جلے جاتے ہے دل آتش کا — حوصلہ عشق کا ہی صبر کا مقدور نہین

مع ہوتے نہین وعیش کبھی رنگ — می سی لبریز کبھی کاسۂ طنبور نہین

کتنی بہاری اشک مسلسل مین آگئی
ایسی لڑی نہین کوئی گوٹی کی تار مین

واشون کے غم مین رو کے جو سیحون چمن کے یون
موتی صدف کیطرح ہون پیدا انار مین

حیوان کو مست کرتی ہے دولت نشے کیطرح
پہولی نہین سماتی ہے بلبل بہار مین

جا بیٹھے تیری روح چمن کے گل کنگرے
بلبل ہے آشیان مین کہ مرے مزار مین

کیا طی کیا ہی دل کے کدورت کا مرحلہ
آلودہ ہے جو اشک کا قاصد غبار مین

مسکین وہ ہون کہ دختر رز پر کرون نثار
قارون کا گنج ہو جو مرے اختیار مین

کیا دولے کشتگان محبت کا خونبہا
کوڑی تلک نہین ہے لہمارے کنار مین

غصے مین ناتوان ہے ہوتی ہین زورمند
سب پر عیان ہے نبض کے سرعت بخار مین

دنیا مین مبتلا ہے مصیبت مین اہل حق
یوسف کنوین مین اور پیمبر ہے غار مین

لازم ہے صرف وہ کہی تجہی دولت اگر خدا
روشن چراغ روغن گل ہو بہار مین

نکہت ہر ایک گل کے ہی گرد اسکی سائے ہے
خوشبو ہے کیا اسیر گل اعتبار مین

ٹہری آ کی نری یہ حوصلہ حور نہین
حور کیا اوسکی فرشتی کا ہے مقدور نہین

پھرتی جو ہمسے ہی نگر و طعنہ زاہد و
تو بہ خزان میں کی ہتی کہ فصل بہار میں

ہی وقت نزع اب تو دکھا دیجیئے جمال
گذری تمام عمر غم انتظار میں

شاید ہوا یہ مدحت پستان میں تر زبان
سوتی پہری ہی خضر لئے دہان یار میں

اب ہے ہون غم سے سیم تنونکی مین بیقرار
سیماب جاہ مین ہے کہ مردہ فراز میں

ناقص شکم کے اور کمر کی ہے مثال
دیکھو کہ بال ہے گہر آبدار میں

وحشی ورہ لف کا ہون کہ جاؤن جو دشت کو
اژدر کی طرح ڈر کے چھپے جا و غار میں

ہی اسطرح کدورت دل میں جسم زار
شامل ہو جسطرح کوئی تنکا غبار میں

کیا خوف تیغ حادثۂ دہر سی اسیر
ہون جوشن دعاے فتح کی حصار میں

پایا یہ لطف بوسۂ ابروے یار میں
سمجھے کہ سیب کا ہی مزا ذو الفقار میں

آتی جا بجا نہیں خط رخسار یار میں
آئی ہیں سیر کو حبشی سبزہ زار میں

ہما نحیف و زار کہاں روزگار میں
باندھا ہے یار نے ہمیں تاگے کے تار میں

دولت میں ہے کسیکو خوشی ہے کسیکو رنج
ہنستے ہیں پھول روتے ہیں شبنم بہار میں

اسیر ہو وے صوت جو اہل حق چاہیں
نبی کی سامنے شق القمر محال نہیں

سرکشی کو انفعال ہے لازم خمار میں
تخفیف ہو جو ہوتے اے سینا بخار میں

کرتا سفر جہان سی شب انتظار میں
پر کیا کروں کہ موت نہیں اختیار میں

مارا پڑہی گا دل غم حسینان یار میں
وہ ہو گا بہی بشیر سی پر ان کے شکار میں

چمکا جو حسن اور ہوا خال رخ سیاہ
سچ ہی ہے یا وہ ہوتا ہے شب بہار میں

کرتا ہی قتل جلوۂ دندان کہاں کی تاک
خنجر کی آب ہے گہر آبدار میں

آرائش جہان سی ہے کیا کام بعد مرگ
آئینہ کب سی لگا یا مزار میں

کہبرا کے بات یار سے کہئے تو مان لے
ہوتی ہی مستجاب دعا اضطرار میں

ہمکو غم فراق ہو غیر نکو عیش وصل
کیا دخل کارخانۂ پروردگار میں

اوس ترک کی کمر کو یہ نستی سی نفرت ہے قبا
نی ڈہال میں ہے پہول آتی کی تار میں

لاغر وہ ہوں نہ بہن کہئے نسکو دکیر
ڈھونڈیں چراغ لیکی جو مجکو مزار میں

ارباب ظلم گردش و پستی نصیب میں
گرداب میں نہنگ تو ہے اژدر ہے غار میں

خبر سی اونکو زمانیکی متن پایہ یہی کیا | نوان برس ہے ابھی بارہوان بہی سال نہین

وہ طفل کیا ہے مجھے قتل کر کی شرمندہ | کہ منشعب مین وہان باب انفعال نہین

مرض مین اوسکی توقع کہان عیادت کی | کرین گے وجد سبین جو مجہہ مین حال نہین

کہ عیسی کے مرگ نہین چاہتے وہ احمق ہین | پسند فن ہین کا ہی ہمکو انتقال نہین

ہمارے عمر کا سوتا ہے یہ گریبان چاک
اسیر خندہ صبح شب وصال نہین

سند بلا کہ کوئی سنگ حمال نہین | خط عذار کو درکار مہر خال نہین

ہمارے دل کا تو پوشیدہ اسکو حال نہین | نہین ہے جو زبان قابل سوال نہین

فروغ جان با بی کلفت ملال نہین | وہ آفتاب نہین ہے جسے زوال نہین

مضائقہ نکرو میری دل کے لینی مین | تمہارا مال ہے کچہ غیر کا یہ مال نہین

کمال حسن تری حسن کا نگہبان ہے | سند ہے زلف نہین آئنہ ہی کال نہین

شکست غم سی ہے اسکو نجات و تنا مین | وہ کون کاسہ سر ہے کہ جسمین بال نہین

عطا کیا ہمین رازق نی رزق منت کی | لب بتان کی طرح قابل سوال نہین

۲۷۰

رگ رگ مین اپنے خون سیہ کا یہ جال ہے
پارہ وہ جس طرح سی بہرے ہہو نرنگ مین

کعبہ ہے ایک بتکدہ زاہد گلی گلے
بت لاکہ سنگ مین ہے خدا ایک سنگ مین

بہر بہر کے اوس صنم نی لگائین گو یہان
جگر سے کو ہٹی ہنگبنی کو بہی تفنگ مین

اندیشہ مجکو سختی ایام سی نہین
رزاق رزق دیتا ہے کیڑی کو سنگ مین

کب وسٹ راست یار کی ہوتی ہین کج روش
ہی ایک دم کا ربط کمان و خدنگ مین

یاقوت و لعل سے نہین کچہ کام ای فلک
ہون فکر جام بادہ یاقوت رنگ مین

جیسے جگر تراش ہے مژگان چشم یار
تیزی کہان یہ ناخن شیر و پلنگ مین

جالا کسی کی آنکہ مین جل کر لگا گئی
ٹکڑی کا ہی قصد تمہارے تفنگ مین

قاصد جو اوڑ گئے ہین تو مجکو بہی غم نہین
بہیجین گے اوسکو باندہ کے نامہ پتنگ مین

کیا راہوار یار کا پیچہا کری کوئی
آہو کی جو کڑی کا ہی عالم جہلنگ مین

ہین داغ عہد دل کے وہی گمسان اسیر
جگنو چمک رہے ہین شب گور تنگ مین

کب ہے زمانہ یار کا خیال نہین
ہین وہ فقیر ہون کا سی تمکین کے بال نہین

حظ کا اعتبار نہ اندیشۂ انجام کرین
[illegible] جا مین خمیوزی کو [illegible] آرام کرین
[illegible] فلک [illegible] بدنام کرین
[illegible] تمام کرین

ہو چکا ضبط فغان [illegible] زمین بیکی نہ ہو
دیدہ و دل [illegible]
طوف بتخانہ [illegible] دور [illegible]
[illegible] منزل [illegible]
بحث [illegible] جو کری [illegible] اسیر

[illegible]

اشک باری کو سفر رتبہ بخشی جاہئے
کب برستی ہے زیادہ جو گرجتا کالی نہین

کیون نہین جاتے بہ تفتیش کے لئی کعبہ مین تم
ہندو و کیا چشم آہوے حرم کالی نہین

بھاک کر پست و بلند دہر سے جاؤن کہان
کوئی گھر دنیا مین صحن و بام سے خالی نہین

گلشن ایجاد مین ہم سبزۂ تصویر ہین
چشم افزایش نہین ہے ہم کو پامالی نہین

وہ گدا ہو ہین ہم بابا منعمو نکو بعد مرگ
مقبرے ہستی سے بہتر قصر اونکا کوئی عالی نہین

بیچتا ہون مین سر اپنا مول لیتی ہے وہ تیغ
ای اجل کیون تجکو فکر مزد دلالی نہین

ہے غلو عشق امیر المومنین کا ای اسیر
کون کہتا ہے مجھے یہ شیعۂ غالی نہین

ہون قید پیرہن کہ قید فرنگ مین
پھانسی مین ہے گلا کہ گریبان تنگ مین

مین گھر مین دل ہے بزم بت خانہ جنگ مین
ملاح ہے چین مین ہے کشتی فرنگ مین

بنتی خوشی سی آتش پا نہ یہ الحذر
چھری جو جانے سے نیکی ہوتے تفنگ مین

دشمن کا خوف کیا جو خدا دستگیر ہے
پھیلائی پاؤن سوئے میدان جنگ مین

حاصل صفا فلک سے ہی مجکو صلح کل
شامل ہون مثل آب مین ہر ایک رنگ مین

کیا ہوا مجکو اگر حاصل خوش اقبالی نہین
مصلحت ہے کوئی کام اللہ کا خالی نہین

کیا خفا ہوتے ہو مین نے عقل سے خالی نہین
گال کا بوسہ طلب کرنا تو کچہ گالی نہین

سکیشون کو حادثات دہر سی کیا کام ہے
سبزۂ مینائی می کو خوف پامالی نہین

خون بلبل کر کی گل کانٹی کی سولی پر چڑہا
حشر پر موقوف تعذیر بد اعمالی نہین

پانون ہے زنجیر اگر او تری تو ہے او بتر یہ گھو گھونٹ
قید گیسو سے تو دلکو فارغ البالی نہین

طائر رنگ چمن ہین گلشن عالم مین ہم
مانع پرواز ہمکو بال پر والی نہین

وصل کے شب مین ذرا گہرا یا بجا وہی تری
مہربان اتنا ہے ہمپر کوئی گہری بالی نہین

حجت حق ہے ہمیشہ اہل عالم پر تمام
کوئی دورہ ہو امام عصر سے خالی نہین

صاحب تقلید ہین کب صاحب الست سی ہے بر
نغمہ بیراعند لیب گلشن قالی نہین

طبع معنی رس سے جاتا رہ مضمونکی تلاش
دل ربے گا کچہ خزانہ غیب کا خالی نہین

شعر طبعی ہین یہ ایش مضمونکو استعداد علم
کیا کہلین کے اوسمین گل شاد اجوالی نہین

کفش زرین پانون مین ہے انجیون نا اہلہ
پیچ قسمت کا ہے سر پر شملہ ستالی نہین

جلوہ جانان ہے ہر شی مین جو سمجہو فہم ہو
لفظ اس نے فرد مین معنی سے کوئی خالی نہین

کیا یہ کھینچے گا دل پر داغ عاشق کے شبیہ
مو قلم طاؤس کا رہی ہے کف بہزاد مین

باغ مین آئی قد موزون اگر اوسکا نظر
قمریان شاخین نکالین مصرع شمشاد مین

دلکو ولسی آہ ہوئی ہے یہ بالکل ہی غلط
وہ ہمین بھولا ہوا ہے ہم ہین جسکی یاد مین

وہ ترا رخسار روشن ہی جو ہو جاوے چار
روشنی آجاے چشم کور مادر زاد مین

تربت شیرین مین لیلے کو اوتارا چرخ نے
نعش مجنون لا کے رکھے مرقد فرہاد مین

دشمنی سے روز خنجر تیز رکھتا ہی رقیب
ہی یہ کافر ہے مقرر شمر کی اولاد مین

باغبان کیون اسکو بلبل کے پھنسانے کی فکر
حلقۂ دام اجل ہے گردن صیاد مین

اپنی خامے کی زبان کاٹی جو مضمون ہو بہا
آئے آزار کب ہے ایسی تیشۂ فرہاد مین

یا الٰہی بد دعا کیا ہو رقیب مومن ہی
جلد مر کر پائی مسکن جنت شداد مین

روز جاتا ہے سٹرک پر سیر کو وہ خانہ جنگ
جا ملا ہے جلیے مین تلوار حسن آباد مین

سنیون کے بعد شیعو سنی ہمین صحبت ہوئے
یعنے عثمان کو رہے آئی علی آباد مین

کیا بہر و سا ہستی موہوم کا ہے ای اسیر
دم وہ دم ہے جو گذر جاے خدا کی یاد مین

صورت طاؤس میرے بال و پر گلدام میں
ہوں میں خود پابند دام الفت صیاد میں

وہ ہے اک دن تھا کہ ہم کرتے تھے کہسارو نکی سیر
ہاتھ اپنا پھر رہتا تھا کف فرہاد میں

ہوں وہ بلبل میرے مرنیکی خوشی ایسی ہوئی
بج رہے ہیں شادیانے خانۂ صیاد میں

ایسی ہے قد دیکھ کر بستان کو حیرت سی مجھے
ہے مگر پیوند شاخ سیب کا شمشاد میں

مر گیا ہوں میں تو پر میرے قفس میں ہیں ابھی
ہے جگہ باقی ابھی میرے دل صیاد میں

لال ہیں مرغ خوش الحان سنا ہے تیری سیر
بندہ گیا کیا رنگ میرا گلشن ایجاد میں

یاد مژگان بعد مردن ہے دل ناشاد میں
عکس آئینہ کا جوہر بن گیا فولاد میں

باغ ایسی تنگ ہے چمن نالان ہے تری بیداد میں
مثل بلبل ہے زبان برگ گل فریاد میں

چشم عالم کیوں نہو گریاں مرے احوال پر
تیرہ بختی سے ہوں ویران ہوں خانہ آباد میں

جان ہے بستر فدا دل ہے نثار اس شاہ پر
ہے خلیفہ کی لئے جو کچھ کہ ہے بغداد میں

آئینہ میں عکس اوسکا دیکھ کر سمجھے ہیں ہم
ہے پری شیشہ کی بدلے قلعۂ فولاد میں

خون سودا کم ہو کٹ جائے جو اپنی نس سے گر
جا ہی نشتر جا ہے خنجر کف فصاد میں

عرش پر جا علی سدرہ مقام جبرئیل
قمریون کی سیر کرتا ہی خرابی ارت میں

فرق آخر چاہیے شاگرد و استاد مین
رکن احرب ہی ہی شاید مصرع شمشاد مین

کم نہین ہے اپنی آزادی اسیری سی اسیر
آشیان پابند ہی نخل خانۂ صیاد مین

گل مبارک بلبلون کو گلشن ایجاد مین
غیر ممکن ہین سب آیا عالم ایجاد مین
کیا نشان اپنا بتاون گلشن ایجاد مین
باغبان موزون نہین ہی ورنہ قد سرو کی حصو
سینہ کاوی مین ناخن کی جو آتی ہی نظر
کام عالم مین نہین آتا کبھی اپنا ہنر
ہین اسیر دام الفت سارے مرغان حرم
کب ملا شہد لب شیرین سی خسرو کو وہ لطف
غیر استعداد و فطرت کب ہوا ہو سو و مند

پرورش پائی ہی ہمنے خانۂ صیاد مین
ایک یوسف ہے خلف یعقوب کے اولاد مین
بال و پر میرے پڑے ہین خانۂ صیاد مین
بڑھ گیا ہی رکن کوئی مصرع شمشاد مین
سرنگون ہے شرم سے تیشہ کف فرہاد مین
شانۂ شمشاد کب ہو گیسوئی شمشاد مین
نقش جب کا ہی اثر خط کف صیاد مین
تھی جو لذت سر کی پیشانی فرہاد مین
سرمہ ہی بیکار چشم کور مادر زاد مین

۲۶۳

کعبہ و دیر حقیقت مین ہین ایک
چشم احول مین جدا ہین دونون
ایک ہی خاک مین گل ...

باہم نقش رخ و زلف ہین باہم دونون
یار و اغیار کا ہی دل مین خیال
جام و خم ارض و سما ہین دونون

طائر رنگ حنا ہوں گلشن ایجاد میں
رنگ گے میں بسر کی ہے کف صیاد میں

وہ گرفتار ازل ہوں گلشن ایجاد میں
نالہ تک اپنا گرا ہے خانۂ صیاد میں

ساقیا ہیں سب کے شب بیتاب تیری یاد میں
شیشہ روتا ہے لب پیمانہ ہے فریاد میں

موسم گل میں اگر انصاف تیرا آ جنون
طوق پڑتا ہے مجھسے پہلی گردن حداد میں

گنگ ہے جہری پہ اوسکی خط نہیں اسنگ
سیر کو آئی ہیں پریان ارم آدم زاد میں

باغبان میں نے رہائی دام سے پائی تو کیا
مرغ دل ہے قید دام گیسوے صیاد میں

دیکھ آئی سیکڑون صحرا ہزاروں شہر ہم
جا ہی آسائش نہ پائی اس خراب آباد میں

رشک ہے اسمین کہیچے ہے جو ابرو کی شبیہ
نوبت اب تلوار کی ہے دست جہر زاد میں

میں وہ طائر تھا تڑپ کر صحن گلشن میں گیا
رہ گئے دو چار پر تیرے کف صیاد میں

جس طرف جاتا ہوں پاتا ہوں میں داغ دست
ہوں گل بازی مگر اس گلشن ایجاد میں

قد وروے یار کچھ خوبی میں اوسکے کم نہیں
کیا تکلف گل میں ہے کیا شاخ ہے شمشاد میں

نالہ کش ہے دل مرا دست غم فرقت سے یوں
جیسے غل کرتا ہے طائر پنجۂ صیاد میں

جان ہے قصر دل شیرین میں کوہکن
جو رہ جاے اگر خسم سر فرہاد میں

واقف ایسی قاتل نہیں آب سم خنجر سی خضر
ذائقہ وہ اسمین ہے جو آب حیوان میں نہیں

نمیر موذی بزم جانان کا عبث کہتا ہی رقیب
سانپ کا ہرگز گذارا باغ رضوان میں نہیں

دشت وحشت میں کرین ہم اک جگر کو کیا رفو
خار سوزن ہے مگر تار اپنی دامان میں نہیں

دیکھ ای اغیار کیفیت جام شراب
پہول ایسا کوئی جنت کی گلستان میں نہیں

کیا کرون دشت عدم میں جا کے میں بو اے خجہ
لطف کیا مہمان کا جب کاٹنا میزبان میں نہیں

جنکو استعداد کامل ہے وہین آفت سے دور
داغ مثل ماہ خورشید درخشان میں نہیں

ترستے ہون کیا ہم تشنگان آب الفت کے لب
ذکر دریا کیا سراب آب بیابان میں نہیں

ڈوبتے مر تیری عاشق تنگ ہو کر بحر میں
کیا کرین پانی تری چاہ زنخدان میں نہیں

تم تو مجہسے نہ پوچھو کچھ بے تقدیر کے
راستی مطلق مرے سرو خرامان میں نہیں

ناتوان ہو دشمن جان ہے تو اوس کا کیا ضرر
دیکھ لو جز اشک پیکان تیر مژگان میں نہیں

مثل گل خندان نہو یہ باغ جائے فکر ہی
کونسا غنچہ ہے جسکا سر گریبان میں نہیں

شمع کا مذکور کیا سر سے جدا یقین ہے
کوئی جگنو بھی شب تاریک ہجران میں نہیں

قدرت دست جنون اوس شے ہے اب ای امیر
کچھ تامل رجعت مہر درخشان میں نہیں

٢٦١

بو ہی راحت سی مین واقف ہجر یار یا نہین
داغ سینی کا ہی مہر گل گریبان مین نہین

کون سا مضمون ہی جو مانند میری آہ مین نہین
خار ہی ہر نگہ کو سوا ہی گلستان مین نہین

میل رونا اوسکا ہسنا دیکھ کر ہستی ہی خلق
یہ تماشا ابر مین ہی برق باران مین نہین

خون ناحق کا ہمارے داغ ہستی کا نہین
تیغ مین ہوگا اگر قاتل کے دامان مین نہین

رو رہی ہی چشم نرگس خاک اوڑاتی ہی صبا
ناموافق ہی ہوا تو جس گلستان مین نہین

گوش دل سے نالہ مجنون سنے محمل نشین
اسطرح کا درد آواز حدی خوان مین نہین

ای پری وہ جمع ہین اتنا تماشائی تیرے
یا دون رہنے کی جگہ ملک سلیمان مین نہین

آسمان پر کہکشان صحرا مین جادہ ہی دلیل
چاک تیرے ہاتھ سی کسکی گریبان مین نہین

تیری عاشق کا نہین ہی سب زمانی سی جدا
کیش ہندو مین نہین ہی مسلمان مین نہین

ترک کر اسلام اگر ہی رام گیسو کا پسند
حرف ایمان نسخہ زلف پریشان مین نہین

دل کو میری مجھسے پنہان آپ کرتی ہین عبث
زلف مین ہوگا اگر چاہ زنخدان مین نہین

کیا تعجب ہمت عالی اگر ادنا مین ہو
مور عاجز دعوت فوج سلیمان مین نہین

ہون لب دندان کا مین واصف تو وا کیا خطا
لولو و مرجان کا کیا ذکر قرآن مین نہین

گردش گردون سے کچھ اندیشہ مجکو نہین
پھر خضر گرداب ہے ہجر کی گہوٹی آب مین

داغ ہے میری کتاب دہر مین ہین ساقیا جسقدر
اسقدر ٹوٹے نہین ہونگی کسی کمخواب مین

الفتِ دندان جانان مین کٹے جاتی ہی عمر
ہی وہان کشتی ہماری موتیون کی آب مین

وای قسمت آجکی شب خواب بہی آتا نہین
کل جو فرمایا تہا اوسنی آئینگے ہم خواب مین

حادثاتِ دہر سے غافل ہین کیا اہلِ جہان
گہر حباب آسا بنائے ہین رہِ سیلاب مین

مزرعِ سبز فلک سی کیا توقع رزق کی
ایک ہی دانہ نہین ہے خرمنِ مہتاب مین

ہون وہ دیوانہ تہا یکا جو مجکو شوق ہو
جابجا کانٹی بچہا تین مچھلیان تالاب مین

ہاتہ اگر وہ غیرتِ عیسیٰ لگا دی نبض سی
جان پڑ جائے مقرر رشتۂ سیماب مین

خط نہین نکلا ہی اوسکی چہرۂ پرنور پر
پڑ گئی ہین بال گویا کاسۂ مہتاب مین

پیر تو اگکن جب سے دریا مین ہاے وہ وقتِ صبح
جبر و یا ہے آئینہ دیوارِ موجِ آب مین

روتی ہین آنکہین نمازِ صبحگاہی مین مرے
یہ وضو آبہ اور شامل ہو گیا تیزاب مین

کیا تعجب دوست دشمن ہون جو ہر رشتہ امیر
تہے معاند بہی رسول اللہ کی اصحاب مین

عشرت ارباب غفلت کو ہی یکدم کا ثبات
بیشتر ہو جاتے ہیں مفلس تونگر خواب میں

ہر سحر تڑپاتا ہی کیوں شاید یہ سمجھا ہی
ماہی بے آب خشکی میں سمندر آب میں

آسمان پر دیکہ کر حال زحل ثابت ہوا
تنگ ہی یہ برہمن ہمسایہ قصاب میں

فائدہ کیا نام خالق لیں اگر خونخوار خلق
وہ صدا تکبیر کی ہی مسلخ قصاب میں

ہی علی دروازہ شہر اور میں شہر علوم
خود یہ شہر علم کہتا ہی علی کی باب میں

بزم میں جانے نہیں ہر چند جا اپنی لئی
ای اسیر آئی جگہ ہی خاطر احباب میں

جا ہی کیا پیچ مقدر عالم اسباب میں
پہر یہ گوہر کے ہی گر قیمتی آب میں

نازنینوں پر یہ ہی جلاد کہتا ہی رحم
رہتے ہیں یہ مچھلیاں اگر جہری کی آب میں

وہ کمان ابرو ملی ایکا یک آئی مراد
کھینچے چلی ہزاروں مٹہ کر محراب میں

یوں سویدا دل اوسکا اٹھا سی عیان
جسطرح بی پردہ ہو داغ کلف مہتاب میں

صحبت ارباب دولت میں کہاں اہل کمال
پیرتی ہیں کب شناور موتیوں کی آب میں

کیا ہوا غفلت میں نکلا ہنسی کا دم اگر
کچہ کا کچہ کہ جاتی ہیں انسان غافل خواب میں

ایسی شبِ فراق ہماری سیاہ ہے | وہ کونسا ہے نجم کہ جسکا زحل نہین

سنکر ہمارے شعر وہ کہنے لگے اسیر
شاید کہ اوز فکر تمھین آج کل نہین

لاگی گلگرنگ سا نے صحبتِ احباب مین | لعل نہ ہے شامل ہو ورج گوہر نایاب مین
کشتے افلاک آنکھون نے بہای آب مین | آگ نالون نے لگائی خرمنِ مہتاب مین
اسطرح مین ناتوان ہون صحبتِ احباب مین | جسطرح رشتہ ہو عقد گوہر نایاب مین
چاند سنین کون آیا پاون مین ملکر حنا | جابجا ہین سرخ بوٹے چادرِ مہتاب مین
دیکھ کر جوشن جڑاو بازوِ محبوب پر | ہم یہ سمجھے ہین مچھلیان ہین موتیون کی آب مین
ہو روا حاجت کب اونکی جنکو ہے گردش مدام | کب کوئی مینا ہے پانی کاسۂ گرداب مین
بینی و ابروِ جانان دیکھ کر آیا خیال | نور کا منبر دھرا ہے نور کی محراب مین
گردشِ ایام سے سرگشتہ ہون مین ناتوان | پیچ کھائی جسطرح تنکا کوئی گرداب مین
کون سرگشتہ ہوا ہے کوچۂ جانان مین مقیم | مچھلیان ہین اور ذرا سکتے نہی تالاب مین
رتبۂ اعلیٰ کب اسفل کو ملے ہو ارزی | ماہ کا جلوہ کہان ہے کرمکِ شبتاب مین

وڑہی اگر تو یہ سفر آخرت مین ہے	کچھ اپنے پاس توشۂ حسن عمل نہین
رہبر سے زیادہ ہین موئے جہان مین یہ	اسکی سوا کہ پیش امید عمل نہین
بی ساز و برگ وحشی حشمان یار ہین	یہ نہین ہین شاخ غزالانمین پہل نہین
مضمون حسیت یار کے آنکھون نے بندہ گئے	شوخی مین کم غزال سے اپنی غزل نہین
فرقت مین چاہ قیر کا مشتاق ہے یہ دل	یوسف کو میری ہشت گرگ اجل نہین
کہائیگا کوئی لقمۂ غم کیا مرے سوا	مصر ہے نہین یہ قند ہے نہین عسل نہین
کسطرح سے بستر شب سرہا ہوئے یکمئے	اوس شعلہ رو سے گرم ہمارے بغل نہین
مضمون بندہ گئے تری عارض کے حور وش	گلدستہ جنان سے ہماری غزل نہین
اہل صفا کو وضع سبک سخت عیب ہے	کس کام کا وہ آئینہ جسمین کہ بل نہین
کیونکر شکار مرغ معانی نہ ہو کہیلئے	خامہ تو اپنے ہاتہ مین ہے گو رفل نہین
اقلیم شاعری کی تو ہم بادشاہ ہین	اس فکر کسی زمین مین ہمارا عمل نہین
ہین اوز سیست سحر مین قدرت خدا کی ہے	انسان کی اختیار مین ہے آئے اجل نہین
ہر دم بکارتا ہے زیادہ اسے فلک	جو آج ہی جہان کے صورت وہ کل نہین

۲۵۶

تنہا نہیں ہوں وادیٔ غربت میں سنگ ہے
رہزن ہے ساتھ ساتھ اگر راہبر نہیں

ظاہر ہے یہ کہ آتش رخسار ہے قریب
ہو جو پیچ و تاب میں موئے کمر نہیں

ساقی اسی سے رکھتی ہیں شمشیر عشق کی آب
جام شراب ہے کوئی ہاتھ سپر نہیں

گوری بدن پر اوسکی گہر کھینچی بہار
چہرہ وہ صاف ہے کہ مقابل قمر نہیں

دریا ہوا یہ گرم مری اشک گرم سے
چھالا کف صدف میں پڑا ہے گہر نہیں

محشر میں ہر بلا سے بچا لینگے مرتضےٰ
ہیں نوح ناخدا بھی طوفان کا ڈر نہیں

سعنی نہو تو شعر ہے کس کام کا اسیر
دنیا میں قیمت صدف بے گہر نہیں

سنکر ملول ہو یہ بیبسی کا محل نہیں
اظہار درد دل ہے ہمارا غزل نہیں

خنجر میں بال وقت بازو میں بل نہیں
وہ ترک کیا کرے کہ ہمارا اجل نہیں

صحرا میں جل کی کھینچے گڑھی لباس کو
اتنک تو پاؤں لنگ نہیں ہاتھ شل نہیں

ای عیش جائیں دشت کو کیا کوئی سرپھرے
تیری طرح باغ میں آنے خلل نہیں

کاشانہ فقیر میں دولت کو دخل کیا
سلطان محل نہیں ہے سلیمان محل نہیں

کروں جب ضبط رونا میں کہ دل نہو گیو گر
کہ طائر لوٹتی ہین خاک پر بسمل کا پر آہین

رخ روشن پہ اوس شک قمر کی خط نہین نکلا
نظر آتا ہی عنبر چشمۂ مہر درخشان مین

سبق کیسا یہ نفرت نے پڑہا ہو وہ طفل اوٹھ بہاگے
حکایت آیہ لکھنے مین جو سعدی گلستان مین

نہ روے چشم قاصد کو ہی جانا بکر دیا ہے
مسافر کو سفر دشوار ہوتا ہی بہار آنے مین

عجب تاثیر وحشت نے ہی بنیاد دیوسایہ کو
وہ جن دیوانہ ہو سکتی جو پہر سایۂ زندان مین

نہ بوی گل نہ آواز سلاسل تہا مین آئی
سبب کیا ہی جو پہر ٹہہرا گلشن مین زندان مین

جہان کو خندۂ دندان نما سے کر لیا عاشق
اثر ہی نقش حسن کا اوس پری کے نقش دندان مین

کمینے خوش ہون کیونکر مری آنسو بہانے سے
کہ فرد و رد مردوں کے سوا ہوتی ہی باران مین

خیال آیا کہ ہین زلف دراز یار کے جہٹے
برے ہین دیکھے جو ہمنے قیدیوں کی بال زندان مین

سیاہے چہا گئی بالکل تری گیسو ہی کی یعنی سو
سپید رہ گئے باقی تو چشم پیر کنعان مین

وہ صورت کون سے ہو جس سے زلف یار ہاتہ آئے
کٹی جاتی ہی آیہ عمر اسی فکر پریشان مین

گیا دربار یار مین خلعت دیکہ کر بہاری
پہنسایا جاتا ہی سب میرے زندان احسان مین

اسیر ان چار غزلوں سے بہار طبع ظاہر ہے

۲۵۳

ملین سو بار دن جسکو سا نہ سان وفتار خاطر
چلی البتہ پڑی گو چہ زلف پریشان مین

سحر کو کسنے پردہ چہرہ مہ پور سے اوٹہا
کہ مثل ماہ داغ رشک ہے مہر درخشان مین

نہ ہوئی گا قیامت تک سنگ محبوب کا حسبان
کہ ہیجا ہین ہماہے طپان [illegible] جانان مین

جو ایسا ہے اسیر ابہ سواد نظم کا شہرہ
تو ہوگا سرمہ اک دن دیدہ اہل صفاہان مین

دکہاؤن سینہ پر داغ اگر چاک گلستان مین
تو باندہے آشیان بلبل مرے چاک گریبان مین

بجہکو ن آب گر روکر مین یا لعل جانان مین
تو اپنی آگ سی ہر لعل ہو جاے بدخشان مین

میسر شمع گو ہمکو نہین شبہاے ہجران مین
چراغ داغ تو ہے کوچہ چاک گریبان مین

زمین ہندہ ہے ایسی ہمارے اشکباری سے
نگولون کے جگہ ہر جا ہین فوارے بیابان مین

مرصع آرسی سے دیکہی اوسکی انگشت حنا آمیز
جواہر کی نظر آتے ہین ہیل ساغر جانان مین

کدورت دل مین ہے ایسی کیا جب چاک سینے کو
تو خاک اوڑنے لگی ہر کوچہ چاک گریبان مین

کبہی ہے چشم حقارت سے نہ دیکہو خاکسارونکو
نہین ہے مور عاجز دعوت فوج سلیمان مین

اوسی کا دیر مین جلوہ اوسیکا نور کعبے مین
نزاعین اسقدر ہین کسلئی گبر و مسلمان مین

دنیا میں راہ راست دلیل عروج ہے
یعنی سپہر پر یہ خط استوا کے ہیں

تکلیف کا طریق فنا میں نہیں نشان
پیدل بھی شہسوار سمند قضا کے ہیں

کیا خوشنما ہے جامۂ یاران ہی کا رنگ
تن پر نہیں ہیں داغ یہ بوٹے قبا کی ہیں

ہنستے اٹھیں گے روز قیامت بھی گور سے
کشتے جو تیری خندۂ دندان نما کی ہیں

کہتے ہیں جسکو بحر بھی پیچ و تاب و خم
یہ چار رکن مصرع زلف دوتا کے ہیں

ہی اور بھی آب و گل سے بنا اسکی نور سے
کعبہ نہیں جو دل کو وہ قابل سرا کے ہیں

کیا جلد نامے لیگئے مانند بوئے گل
شاید بھی ہوں مری قاصد ہوا کے ہیں

وہ خاکسار ہیں کہ پس مرگ بھی اسیر
ضر بھی ہمارے قبر میں خاک شفا کے ہیں

رہا کرتی ہیں صحرا گرد عشق چشم جانان پر
ستارہ ہے ہمارا گردش چشم غزالان میں

رہی ہم آشنائے عشرت و غم باغ دوران میں
پھری کانٹی جو وہ اس میں تو رکھی گل کے دامن میں

برنگ آئینہ ہر ایک سے دل صاف رکھتی ہیں
بسر ہوتی ہے اپنی صحبت گبر و مسلمان میں

۲۴۸

دو رنگی ہی ایک رنگ آسمان بنا ہیں
رفتہ رفتہ طلب ہو جائے طاقت پیہم
[illegible]

زمین پر جو چلا ہوں یہ پہر پہر پہنچا
چہپا جو گیسوی جانان کو بیٹھا ہے پہنین
چلا تو ہوں تری کوچی مرے پہ ہوش نہین
دکہا ہمارے لبوں جو کچہ سوال کیا
تلاش رزق ہے ایسی کہ دونون ہاتہ ہی مین
دم شنا جو ہمین یاد زلف یار آئے
ہمارے آنکہ کی حلقی تو دیکہ لو جو حساب
سمٹ کے سائیہ شمشیر یار مین سویا
سر نیاز تہا اپنا سجود کا مشتاق
بتون کی راہ مین سے تمام عمر چلے
سما کے سے نہین بٹہ بونکی رات جیدا
مری قلم سی ہے ہنر حسن گو کی نسبت
عرق عرق خزو دیبا کی گرمسینی مین

پڑی کہان ہے کہان نشہ شراب مین پاؤن
عصو ہاتہ کا تہا پڑ گئی عذاب مین پاؤن
کہ ہاتہ جیب مین ہے سیر مین یار کاب مین پاؤن
ادہر تو ہاتہ پڑہا اور ادہر رکاب مین پاؤن
اسی عذاب مین ہے سر اسی عذاب مین پاؤن
اولجہا اولجہ گئی زنجیر موج آب مین پاؤن
کہان چلے ہو نہ رکہو ابہی کتاب مین پاؤن
نہ سر ہے دہوپ مین سیر نہ آفتاب مین پاؤن
بنی ہاتہے ابہی تصویر بوتراب مین پاؤن
کسی روش سے نہ رکہا شراب مین پاؤن
کہ جہونک جہونک پڑے بار بار خواب مین پاؤن
سنبہل سکے جو ذرا ہی کس حساب مین پاؤن
جو لگ گئے سو ہاتہ ہی پہسلا آفتاب مین پاؤن

تجھپر ای شیرین ادا شیرین ادائی ختم ہے
آئینہ مین عکس ہے تیرا کہ شکر شیر مین

نقل مین پیدا نہین ہوتا ہا تکلف اصل کا
مثل گل خوشبو نہین ہے ہو گل تصویر مین

ہوی زلف اوس شوخ کی بازو کی جوشن پر نہین
ہنس گیا ہی آگہی کا لا دام آہ زنجیر مین

ای طبیبو ہو نہین اوسکی نسخ خط کا اثر
کیا تعجب ہے اگر سم ہو دوا تاثیر مین

اہل حیرت کو نہین ہے سر سبز ہونا سی کام
عکس طوطی کی پرا آئینہ تصویر مین

صاف لکھوا کر کبھی لاتا نہین اوس سے جواب
دوڑنا لکھا ہی ای قاصد تری تقدیر مین

خوش ہوی ہو آئینہ مین شکل اپنی دیکھکر
دیکھی آئینہ سازونکو حلب جاگیر مین

گو رہی مشتاقی پر ای بت جلوہ گر شیشہ ہی نہین
ہی روان جوئی سر فرہاد جوئے شیر مین

کیونکر ای مطرب لبسر قایل ہنو تیرا اسیر
لطف سحر بر غنا کا ہے تری تقریر مین

جواب ہے یہ نہین رہتے ہین کتیے آفتاب مین یاون
بہری کی گرد یہ رہ گئے گہر کی آب مین یاون

فسانے انکو سناتے ہین یہ بڑ یان کیا کیا
یقین ہے تا لقیامت رہین گے خواب مین وان

نہ ہا تہا سیر گریبان کو دیکہ وحشت سے جنون
ابھی تو یار رہین گے امن حجاب مین وان

خط کا لکھ بھیجا جواب او سنے اتنا تو ہوا / آگئی اے قاصد خدا جانے کیا تقدیر میں

موم ہو جائینگے جو آہن سے الو لکی ہونگے دل / معجز داؤدی ہے نالہ مرا تاثیر میں

تو وہ ہی خورشید دیکھی مرقع کو اگر / اشک بھر آئینگے آہا ہر دیدہ تصویر میں

بام پر دوس یارہ تا پا کی ملی مجھکو جگہ / تنگ ہی کیا ہای اوج کوکب تقدیر میں

تنگدستی سے یہاں ہے ہر زر زری کا لوث / دن گذر جاتا ہی زرق شام کی تدبیر میں

دامن اوسکے عفو کا اید دل ساہت ہی دراز / دسترس جبتک ہو تا ہی کر تقصیر میں

ترک جو مضمون کیا ہی وہ بندھا ہی بے نیاز / شیر کا بچہ رہ گئی وہ باہ کی تقدیر میں

روح بلبل بند ہی شیشہ میں بابو گلاب / شمع کا گل جان پروانیکی ہی گلگیر میں

زلف اگر دیکھی نگار جسا صبیح یار نے / ڈوب کر مر جائیگا ہر سانپ جو ہی شیر میں

حب احمد روز محشر ہی مجھکو اے اسیر
زیب ہای مہر نبوت سی خط تقدیر میں

بی تکلف چل دلا زلف بی پیر میں / کھیل کا لنکا نہیں ہے کوچہ زنجیر میں

چشم مینا کب ہے اہل ظلم کی تقدیر میں / کس نے دیکھا ہی حباب آب دم شمشیر میں

کیا ہے کہلے اپنی زبان ہم نے بے پیرین
بند موسی ہو گئی آئینہ تقدیر مین

اہل جوہر کے لیے ہی جو ہنر دانی کان
موج زن پانی نہین کہتا کسی شمشیر مین

خشک مغزون سے ہی کیا حاصل کسیکو جو ضرر
کیا سوا غنچہ ہے پیکان ہی خوب تیر مین

ای مسیحا تیرے صحبت مین اگر ہوون رہے
طوطیون کو بند کر دی آئینہ تصویر مین

ماتم ای قاتل ہمین ہے کسکو مجہ مجروح کا
زلف جو ہستر رنگ پیتان آتری شمشیر مین

آشیا ہون آسمان ہو جا کہ ہون گرد ملال
ہر طرح گردش ہے گردش ہی ہمی تقدیر مین

تو مرقع ہاتہ سی کہندی گرا ای بحر حسن
ہای تصویر تڑپی قلم تصویر مین

صحبت نا جنس کرتی ہی جگر کو چاک چاک
شیر ہٹ جاے اگر شامل ہو نمک شیر مین

جسم عریان ہے تمہارا اگوئی شمشیر ہے
ہی عیان ہمو کمر یا بال ہے شمشیر مین

قید خانے مین جو ہی اور سن چاند چہرے کی یاد
چاندنی رہتی ہے شب بھر خانہ زنجیر مین

زینت دشمن ہے منظور ہمکو تا مرگ
خون کے چہندے لگا ناخن شمشیر مین

ای زبان تعریف زلف یار ہو سکتی نہین
جی او جہتا ہر اس پیچکی تقریر مین

ہون وہ دیوانہ کہ توڑون مثل تار عنکبوت
باندہ دین مجکو جو فیل مست کی زنجیر مین

بند کرتا ہی عبث تو دہن مینا کو
ساقیا باب اجابت تو ابھی بند نہین

کسقدر اشک کو رکھتی ہی عزیز آنکھ مری
سچ ہے دنیا مین کسے الفت فرزند نہین

ہو مہ چار دہم چار برس کے سن مین
کون کہتا ہے کہ تم ماہ وہ چند نہین

داغ احسان سے ہین دنیا مین بجز دشمن دل
چاک داماں سحر قابل پیوند نہین

حسن سے چاند کلا ہی ترے ای تنک قمر
گرد مہتاب کے ہالہ ہی گلوبند نہین

حاصل ملک ختن کب ہے بہائے گیسو
قیمت اوسکے لب شیرین کے سمرقند نہین

ناف اگر سیم عدم ہے تو کمر دال عدم
دائرہ عین عدم کا ہی کمربند نہین

پھول جھڑتے ہین ترے خندۂ شیرین سی جو یار
اس سے بہتر حق بیمار مین گلقند نہین

کھول دو اسکو جلا سینی بھلا کیا حاصل
گرہ دل گرہ دانہ اسپند نہین

اپنا مضمون ہے مراد ہن کا ٹیکا کیسے
صاف ظاہر ہے مدبر قاتل فرزند نہین

خوب نعم البدل اللہ نے بخشا ہی اسیر
داغ سینہ مین ہمارے ہی جو فرزند نہین

وصل ہوتا کہ جو مجھ دیوانگو تسخیر نہین
تخت پر یون کے اوتری خانۂ زنجیر نہین

۲۳۹

خط ہوا اظہار آیا فرق حسن یار مین
بال آئی ہے نظر آئینۂ رخسار مین

پہنس گیا جا کر دل پر داغ زلف یار مین
آشیان طاؤس نے باندہا دہان مار مین

سرمہ کی تحریر آنکھون مین تمہین لازم نہین
ڈالتا ہے طوق کوئی گردن بیمار مین

دست گلچین سے سواے مین رہے فریاد کو
گل گریبان چاک آئے سیکڑون بازار مین

دو قدم اوس شعلہ رو کی ساتھ چلنا ہے محال
کبک عذر لنگ کرتی ہے بجا کہسار مین

عاشق صادق نہین محبوب ہے جائیگا ستا
پاس لگا شمع کی پروانہ کب بازار مین

واہ رے شوق تماشا دیدۂ روزن نہین
صرف اگر آنکھونکی دیکھی ہین [illegible] دیوار مین

ہے ساحل گردن مینا ہے گلزار بہشت
صبح رہتی ہے ہمیشہ خانۂ خمار مین

بعد مردن روح عاشق کی رہے مانند بو
سنبل گیسو مین یا اوسکی گل رخسار مین

تم وہ یوسف ہو اگر کی خریداری کا قصد
سعفت یوسف کو زلیخا بیچتی بازار مین

قطع میدان شب فرقت کو کر سکتا نہین
آگیا ہے فرق اسکے عمر کی رفتار مین

تو اگر گلشن سے جائے اسقدر نالے کرون
سبزۂ خوابیدہ چونک اوٹہے گلزار مین

مین جو افتادہ ہون ہے اوسکی طینت مین [illegible]
رخنہ دیوار کب ہے سایۂ دیوار مین

ہوں وہ بدقسمت کہ گوہی خاک کی مول کوئی نہ لے
بیچنے آئیں اگر طالع جو ہم بازار میں

غائبانہ یاد کرتا ہے مجھکو وہ صنم
یہ بھی دھڑکا ہے کہ رہ جائے گرہ زنار میں

شوخ چشمی آئینہ کی کب گوارا ہے اسے
چین ابرو سے جسنے سکندر سیکڑوں دیوار میں

آمد آمد ہے اپنی وحشت کی وہ کہلائی اگر
ڈوب مرتا ہے جو ہر آب گہر شہوار میں

یہ ہنس گیا ہوں گردش افلاک میں میں ناتوان
جسطرح ہوتا ہے نقطہ حلقہ پرکار میں

کیسا چھالا ہے میں تو تکتا ہی اس سمت جنون
دس گنا کیا دونا رہتا ہے باقی نہیں رفتار میں

تیز رفتاری سے ہم وحشت میں آگے بڑھ گئے
آبلوں کو چھٹ کے پیچھے چھوڑا وادی پر خار میں

دیکھتا ہوں جسکو وہ بگڑی ہی مقتل میں سر
ہوتی ہیں اک ایک کے دو دو اسی تلوار میں

عاشق گیسو کی سر میں ہے عجب تاثیر سم
کاٹتی ہے پڑ گیا چھالا زبان مار میں

شیشے میں نازک کر گئی بتیں نگہ محتسب
سنگ باران ہو کہاں تک خانہ خمار میں

حشر میں ہم بھی عرفان کرینگی ای اسیر
جام کوثر لیکے عشق حیدر کرار میں

ہو اگر انصاف اے وحشت تو رد بار میں
زلف لیلی ہو تا ناقہ قیس کے دستار میں

٢٣٣

کیا سکتے کرین غمِ فرقت کے مبتلا
ساقی نہین ہے خونِ جگر سی شراب گرم

مستی جو خون ہا دلِ بریان ہے لیجیی
بعدِ شراب گرم ہی حاضر کباب گرم

طوطی کا نطق بند ہی خاموش عندلیب
کتنے ہین آپ کے سخنِ لاجواب گرم

ہمنے تو بوسہ لبِ رنگین نہین لیا
ہوتی ہین کس قصور پر آپ جناب گرم

جلتا ہی کسقدر شبِ فرقت مین داغِ دل
ایسا نہو گا حشر کے دن بھی آفتاب گرم

ساقی بہت ہے ہمری سر تا تو کیا ہوا
کر دی گی سیر سینۂ دلکو شراب گرم

جاتا ہون جب مین پاس ہین ہنگام اشارت
در پردہ ہین انکھین کرتی ہین مجھپہ جناب گرم

ایسا مزاج پیرِ فلک بر خلاف ہے
دیتا ہے سر زبان یہ مہمان کو آب گرم

آہِ شرر فشان نے کیا چاند کو ہے ہوبہو
مہتاب ہو گیا صفتِ آفتاب گرم

ساقی نے ہی کبھی تو مزا ہمکو دست کا
کھلوا شراب تند پلا کر کباب گرم

تسکین دل ہو ہے مجھے اسکو نسی اسطرح
ہی سود مند درد کو جیسے گلاب گرم

پہر آ ہی لامکان مین نے جا کی ای اسیر
اتنے ہی بر مین کہ ہا فرش خواب گرم

ساقی ہزار حلقۂ ماتم ہو دور جام
کرتی ہیں گونج سی شکوۂ دور زمانہ ہم

ہر چشم کو پسند ہیں ہم مثل حسن دوست
ہر دل کو ہیں عزیز زبان خضانہ ہم

کرتی ہیں خط شوق رقم اسکو سکر ور
قاصد کے پیچھے کرتی ہیں قاصد روانہ ہم

اس یوں بتا ہیں طائر رنگ حنا کی طرح
ہیں آگ بھر خار و خس آشیانہ ہم

کرتی نہیں ہاں ہوس افشان صدف کی طرح
رکھتی ہیں آپ مثل گہر آب و دانہ ہم

ہوتی ہی سیر وحدت و کثرت ہمیں نصیب
جب دیکھتے ہیں جانب آئینہ خانہ ہم

کرتی ہیں قطع سایہ صفت جستجو کی راہ
رہتی ہیں پا یہ غیر سی کردم روانہ ہم

ہمکو کسی طرف کا نہ رکھا نصیب نے
چھٹ کر قفس سے بھول گئے آشیانہ ہم

اچھا کیا کہ آپ نے منہ کو چھپا لیا
مدت سے ڈھونڈتے تھے اجل کا بہانہ ہم

یہ درد سر کرینگی ترے کف سے لیے
صندل کو مول لیکی بنا ہیں گئے شانہ ہم

کسکو دماغ فکر معانی کا ای امیر
کہتے ہیں اندنوں غزل عاشقانہ ہم

کیونکر بہو شباب میں حسن شباب گرم
ہوتا ہے دوپہر کو بہت آفتاب گرم

ایک سر ہے ہزار ... روان ایک ہے یا بیکار رقم
اے زلیخا تری یوسف نما ہے جسکا نام رقم
سب کے یوسف نما ... ہم ہزار رقم
ہوا دل کس کے گیسوئے پیچ و تاب کا
جرم ہاتھ کا سنگ ہمیں گنہگار رقم
بار احسان نہ اٹھا ... کا ہم

الفت میں تو صورت پرکار رقم
شہر کسی کا سحر آ عدم چار رقم
جوش وحشت میں جو ہوں ... رفتار رقم
تو نوا الفت میں کرامت کا الہام ہم
اس گنبد فلک کا بھی خاک ہم
عشق رنگین میں کسی نام و گل ... ہم
ہمدم قمری و بلبل بیان چمن میں

روئی پشت اہل دنیا پر نہ پڑتے اگر ہم
کاش ہوتی دہر میں اعمائی بازو ہم

دام کے حاجت نہ ہے کیا اپنی اسیری کیلئے
ہیں گرفتار کمند گیسوی صیاد ہم

خاک مرقد کیا دباتی ہماری لاش کو
ہو چکے ہیں زیر بار منت جلاد ہم

تنگ ہیں ان خوبرویوں سے نہایت اے اسیر
سیکڑوں ظالم ہیں کس کس کے کریں فریاد ہم

کیا اذیت دے رہے ہیں مجھے اے قاتل خونخوار زخم
ہیں گلستان شہادت میں گل بیخار زخم

بعد مردن آبرو عریانی کا پردہ رکھا
جسم پر جائے کفن رکھتے ہیں وہ اندار زخم

حسن کے بازار میں کیا جانیے ہی حیا
پانچ چار آئے گرہ میں داغ ہیں دو چار زخم

جسکو رہا جاتے ہیں لوگ روئی کی پر
ہے کوئی گہرا تری تلوار کا اے یار زخم

آگئی مقتل میں یا کس کو خلعت یار نے
تیغ کو رومال بخشا مجھکو دستار زخم

اکی صورت کے نظر آتے ہیں سب زخمے تری
ڈھالتے ہی خنجر سا بنتی ہیں تلوار زخم

جان کر مجروح مجھکو چشم مست یار کا
بادہ گلگوں سے دہوتے ہیں مری غمخوار زخم

دست قاتل میں نظر آیا جو تیغ آبدار
ہو گئی پانی جو اپنے لگی طیار زخم

[illegible]

قتل کے مشتاق ایسے ہیں کہ اُنکی جا بجا
ہر سحر ہوتے ہی دیکھتے ہیں کھنچکر تلوار ہم

گنج خلوت میں ہمارے تا نہو شادی کو دخل
گرد غم سے چار سو کھینچے ہیں اسکی دیوار ہم

گہ عدم میں گاہ ہستی میں ہوا اپنا گذر
مثل رنگ شیشۂ ساعت رہے سیار ہم

ایسے کانوں میں سمائی ہے کہ مثل نخل طور
ہر شجر سے سنتے ہیں اُس گل کی گفتار ہم

دل کے ہاتھوں ہی سے تسکین کو ترستے ہیں نسیم
تشنۂ دیدار ہیں ہم تشنۂ دیدار ہم

جسکی دل میں عشق گیسو ہے وہ غالی نسب
کعبہ میں سمجھے ہوئے ہیں یار کو معیار ہم

ہیں وہ بلبل اپنے نغمہ سنتے ہی گلشن میں کھل
گل ہیں غنچہ کھول لیں جب بلک منقار ہم

دار دنیا میں بجا ہی ہے کے مرجاتے کا ڈر
دیکھتے ہیں آسمان کے سقف سے دیوار ہم

دور کعبہ دل بہت نزدیک ہے پھر طواف
کار آسان کو کرین کسطرح دشوار ہم

طائر رنگ چمن ہمکو بنایا ضعف نے
باغبان کیونکر ہوں بار خاطر گلزار ہم

دل غنی ایسا ہمارا ہے اگرچہ ہیں فقیر
بانٹ دیتے اپنے اغنیا کی ہی سب دنیا ہم

بیر و دست خدا ہیں راہ ایمان میں اسیر
توڑتے ہیں کعبۂ دل میں بت پندار ہم

جسطرح ہوتا ہے رنگ و بوی گل مین اتحاد
ہم مین اور اس مین ہی متصل وہ گل ہی ہم متصل

جادۂ شمشیر ابقاتل و عطے ہے درمیان
قتل گہ ہے تیرا اسباب ہی عدم سی متصل

ہاتھ مین ہے جام جاتا ہے مین کشتی پر سوار
آج ہے تخت سلیمان جام جم سی متصل

شمع سی پروانہ گل سی بلبلین ہم بزم مین
پاتی ہے ہم ہی ہوان اے صنم سی متصل

اسقدر مضمون حال زرد دل مین غم فزا
گرتی ہین اشک سیہ چشم قلم سی متصل

روضۂ شاہ عرب پر ہم جا بیٹھین گے اسیر
ہین عرب کو قافلے راہ عجم سی متصل

ردیف میم +

فصد سی مسموم فرقت مین ہوئی بیمار ہم
نشتر فصاد کو سمجھی زبان مار ہم

دور کو حبشی ہین اسکی لو آن ہین اسم
عشق پرسٹی رہتے ہین مثل سایہ دیوار ہم

رکھتی ہین تقلید سے ای مسیحا عام ہم
دیتی ضرابست کو اگر صحت تو ہون بیمار ہم

حد سے باہر صفحۂ عالم مین کب ہنستا ہاون
گرد ابی بہر رہے ہین صورت پرکار ہم

ساکن ملک عدم ہیں کام کیا ہے تھا
دیکھنے آئی تماشا جانب بازار ہم

ردیف میم

٢٢٦

لگ گئے گور غریبان مین اجل دونون کو
طاق کسری ہے فریدون ہے برباد و محل

دل یہ بولا جو حسینونکا ہٹکانا دیکھا
ہی فرنگی محل اس شہر مین مشہور محل

جمع حسن قصر مین ہین مردم منو دراید
ابہی نزدیک ہے وہ خانہ زنبور محل

ہنر اپنا نہین آتا ہے کسیکے کبھی کام
کب ہے دنیا مین یہ راحت مزدور محل

حسن چمکا ہی بہت برق تجلی ہوکر
کیون نہو غیرت خلوتکدہ طور محل

یا ہزارون تھے نہین یا کوئی ہے روالا
تہے جو معمور ہے ہو گئی معمور محل

عقل حیران ہے کہ سو بار زمانہ بدلا
چرخ کا آج کے دن تک ہے بدستور محل

فائدہ طول عمارت سے زمانی مین اسیر
ساتھ کب لیگئی قیصر و فغفور محل

بے ثباتی بحر عالم مین ہے ہستی کو متصل
ہے آتے ہی حباب آسا عدم سے متصل

آنی جانیکی کہان طاقت ہے ہمکو ضعف سے
کیجیے تعمیر بتخانہ حرم سے متصل

مین جو روپا یار سے مجھپر لگائے تیغ تیز
ہو گئی برق غضب ابر کرم سے متصل

اسلئے اللہ تیری بنائی دونون ہاتھ
ہاتھ شمشیر کا رہتا قلم سے متصل

هر آرزو شهید هوئی قتل هر هوس
ہی طرفه ماجرا که رب بلا گر بلای دل

غم سی فقط بلا مین یه دل مبتلا نهین
غم بہی بلا مین ہی که ہوا مبتلای دل

جاہل سی مین کہسی لگر وان بحث علم کی
بیدرد ہی وہ کبہی نگہون نی جرای دل

محنت ہزار سال سکندر کری تو کیا
ممکن نهین که آئینه ہو با صفای دل

بادی ہی خضر ہی بهی را ہبر ہی
کعبی کو بہی نه جائینگی ہم بی رضای دل

تدبیر وصل کی کوئی باقی نهین رہی
حاصل کسی طرح نه ہوا مدعای دل

ہاتہ آئی اوسکی تیر کا پیکان اگر مجہی
پہلو کو چاک کرکی مین کہنچون بجای دل

کرتا نثار هر نگه ناز یار پر
دیتا اگر ہزار مجہی دل خدای دل

قسمت نی دام عشق مین ہمکو پہنسا دیا
آنکہون کا ہی قصور نه اسمین خطای دل

کہتا ہی غنچه سر کو گریبان مین دئی
واجب ہی سجدہ در دلکشای دل

آیا ہی ہمکو یاد نه مضمون جو پیدا
روشن ہی اوسی کا نام که ہی جو جلای دل

پامال پای ناز سی کرتی ہو کیا تو
قالب کی گل نهین ہین مرا ہوا عنای دل

اعضا تمام گہل گئی پر مین ہیا اسیر
باقی نهین بساط مین اب کچه سوی دل

عجیب بیکشش نازک مزاج ہون ساقی
کہ مست کرتی ہی مجکو شراب خندۂ گل

مین چمکدی مین ہون تاراج خندۂ غ
اگر چمن مین ہے بلبل خراب خندۂ گل

صبا بند ہمین تم عیب سیر گلشن کے
کہان ہے اس دل نازک کو تاب خندۂ گل

ہزار زخم جگر پر اوٹھا ہے بلبل نے
دیا ہزار دہن سے جواب خندۂ گل

خوشی قفس مین کہان ہے ملال بلبل کو
تڑپ گئے ہین کبھی دیکھا جو خواب خندۂ گل

مقابلہ رخ خندان سے اوسکی مشکل ہے
کہو صبا سے نکہوے کتاب خندۂ گل

نیا سیاق دکھایا ہے کلک قدرت نے
لکھا ہے باب سحر پر حساب خندۂ گل

سجا ہی خندۂ عشرت ہزار زخمون پر
یہی ہی ہمسے چمن مین خطاب خندۂ گل

ہجوم غم جو ہوا پھر خوشی کا جوش کہان
اسیر برگ خزان ہی نقاب خندۂ گل

مشتاق طوف کعبہ نہین ہین آشنای دل
کعبہ سی ہی قبول کی ہی خدا نمای دل

کیا کام اہل دل کو کسی سے سوا دل
بیگانہ اک جہان سے ہی آشنای دل

پہنچا یہ کسکو رنج اذیت ہوے ہمین
ٹوٹا جو کوہی شیشہ کہا ہمنی ہای دل

سوسن ہے اک پھول ہر اک انجم ہے جل
بدلا ہوا ہے سحر مین ارض و سما کا رنگ

مہندی سی ہاتہ پاون ترا لعل ہی اور ہے
سرمی سی ہے یہ چشم شوخ نی پایا بلا کا رنگ

آنکھین اگر سپید تو ہین سرخ ہاتہ پاون
چھایا ہے تیری عشق مین مجہہ پر قضا کا رنگ

اک سرو قد کے عشق نے مارا ہے مجھی اسیر
میری کفن مین فاختہ ہو وے نگار رنگ

ردیف لام

نہین ہین صورت بلبل خراب خندۂ گل
نظر مین رہی صاف شراب خندۂ گل

ہمارے سامنی کیا آئے تاب خندۂ گل
ہنسے ہے زخم جگر کو جواب خندۂ گل

خلاصہ گریۂ بلبل کا ہی مرا رونا
تبسم آپ کا ہے انتخاب خندۂ گل

نہ زندگی نی وفا کی نہ فصل گل ٹھہرے
شتاب عمر کہون یا شتاب خندۂ گل

چمن مین جاؤن مین کیا میکدہ مین کیا آؤن
نہ تاب گریۂ مینا نہ تاب خندۂ گل

یہ باغ دہر مین ہے مجکو باب خوشی
سیے جو زور کرون سد باب خندۂ گل

ثبات باغ جہان مین ہے کہان خوشی کی لیے
فنا ہی عشرت یا در رکاب خندۂ گل

وہ گریۂ دست مین بلبل ٹپکتی ہی آنسو
ہمارے آنکھون نے دیکھا جو خواب خندۂ گل

ردیف لام

باغبان کہون مبارک لالہ و سنبل

220

[illegible]

ردیف کاف فارسی

خلاق سخن ہوں میں اسیر سخن آرا	آوازہ مرا ہند سے ہی ملک عجم تک

ردیف کاف فارسی

خونیں جو لو بسی ہم تجھپاؤ حنا کا رنگ	رنگ آشنا سمجھتی ہیں تک آشنا کا رنگ
روح لطیف جسم میں آ کر ہوئی کثیف	ہوتا ہے تیرہ خاک میں مل کر ہوا کا رنگ
ظاہر ہے خوبی گریہ ہمارے لباس سے	آبی حباب وار ہے اپنی قبا کا رنگ
ہی فیض بعد مرگ یہ کھلہائی داغ کا	کنج لحد میں ہے چمن دلکشا کا رنگ
آئیں اگر مری رفقا کی علاج کو	ہو جائے زرد عیسی معجز نما کا رنگ
طوفان اشک وہ ہے کہ ساحل اوٹہ جائے	اڑ جائے بادبان کی طرح ناخدا کا رنگ
ہرگز نہیں ہے عاشق و معشوق میں دوئی	یک برگ کاہ سی ہے جدا کہربا کا رنگ
نکلے وہ سانولے سے جھمک کر جو مثل برق	آڑے وہ لباس میں نظر آیا گھٹا کا رنگ
سیری کی طرح ہونے لگا جل عبیر سے	بگڑا ہی اب تو آپ کے دولت سرا کا رنگ
سرسبز بوستان نہو قتل گاہ سے	مٹے کیا لہو نے ہماری حنا کا رنگ
پشمینہ و گلیم میں ہے فرق ظاہری	مرنی کی بعد ایک ہے شاہ و گدا کا رنگ

بی پردہ اوس صنم کا نظارہ جو ہو نصیب
جہونکون مین دیدۂ حسد برہمن مین خاک

آتی ہی خط کی نکہت خرما بہشت گیا
کیسی خزان نے آکی اوڑائے چمن مین خاک

خط غبار مین خط احباب دیکھ کر
سمجھے کہ اوڑ گئی ہی ہمارے وطن مین خاک

پہونچی اگر مری خبر مرگ ای اسیر
اہل وطن اوڑائینگی کیا کیا وطن مین خاک

تیز رہتی ہی ہمیشہ تیغ بیداد فلک
کاٹتا ہی روز سر دو چار جلاد فلک

زیر گنبد جو کبھو آواز آتی ہی وہ ہے
فی الحقیقت ہے مری فریاد فریاد فلک

کوہ غم کا اس سے کٹ سکتا نہین حیران ہون مین
ماہ نو کا تیشہ کیون رکھتا ہی فرہاد فلک

چرخ چارم پر اگر میرا کبھی ہوتا گذر
پوچھتا مین حضرت عیسی سی بیداد فلک

سر برآوردہ ہین جتنی انسی کیا امید فیض
ہی سوای ظلم کیا ہر روز ایجاد فلک

ہجر کی شب صاف آتا ہی نظر سامان قتل
ہر ستارہ ہے ہمارے حق مین جلاد فلک

کیا کہون کیا ناتوانی سی ہین اپنی شاد ہون
یعنی اوٹھ سکتا نہین ہے بار امداد فلک

طائران روح کو کرتا ہی کیا حیرت کی قید
آب زر کا رکھتا ہے یہ صیاد فلک

پھر لباس تکو منت کی جو ہو تلاش | لازم نہین ہی آسمان سے ابھی کہکشان تلک

نکلا جو دم تو راحت و آرام ہی اسیر
آوارہ گی ہی جسم کے روح روان تلک

گلگیر نے اوڑا ہی کیا انجمن مین خاک
اے شمع اس دریدہ دہنی کی دہن مین خاک

بیفائدہ ہی گرد سی انکی احتیاط
خیمہ دیکر گلے ہی تری پیرہن مین خاک

مرہم ہے فرض داغ حرایم کی واسطے
لازم ہے کربلا کی ہمارے کفن مین خاک

سرمہ لگا کی آنکھین ہین اُڑا و غزال سے
ملتے ہین پہلوان دم کشتی بدن مین خاک

جاہے جو آبرو تو وطن سی سفر ہی شرط
ہی قدر رشک چین خطا و ختن مین خاک

دور فلک نے شیشۂ ساعت بنا دیا
ہے سقف تک بھری ہی بیت الحزن مین خاک

کیا عجب ہے عوض سنگ محبوب سکے ہو
جل جل کے استخوان ہو سارے ہی تن مین خاک

مٹی کیا یہ حسن سنبو کا چرخ نے
البرز جیسا آب ہے چاہ ذقن مین خاک

بخشے ہی طاقت اس تن خاکی کو لطف کے
کیا قدرت خدا ہے کہ آئی سخن مین خاک

مٹے کا عطر ہے نہین بلبا وہ گلبدن
یہ احتیاط ہے لگی پیرہن مین خاک

فیض جنون نہی جو سلسلہ جنبان تلک
صبح محشر کا گریبان ہوا چاک
گریۂ شوق سی ہم بحر طوفان تلک
درد کرتا ہی سر خار مغیلان تلک
صدمۂ سختی ایام مین دل پر کیا

جلتے ہین عشق سے جان و دل و سینہ و جگر
چارون طرف ہے آگ بجھاؤن کہان کہان تلک

بیمار ہو گیا ہون مین محتاطِ شراب سے
للہ لیچلو مجھے پیر مغان تلک

ممکن نہین ان جلسے رہائی نصیب ہو
یہ مشت خاک جاے اگر آسمان تلک

ترپا تھا تب بہی در محبت سی آہ آہ
طفلی مین جب سے مہر لگی تہی زبان تلک

تنہا ہمارے خون کے پیاسی نہین ہین تیغ
قاتل زبان نکالی ہوے ہی سنان تلک

گردن کشی پسند نہین ہے خم و سبو
خم کیا مرا مرید ہے پیر مغان تلک

خط لکہ کی اور آپ سوے یار لیچلون
قاصد کا انتظار کرون مین کہان تلک

وہ حلقہاے زلف کا قیدی ہون الجہن
ویسی اوتر گئی ہین مرے سر سے پا تلک

روز ازل سے ہیکر جوزا دو نیم ہے
قبضہ تمہارے تیغ کا ہی آسمان تلک

یون دل جلا کہ رہے جان بہی جگر
یون نالہ کیجے کہ نہ پہنچے زبان تلک

ایسی کو دور ہو ہا ون بس اسکی ہزار بار
دنیا مین کوئی موت سے بہاگی کہان تلک

مسجد تو دور ہے یہ دکان مےفروش کے
آتی نہین ہے کان مین بانگ اذان تلک

اوٹھ جاؤن میکدے سے اگر مین تو ساتھ ہی
اوٹھ جاے مےفروش کی ساقی دکان تلک

۲۱۵

ور پیش ہو عرض تو خوشامد ضروری ہے
لکھتے ہیں پہلے مطلب خط سے سلام شوق

بوسے ابرو کی بھی تسکین دل نہیں
قوسین سے بلند کہیں ہے مقام شوق

عنقا ہے سم پرسش حال مزاج کے
دل میں نشان ذوق نہ لب پر پیام شوق

یہ ہی طویل عمر کا عرصہ قلیل ہے
کیونکر تمام ہو سخن ناتمام شوق

موسی ہزار بار گئے کوہ طور پر
تقدیر نے مجھے نہ دکھایا مقام شوق

کھولی ہے کسی زلف کہ یہ مرغ دل گرفتار
ہیں طائران سدرہ گرفتار دام شوق

کس گل کے پیرہن کی صبا لائی ہے شمیم
خوشبو دماغ جان ہے معطر مشام شوق

ہے لن ترانی و ارنی کی ٹھیک بات
انکار یار کا ہے جواب کلام شوق

تکرار قافیوں کی غزل میں ضرور کیا
مقطع کہو اسیر کرو اختتام شوق

ضد سے جنت یہاں کا فردوس بدریں فرق
زاہد اتنا تو نہیں سبحہ و زنار میں فرق

حال یوسف کے جدا چاہ کے اور
منزلوں ہے روش خانہ و بازار میں فرق

لذت زخم مکرر نہ اوٹھانی ہائے
ہو گیا تن سے جدا ایک ہی تلوار میں فرق

۲۱۳

سوت آتی نہین نزات جلا کرتا ہے
گنج عزلت ہے گریبان یہ کثرت کیسے
کس لیے ہم نے کیا چاک گریبان اپنا

عقل حیران ہے سمندر کہ پروانہ عشق
شہر کیا آپ مین آتا نہین لو آیہ عشق
کہ گئی کان مین بلبل کے افسانہ عشق

دل مین آہ ہی جگہ اوس بت کافر کی اسیر
نالہ دل ہے کہ ناقوس صنم خانہ عشق

خط مین لکھا ہی یار نے مجکو سلام شوق
قاصد مری طرف سے بھی کہیو پیام شوق

کیا خوش ہون خط یار مین کر سلام شوق
غیرون کو بھی تو اوسنے لکھا ہی سلام شوق

فرط صفا ہے روح نے پایا مقام شوق
کرتا ہون سیر روضۂ دار السلام شوق

پیر مغان کے جا کی کرے کون التجا
ساقی ہمارے بزم مین چلتا ہے جام شوق

جب ہے کہ ذکر گیسوی صیاد کا سنا
رہتا ہے مرغ روح گرفتار دام شوق

طاقت نہین رہی ہے سفر حج کی ضعف سے
کعبے کی جا ہیون کہ ہمارا اسلام شوق

مانند شمع یار کے بزم وصال مین
کاٹی گئی زبان جو لیتا تھا نام شوق

وحشت مین ہے سیر ہے شہر تمہارا اگر
مین نہیے ہون اک فرس بے لجام شوق

خارج آسیا سے ہی ہے تاثیر صدگانۂ عشق
زہر بنجاتی اگر سبز ہو ہی دانۂ عشق

قید کو حلقۂ گیسوی سیاہ کا ہے سے
طوق و زنجیر سے واقف نہیں دیوانۂ عشق

تیری بک بک سے نہیں کیا مغز پریشان واعظ
قصۂ حسن سنا تا کوئی افسانۂ عشق

کیا تعجب ہے انا الحق جو پکارے میکش
خون منصور سے لبریز ہے پیمانۂ عشق

مرگئی پر ہی کسی خنجر ابرو کا ہی شوق
دل بڑہاتے ہی آہا ہے ہمت مردانۂ عشق

مرتے مرتے ہی طبیعت میں وہ ہے سوز و گداز
بدلی تلقین کی سنا و مجھے افسانۂ عشق

چاک ہیں بخیہ جنت سے گریبان سب کے
دیکھیے جسکو زمانے میں ہے دیوانۂ عشق

درد سر ہوگا تڑپ جائے گا راحت کیسے
دشمن خواب ہے ہے سنتا ہے جو افسانۂ عشق

ہوگا منصور سا کم عاشق صادق کوئی
تھا سر دار وہ ہے نعرۂ مستانۂ عشق

آنکھ جمشید و فلاطون سے چھپکنے کی نہیں
ہم بھی ہیں خاک نشین در میخانۂ عشق

خط بنایا ہے اگر چہرۂ نورانی کا
نام پر شمع کی لکھ دیجیے پروانۂ عشق

دل میں جو داغ ہے تصویر پری ہے دیکھو
کم مرقع سے نہیں ہے یہ پریخانۂ عشق

کون مضمون ہے وہ جس میں نہیں سوز و گداز
نام رکھوں گا میں دیوان کا افسانۂ عشق

دوست عاشق کا ہون جلوۂ معشوق پسند
آنکہ یوسف کی طرف اس نی زلیخا کی طرف

ہون وہ پیاسا کہ مجہی عنبر کی منت سی ہے ننگ
خواب مین منہ نہین کرتا کبہی دریا کیطرف

خبر قافلۂ اہل فنا کیا معلوم
نہ پہرا ملک عدم سی کوئی دنیا کیطرف

کب تلک آئینہ مین کیجی گا نظارہ اپنا
دیکہئی پہر کی مری چشم تماشا کیطرف

ماہ شعبان نظر آتا ہے جو میخوار دنکو
جا ہے پہلی نظر سبزۂ مینا کی طرف

دیدۂ تر مین مری تو بہی کرم کر ای بت
جتنی ہین سندر ہین چلی جاتی ہین گنگا کیطرف

واہ رے شوق جلی طور کی تہہ لیکن
آنکہ موسی کی رہی برق تجلی کی طرف

بدگمانی ہے او نکی کہ نکالین آنکہین
دیکہون گلشن مین اگر نرگس شہلا کیطرف

ترک مے کی جو وہ بزم سے اوٹہ جاتی مین
آنکہ پڑتی ہے غضب جام کی مینا کی طرف

سوجہی ہی ہمکو یہی گلشن ہستی مین اسیر
دیکہئی گل کی طرف یا چمن آرا کیطرف

ردیف القاف

جل رہا ہی جگر ساکن میخانۂ عشق
ہی انا البرق صدا الیہ بتحقیق

ردیف القاف

دل ہمارا پھر ہوا ہے مائل چاہ ذقن
ماہ کنعان پھر چلا ہے چاہ کنعان کی طرف

ہند میں ناحق اسیر رنج و غم ہے تو اسیر
ہو روانہ روضۂ شاہ شہیدان کے طرف

کبھی جاؤنگا جو میں شہر سے صحرا کیطرف
خار دوڑینگے مری آبلہ پا کی طرف

دل کھچا جاتا ہے اوس ماہ کی تیغ صفا کیطرف
بسمل شمشیر رہا کرتا ہے دریا کیطرف

طبع مشتاق بلندی ہے کسیکا زمین
جیسے جاتا ہے دہوان عالم بالا کیطرف

ٹھوکرون سے وہ چلا ہے مین جو مردہ سر راہ
دیکھنے جاتے ہیں ہنس ہنس کے مسیحا کیطرف

تنگ ہی شہر سے وحشت میں جو دم رکتا ہے
جا نکلتا ہوں ہوا کھانیکو صحرا کیطرف

لب جانبخش یہ اظہار نہیں سبزۂ خط
گذر خضر ہوا ہے یہ مسیحا کے طرف

ہی نمازون میں نہ اوس بت کا تصور مجکو
مونہ ہی کعبے کی طرف دل ہے کلیسا کے طرف

چاک دامن کا جو مجھسے کوئی قصہ پوچھے
بولوں یوسف کی طرف تہمت زلیخا کیطرف

آپ اوج فلک حسن کے ہیں ماہ اگر
آئی ہالہ آغوش تمنا کی طرف

ہو وہ وارفتہ قامت کبخان ہیں جا کر
بہول کر بھی میں نکلتا نہیں طوبا کی طرف

٢٠٩

رخ کی بلائین لیتی ہی گرفتاری اسیر
ہے ہمکو رشک دیکہ کی بخت سانی الف

ہی فرو اسی دل روان چاہ زنخدانکی طرف
چھپتے ہے یوسف چاہ جاتا ہے زندانکیطرف

جوش وحشت مین چلا تہا باغ رضوانکیطرف
پھیر لاتے ہے کھینچ لاتی کوئی جانانکی طرف

قالب خاکی مین آئے ہی بڑی مشکل سی روح
کب خوشی سی طفل آتا ہی دبستانکی طرف

دیکھتا ہی کب ترا مشتاق مانند خلیل
ماہ تابان کیطرف مہر درخشانکی طرف

پرستش و زخبر اسی جب فراغت ہو چکے
سب گئی فردوس کو مین کوچۂ جانانکی طرف

یاد آئی ہی جو اوس گل کی ہنسی گلزار مین
رو رہا ہون دیکھ کر گلہای خندانکی طرف

دونون ہاتہ اپنی ہین بیکار جوش جنون مین
جیب کو جاتا ہے اک اور ایک دامانکی طرف

ایک دم جاتا نہین ہے موت کا دل سی خیال
روز جاتا ہون مین گور غریبانکی طرف

ایک دم کی زندگی اس غمکدے مین نہ بھول
موت ہے انسانکا جانا آنجہانکی طرف

پھر ہمارے پیرہن کے دھجیان اوڑنے لگین
ہاتہ پھر جانے لگا اپنا گریبانکی طرف

یار کی جانب نظر کرتا ہون اس بیتابی مین
دیکھتا ہے جسطرح رنجور سلطانکی طرف

سایہ سی تیری لوگ جو بہاگین عجب نہین
جن کے طرح سوار ہے سر پر بلای زلف

زنجیر پا ہے سر مین آ ہے وہ اُنکی ہے
میری طرح ہی یہ ہے مگر مبتلای زلف

طالب ہما ہی جیسی ہمیشہ ہما کی ساتہ
دل مبتلائے زلف کا ہی ہم ای تقاری زلف

دیوان ہمارا ہے رو کتابی ہے یار کا
سطرین ہین زلفین تو آیہ ہین حلقہ ہائے زلف

تقسیم ہون جو نامۂ اعمال حشر مین
یارب بجائے نامہ مجہے ہاتہ آئے زلف

واللیل والنہار کے تفسیر دیکہ لو
یہ ماجرائے رخ ہے تو وہ ماجرای زلف

خرد و بزرگ ایک ہین جتنے ہین اہل ظلم
جو عقرب مژہ ہی وہ اژدہائے زلف

شانی کو دیکہ لو کہ جگر چاک چاک ہے
یارب کوئی جہان مین ہو مبتلای زلف

جامی جدہر کو یہ مجہے جانا ہو سیر زلف
مین ہے قضای دل ہون جو دل ہے فدای زلف

عشاق تیرہ بخت ہے کہ مین مرغ دل تباہ
کہدیجیے کہ بال کا ہے سند اپنا کی زلف

چاہ ذقن ہے یہ چشمۂ آب حیات ہے
لازم ہے بنیکے پردۂ ظلمت چہپای زلف

بجلی کا مبتلا ہون سمجہکر مین دوست سے
ابر سیاہ دیکہ کی کہتا ہون ہای زلف

اس ماہ کے سے مثل دہن مُوم ہی نہی سرا
جو ابتدائے زلف ہو وہ انتہای زلف

۲۰۷

یہ ملک سب خدا کا ہین ہوہن بندہ خدا
رہنے ہی کا مین خواہ بیابان خواہ باغ

اجلاف کو نصیب ہے عشرت جہان کے
ہے باغبان کے واسطے آرام گاہ باغ

کیون خط سبز یار کے رخ پر ہوا عیان
دیکھا نہیں جہان مین کوئی بیگیاہ باغ

کیا انقلاب ہے کہ زمانے نین ہر زمین
دریا ہی گاہ گاہ بیابان ہی گاہ باغ

امید قطع کرکے ریاض بہشت کے
کیا باغیون نے انکو چھین لیا بیگناہ باغ

مشکل ہے ایک رنگ کہ رکھنا ہی ای اسیر
گلہای سرخ و زرد و سپید و سیاہ باغ

✤ ردیف الفا ✤

ایسی ہوئی ہے خانۂ دل مین ہجوم زلف
آنکھون کو کچھ نظر نہیں آتا سوای زلف

ہنگام نزع بھی ہے جو سر مین ہوای زلف
حلقے ہمارے آنکھون کی ہین حلقہای زلف

سر پر وہی ہے بعد فنا بھی بلای زلف
غار لحد مین ساتھ رہا اژدہای زلف

سمجھے سیاہ شب ہجران کو دیکھ کر
اک اور ہی بلا ہے جہان مین سوای زلف

مین تیرہ بخت آپ ہی پہنا دام عشق مین
خط کا نہین قصور نہ اسمین خطای زلف

ردیف الف

کرکی مجروح سی زخم جگر وصد پارہ
لیکی آیا ہی گرمی بازار جو وہ سوزن و تیغ

دعوئی خون مرا ہو جائی گا ثابت قاتل
حشر مین بس ہین گواہ تیرے لئی دامن و تیغ

دہوم کیون اوسکی شجاعت کے نہو عالم مین
جسکو اللہ و پیمبر نے دی توسن و تیغ

کب ملی ہمکو زمانے کی حوادث سی نجات
ہی وہی سنگ [illegible] گردن و تیغ

غمزہ و ناز ہین خونریز تو بیکار ہین یار
خنجر و نیزہ و تیر و تبر آہن و تیغ

اسی مجروح کیا اوسنی بدن کو زندا
ایک آہن ہین کیا نعل سم توسن و تیغ

کر چکی قتل مجھے فکر ہی اتنے ہی ضرر و
عرصہ اچھا نہین ہو وے لڑائی دامن و تیغ

مرد میدان جو نہین دل تو ہین بیکار سلاح
مغفر و نیزہ و چار آئینہ و جوشن و تیغ

چاہتا ہے یہی دور فلک سفلہ مزاج
چادر و فرق جو اتر و ہو بستن و تیغ

ذبح صیاد نے بلبل کو بہاران مین کیا
کسطرح ایک ہو رنگ گل گلشن و تیغ

ای اسیر انچہ گذشت از کف جلاد گذشت
بعد ازین محکمۂ حشر و گلوی من و تیغ

کیا جائی ہی سیر ای رشک ماہ باغ
تکیہ ترے فقیر کا ہی بادشاہ باغ

کیون کر اسرار آہے رہین پوشیدہ اسیر
گہر مین اللہ کے مین حیدر کرار چراغ

نور رخ سے وہ جلا ہین جو لب آب چراغ
شمع ہر موج ہو ہر کاسۂ گرداب چراغ

کیا تری محفل ... ہی ست جہان
آسمان صورت فانوس ہے مہتاب چراغ

کیا تعجب ہے اگر میرے سینۂ خاکی
ہو گر ہزاران صفت کرمک شب تاب چراغ

خوب شوہے مجھے تشبیہ رخ و ابرو و چشم
عین کعبہ مین ہے روشن تہ محراب چراغ

ساقیا مر گئی ہم مست لنڈہا کر ساغر
جیسے کر دیتی ہے خاموش دم خواب چراغ

نور اسلام ہے مجھے بعد فنا کافی ہے
کیون جلاے مین مری قبر پہ احباب چراغ

قدر عالی کہتی ہین کہ ایوان مین ترے
شمع مہتاب ہے خورشید جہانتاب چراغ

فیض ہے بزم مین تیری ہی کہ اسیر بنے
کشتہ ہو جائے اگر صورت سیماب چراغ

دل روشن ہے مری وسوسۂ شیطان سے
ذرہ مایوس ہے جس گہر مین ہو مہتاب چراغ

شب فرقت ہے مرا ایک زمانہ دشمن
ذبح کرنیکو ہوا دشنۂ قصاب چراغ

آسکے ہجر کی شب میرے سیہ خانے مین
جان کیا شمع کی رکہتا نہین یہ تاب چراغ

۳۰۲

کیا تری بزم مین آتا ہی زرکار چراغ
نور عارض سے ہین سب روزن دیوار چراغ

سرخ وہ ہونٹھ تمہارے ہین کہ جنکی آگے
لعل و یاقوت کا جلتا نہین زنہار چراغ

روندتے خاک کبھی پای حنابستہ سے
قبر پر میرے جلا جاتے دو چار چراغ

باغ پر نور ہوا کے رخ روشن سے
شمع ہر بوتہ ہر لالۂ گلزار چراغ

مار گیسو کا جو افسانہ لگا کہنے مین
گل ہوی بزم مین لاکھون دم گفتار چراغ

شام سے صبح تلک گھر مین مری جلتا ہے
سچ ہی رکھتا ہے عجب طالع بیدار چراغ

بعد مردن ہے ہی تقدیر مین گردش باقی
ہی لحد پر صفت کوکب سیار چراغ

ایک ہی آکی نشانہ نہ اڑایا تمنے
سیکڑون ہمنی جلائی سر دیوار چراغ

آگی خورشید کے ہوتا نہین انجم کو فروغ
تم جو آتی ہو تو ہو جاتی ہین بیکار چراغ

کور باطن کو ہی کیا معنی روشن سے حصول
دیکہ لو ہاتہ مین اندھے کی ہی بیکار چراغ

نور و ظلمت کا ہی کیا ایک جگہ پر جلوہ
زلف جانان شب دیجور ہی رخسار چراغ

کاٹ کہاتا ہی شب ہجر صنم مین گھر مجھے
شعلہ افعی کی زبان ہے ہمین مار چراغ

داغ دل کیون نہ مٹے جب وہ دکھائی گیسو
سامنی کالی کے جلتا نہین زنہار چراغ

٢٠١

دیکھ کر رخسارۂ جانان مٹا داغ جگر
سامنے خورشید روشن کے ہوئی کافور شمع

رعب حسن یار کا اوسکے اگر چھایا نہین
کیون کھڑی رہتی ہی محفل مین ادب سے دور شمع

ہی ہمارے بھی دل شیدا کا پروانہ خطاب
ساعد پر نور جانان سے اگر مشہور شمع

کس پری رو کی آتش رنگ کا کشتہ ہون مین
خاک پر میرے جلایا کرتے ہی ہر شب حضور شمع

رو رہی ہے ہجر مین کس آتشین رخسار کے
ہو گیا ہی چشم گریان مین سراسر نور شمع

بی سبب ہرگز نہین جنبش مین شعلے کی زبان
کرتی ہی اوس کا زبان حال سی مذکور شمع

ہی تجلی گاہ محفل جسم موسی چاہئے
شعلہ ہے برق تجلے شاخ نخل طور شمع

حشر تک روشن رہے خورشید کی صورت مدام
ہو جو قربان رخ شاہ ابو المنصور شمع

199

ولہ

نور کب دیتی ہے بیش روی آتش فام شمع
محفل جانان مین روشن ہے برائے نام شمع

کھیلنا ہو جا پروانہ جو بلبل کا شکار
آنسو ونکی تار سی طیار کر گلدام شمع

ہجر کی شب آسمان مجروح کرتا ہی جگر
کیون نہو اپنے نظر مین نشتر بہرام شمع

کیا عجب ہے خندۂ شیرین تیری ایام مین
نیشکر کیطرح ہوجاے جو شیرین کام شمع

سر سے تا پا جل گئے لیکن رہے ثابت قدم
فی الحقیقت رہتے ہیں کیا ہمت مردانہ شمع

رات دن تیرا فروغِ حسن ہے عالم فروز
ہے فقط ہنگام شب محبوب کاشانہ شمع

داغ غم سے موم ہو کر کیوں نہ جائے یہ دل
غیر ممکن ہے کہ لاوے تاب آتش خانہ شمع

روشنی کے وقت شب حاجت نہیں ہے اے اسیر
ہے مری گہر میں خیالِ عارضِ جانانہ شمع

ڈر گئی یہ دیکھ کر میرے شب دیجور شمع
یاد میں رہتے ہیں لگن میں ہو گئی کافور شمع

کیا پسیجی دیکھ کر داغِ دلِ رنجور شمع
لیکے آئی گہر میں میرے مرہم کافور شمع

زادہ موذی بھی ہو جاتا ہے موذی کا عدو
موم ہے لیکن ہے برق خانۂ زنبور شمع

پہیر کر مونہ مجھ مریضِ عشق سے کہتی ہے یوں
جائے بیمار کے بالین سے کچھ تو دور شمع

بزم میں وہ غیرت یوسف ہوا جب بے نقاب
مثل خال روئے زنگی ہو گئی بے نور شمع

روتے ہی کیا یہ بھی او چشمِ مست یار میں
اشک ٹپکاتی ہے مثلِ دانۂ انگور شمع

میں گدا ہوں مجھکو کافی ہے چراغ عید ال
بزم میں شب ہمکو جلاتی ہیں قیصر و فغفور شمع

بہاگ جاتی میرے کاشانے سے لیکن کیا کرے
یاد میں رہتے ہیں کہکر چلی ہے معذور شمع

کفر و دین کو جانتے ہیں ایک اہل صفا
کچھ نہیں رکھتے تمیز کعبہ و بتخانہ شمع

دل میں شرمندہ ہیں سب عشق تیری آگ سے
فاختہ شمشاد شیرین کو ہے گلشن پروانہ شمع

آج کی شب بزم میں وہ ساقی مہوش نہیں
کیون نہ ہو لبریز تیری عمر کا پیمانہ شمع

جا ہی تم بھی جہان جاؤ مجھے ہمراہ لو
کب سکی بزم آئینہ جاتا ہے پروانہ شمع

بزم عالم میں جو عاجز ہو رہ کا ہو رواج
چیونٹیون کو نذر کر دی اشک کا ہر دانہ شمع

قید میں جس رات یاد آئی وہ چہرہ زیر لطف
خانہ زنجیر میں روشن کری لوایہ شمع

کچھ نہیں کہتے زبان سے رات آخر ہو گئی
کیا گھڑی خاموش سنتی ہے مرا افسانہ شمع

شب کو کرتا ہی وہی مضطر یہ تیرا انتظار
بزم سے باہر نکلجاتی ہے بیتابانہ شمع

عیش کا سامان فرقت میں ہے سب ہوا کو وبال
بی رخ جانان ہے بار خاطر پروانہ شمع

پاس جو آئی کو محفل میں کہے ہے آئی مدے
ای پری سیکھی جو تجھسی ناز معشوقانہ شمع

رنج میں تائید کرتا ہی غریبوں کی خدا
ماہ کو کینہ نکر سمجھیں سا کن ویرانہ شمع

خوف غالب ہے یہ میر خانہ تاریک میں
بھاگ جائی پر لگا کر صورت دیوانہ شمع

اپنی ابی جاہے سب کو اک صورت کا فروغ
زینت گلزار گل ہے رونق کاشانہ شمع

مصحف روی یار کا حافظ ہی اسکی حفاظت مین
فقط عارض یار سی نفوری من تا ہی قرآن کا ہو گیا حافظ
کشتہ ہون انکی مصحف عارض کا از یہی جو بجا حافظ

عزم جانی کا ہو گیا ہر کسکا
جا ہی کا حسن روی یار کا ہو ضرور حافظ

رند مشرب ہون مین ایسا جو کیا سجدہ مین | چھپ جا خوف سی منبر پہ منبر واعظ
ہمکو کہتا ہی فقط خود نہین کرتا ہی عمل | ہیچ ہے تیری نصیحت ہی اثر واعظ
جی مین ہے عالم وحشت مین بیابان کو گئے | وعظ کہنے سے وہ لا توبہ کرے ہے سر واعظ
بزم مین اہل سماعت کے جلے جاتے ہین دل | نفس گرم سے ہے تیرا دم اژدر واعظ
مالی ہین صاحب تاثیر بیان الفت ہیز | کان پکڑے گا مرے سامنے اگر واعظ
کیونہ ہی شیشۂ دل چور مرے پہلو مین | مجکو تیرا سخن سخت ہے پتھر واعظ
روئی اب یہ گنا ہونسی پشیمان ہوکر | غرق بحر عرق شرم مین ہو ہر واعظ
سبزہ رنگون کی بخشونگی محبت ہے ہمیں | سبز باغ اور کو دکھلائی فسونگر واعظ
عالم الغیب ہے تو تیری سوا جانے کون | رند نا جی ہے کہ امی خالق اکبر واعظ
او سے ستہ حسن کا جلوہ نظر آئی جو اسے | سر منڈا کر ابھی ہو جائی قلندر واعظ

ردیف عین مہملہ

دیکھ لی حسن ستم دوست عارض جانانہ شمع | گرد پھر کر ہو تصدق صورت پروانہ شمع
اوڑ کی آئی گی تری محفل مین جانانہ شمع | بال و پر پیدا کری گی صورت پروانہ شمع

ردیف عین
× ہو مشکل

نامہ بر آج ہی گریبان چاک
اوسنی پرزی ہی کیا مقرر خط

روز رہتی ہی قاصدونکی قطار
بہیجتا ہون اوسی برابر خط

مصحف رخ کا تہا جو وصف رقم
رکہ لیا نامہ برنی سر پر خط

نہ پڑہا اوسنی خواب غفلت سے
رکہ لیا یون ہاے زیر بستر خط

سخت جان ہون پڑا مری تن پر
نہ پڑا کو ہی ای ستمگر خط

بدلی قاصد کی چاہئے فوج ور
لکہتی لکہتی ہوا ہے دفتر خط

دل مین آؤ یہ گہر تمہارا ہی
نہ قبالہ نہ چاہئے سر خط

بی لفافے ہی نامہ بر لیجا
اپنی جامی سی آپ ہے باہر خط

بی سبب خط نہین مجہی لکہا
شاید آیا ہی اوسکی رخ پر خط

لکہ دیا آگے چشم مست کا وصف
بنگیا صاف خط ساغر خط

باغ ہی ای اسیر کوچۂ یار
لیکے جای گی کبوتر خط

ہی صاف ہا طوطئ سخن صاف تر
اہل کذاف و لاف ہے لاف گذاف شتر

جب سے بلند نالۂ سوزان مرا ہوا
کرتی ہے چرخ اپنے گریبان کی احتیاط

رکھتی ہیں پر سینے میں پنہان داغ تن
کرتی ہیں ہم سوا اے چراغان کی احتیاط

آئی فریب حسن میں ہو لاکہ پارسا
بلقیس سے کہان ہے سلیمان کی احتیاط

دل کی صفا کہیں نہ مٹا دے پس زر
صرصر سے کر چراغ شبستان کی احتیاط

غواص ڈھونڈھتی ہوئی پہرتی ہیں سیکڑون
کیونکر صدف سے ہو در غلطان کی احتیاط

منڈواؤ اپنے چہرۂ روشن کا جلد خط
ہندو سے تمکو چاہئے قرآن کی احتیاط

دامان یار ہاتہ نہ آئے جو اے جنون
کیا ہو سکے کسی سے گریبان کی احتیاط

جہان سے بڑہ کے مجکو ترا تیر غمزہ ہے
دل سے بھی ہے سوا اسے پیکان کی احتیاط

دل سے فزون ہے خاطر دلبر مجھے اسیر
ہے جان سے سوا غم جانان کی احتیاط

تہا جو مشتاق دست دلبر خط
اوڑ گیا صورت کبوتر خط

خوف پرچے کا مجکو رہتا ہے
چاہیئے اوسکو چہپا کے کیونکر خط

چاہتا ہے جو اجرت او قاصد
زر سے لے تول کر برابر خط

١٩٣

اسقدر طول ہو خدایا خط
میری قاصد نے جب دکھایا خط
کون ایسا ہے آشنا میرا
کسی نے بھیجا کہان سے آیا خط

دفتر عالم ایجاد کو ہم دیکھ چکے
ہی جو آغاز صحیح اسکا تو انجام غلط

گرچہ بیزار نہیں ہی مجھی شغل شراب
ہو کسی طرح تو ساقی غم ایام غلط

مجھسی بیہوش زیادہ ہی مرا نامہ رسان
میری نامی سی ہی سودائے امر اپیغام غلط

تا کجا ای فلک سفلہ تری مکاری
تیغ خورشید غلط نیزۂ بہرام غلط

نہ یہ مژگان نہ یہ مردم نہ یہ چشمک نہ حیا
لوگ کہتی ہین تری چشم کو بادام غلط

ہو نہ وہ کس کا کلام جو کہی لفظ صحیح
ہی وہ کوڑی کا نگین جسمین کہدا نام غلط

ہی حسد شیوہ کسی عیاں از محن ہی بہا
فکر راحت ہے غلط خواہش آرام غلط

نام صحبت نہیں اس مسکدۂ عالم مین
خم غلط شیشہ غلط بادہ غلط جام غلط

قائل حیدر کرار نہیں ہی جو امیر
اوسکا ایمان ہی غلط اوسکا ہے اسلام غلط

مشاطہ چاہیے رخ جانان کی احتیاط
لازم ہی باغبان کو گلشن کی احتیاط

مشکل ہی اہل کفر مین ایمان کی احتیاط
کیونکر ہو خار زار مین داماں کی احتیاط

کرتی نہیں سر رشتہ کی انور اوسکا
دیکھو تو میری دیدۂ گریاں کی احتیاط

191

سیراب سیری انکہ نی عالم کو کر دیا	پونہچا تمام باغ مین اس انجو سی فیض
کب سا بنا ہوا گل رخسار یار سی	پایا دماغ و چشم نی کب رنگ و بو سی فیض
سرسبز کیون نہو چمنستان ہند کے	پائی یہ پانچ وقت جو آب وضو سی فیض
اندہے ہوئے انکھین پائین ہری تندرستی	پونہچا کہان کہان شہدا کی لہو سی فیض
کیا کیا کرین بیان کہ ملا ہمکو ساقیا	شیشے سی لطف جام سی لذت سبو سی فیض
یاد خدا ہی باعث تسخیر چار حد	یکسو ہو دل ترا تو ملی چار سو سی فیض
کم مایہ کیا مقابل سرمایہ دار ہو	دریا سی ہی جو فیض کہان آبجو سی فیض
کانا سنا اسیر بجا نا ہی یار کا	کچھ ہاتہ سی ملا تو ہمین کچھ گلو سی فیض

ردیف طاء مہملہ

سہ غلط مہر غلط صبح غلط شام غلط	دور افلاک غلط گردش ایام غلط
یا خدا جہوٹ ہوا وس بت کا خفا ہو جانا	بیشتر ہوتی ہی جیسی خبر عام غلط
نظر آتا ہی سہ ابا یہ زمانہ باطل	صفحۂ خاک غلط دفتر ایام غلط
کر چکی حضرت جمشید نے تحقیق اسکے	کون کہتا ہی کہ ساقی ہی خط جام غلط

لالہ ہی داغ سینہ تو سنبل ہی دود دل
لالی سی کیا غرض ہمین سنبل سی کیا غرض

کیون ہو وصل منت مشاطہ کیجیی
الفت کی سلسلہ مین توسل سی کیا غرض

دنیا کی فکر گوشہ نشینونکو عیب ہے
بابی اگر ہی حرص توکل سی کیا غرض

مسند کی آرزو نہی ہمین تخت کی نہ شوق
ہم ہین فقیر جاہ و تجمل سی کیا غرض

پھیری ہوئی ہین گلشن فردوس سی عنان
کہتی ہین جو کہ صاحب دل بلبل سی کیا غرض

دیوانی زلف یار کی کیا جانین حال کو
ہین آپ پیچ و تاب مین سنبل سی کیا غرض

آتا ہی قید یونکی خبر کو بھلا وہ کب
ہو بیخبر سی کہو کہ تجھی غل سی کیا غرض

آنکھین کھلی رہین گی تری انتظار مین
تربت مین ہمکو خواب تغافل سی کیا غرض

ہم عشق چشم و گردن ساقی مین ہین اسیر
شیشی سی کام کیا قلقل سی کیا غرض

گرداب بحر عشق کی ہین آشنا اسیر
کشتی سی کام کیا ہی ہمین پل سی کیا غرض

ہو سکی آئنہ کیا خاک دو چار عارض
ماہ و خورشید ہی ہین آئنہ دار عارض

زلف کا بوجھ اوٹھی اوسکی کمر سی کیونکر
عکس مژگان ہی نزاکت سی ہی بار عارض

قانع وہ ہون کہ سیری عاشق ہی بحر ہا
دشمن کو بھی خدا نکری مبتلای حرص

قارون کی طرح جمع جو کرتی ہین مال و زر
حاجت نہین ہے اہل دول کو سوای حرص

دانہ لگی جو ہاتہ تو خرمن کی ہو تلاش
یہ ابتدای حرص ہے وہ انتہای حرص

مٹھی مین شبل غنچہ لئی ہین جو یص زر
کیا گلشن جہان مین چلی ہی ہوای حرص

غیرت سی دیکہ قصہ قارون بلبل آئی
ہین مبتلای دام بلا مبتلای حرص

اسکا نہین ہے کوئی معالج جہان مین
کسطرح جای گا مرض لا دوای حرص

بڑ ہتی ہی ہر گہڑی ہوس لو بسہ وقت
ایسا نہو کہ مجکو کنوین مین گرای حرص

اب درد جہان مین ہی نا کہان اسیر
آئی ہماری موت ہوئی انتہای حرص

ردیف ضاد معجمہ

عارض کی شیفتہ ہین چمن گلکسی کیا غرض
قیدی ہین زلف یار کی سنبل کیا غرض

گل اپنی داغ تن مین چمن گل سی کیا غرض
بلبل ہمارا نالہ بلبل سی کیا غرض

حلقی کسیکی زلف مسلسل کی ہین پسند
ہمکو ہی بحث دور و تسلسل سی کیا غرض

انقلاب آئین نہیں گو حدث آئین نہین
اس جہان ہی سے جدا رنگ جہان درویش

قدر کامل کے ہی کامل کو جہان مین معلوم
ہی جو درویش وہ ہی بتہ دان درویش

زور ہی اسکی لئی فقر و فنا کا لازم
کب کسی اور سی کھچتی ہی کمان درویش

وہی مومن ہے جو گوش شنوا رکہتا ہے
ورق مصحف ناطق ہی زبان درویش

کیون سر شمع نہ جلجائی خموشی سی اتہہ
ہی سمائی ہوئی پروانی مین لب جان درویش

ردیف صاد مہملہ

دیتا ہی اہل حرص کو گردون سزای حرص
بی دانہ بیٹھتی ہی نہین آسیای حرص

رضوان طلب کری تو بنجائین بہشت مین
دربر تمہارے توڑ کی بیٹھی ہین پای حرص

کہتا ہا اگرچہ سارے زمانی کا ہی عم
موقوف ابتلک نہوئی اشتہای حرص

ای موت خاک گور سی بہر دی اسی شتاب
کب تک ہین کو کاسہ سائل بنای حرص

مستی مین ساقیا ہو نہین عالم سی بیغرض
موج شراب ہو گئی زنجیر پای حرص

دیکھو تو حال اہل جہان کا ہی کچھ عجب
موت آنکے پیچھی دوڑتے ہین قفای حرص

دریا جہان ہی تر نکرین خشک لب ہم
ہم آشنا ضمیر ہین نا آشنای حرص

جوش مستی نے کیا ہے محو کو ایسا بخبر
محتسب کو پوچھتا ہوں میں نشان مے فروش

صاف باطن صحبت دم سے ہی ہیں اکثر
دیکھ تو ہے شہر سے ہر دکان مے فروش

باغ میں ہے جام گل غنچہ سبو شمشاد خم
باغبان سر پہ ہمکو ہوتا ہے گمان مے فروش

خط ساغر پر فقط موقوف ایسا ہے نہیں
ہے رقم ہر خشت خم پر داستان مے فروش

رزق کی منت جو چاہے میکدے میں کر بسر
من و سلوی ہے نصیب میہمان مے فروش

واہ کیا رکھتے ہے کیفیت گرفتاری غم
ہوں اسیر طرۂ عنبر فشان مے فروش

مسکن سرگشتہ قسمت ہوں جو ہیں کرتے قدم
ہے یقین جگر کی کوٹھی ہو مکان مے فروش

نا بلد میخانے سے ہوں فرق میناکی قسم
مے سے میں واقف نہیں ہے گنبد جان مے فروش

آسمان شیشہ گردش میں کبھی آتا نہیں
کس طرح سے پھر رہوں بخت جوان مے فروش

کیا بتاوں محتسب ہے ایک چشمہ ایک خضر
یہ نشان میکدہ ہے وہ نشان مے فروش

سلسلہ جمشید سے کہتا ہے اے مسکنو
پوچھتے ہے کیا ہو علو خاندان مے فروش

مستغرق جام مے ہو اور مہر طلعت کو اسیر
جا ہے جمشید سے بڑھ جائے شان مے فروش

١٨٥

طالب یار ہے رہتے دست و تونگر سب میں
جو گدا کی ہے تمنا وہی سلطان کی ہوس

کبھی پونچھے ہی نہیں رومال سے آنسو اوسنے
کبھی نکلی ہی نہیں اس دیدۂ گریان کی ہوس

دانہ اوس خال کا پنہان ہے ہما سنگ او چشم
قحط میں جا ہے انسانکو بادانکی ہوس

گنج عزلت مجھے کافی ہے بس اب ہرگز نہ مجھکو
طاق کسری کی نہ ہے قصر سلیمانکی ہوس

کان تک یار کی فریاد نہ پہونچی افسوس
مرتی مرتی ہے نہ نکلی دل نالان کی ہوس

ناخدا طرفہ دکھایا ہے محبت نے اسیر
مجکو ہے دل کی ہوس دلکو ہے جانانکی ہوس

ردیف شین معجمہ

باغ سے کچھ کم نہیں ساقی دکان میفروش
جام ہے گل شیشہ ہے سرو بوستان میفروش

کیون نہو گردون سے برتر آستان میفروش
اطلس افلاک ہے فرش مکان میفروش

دیر کافر کو مبارک ہو مسلمانکو حرم
سر مرا ہے اور سنگ آستان میفروش

ہمت عالی میں پایا اوسکو حاتم سے سوا
کر لیا سو بار ہم نے امتحان میفروش

دور چشم یار نے یہ مست عالم کو کیا
ڈھونڈتی پھرتی ہے زاہد بھی دکان میفروش

جز قرب ذو الجلال کرے کیا کوئی ہوا
اس شیشہ مین لاکہ طرح کی عذاب ہین
بی مانگی رزق دیتا ہی روز وہ کریم
حکمت نہین علاج ہو اسکا مسیح سی
ہی قید خانہ دہر گرفتار سب جہان
دیکہین کبہی ہے شراب جو شیشی مین ساقیا
مال و متاع ساتہ نجائیگا گور مین
قارون ہلاک شد کہ چہل خانہ گنج داشت
تربت مین فرش کا نہ مکانکا خیال ہے
ہر چند لاغر ایسی ہون اک مشت استخوان
صحن چمن سی جانب زندان کبہی تو آ
دینا ہو ایک جام تو دو جام کر عطا
قارون زمین مین لیکی گیا گنج اپنی ساتہ

اللہ بس جہان مین ہے باقی ہوس
خواہش تلاش حرص تمنا ہوا ہوس
کب تک تلاش بو الہوسو ناکجا ہون
ہی زر لا دوا کی طرح لادوا ہوس
طوق گلو تلاش ہی زنجیر پا ہوس
حور و قصور کی نکرین پارسا ہوس
دو دن کی زندگی مین کرے کوئی کیا ہوس
ایسی نہ دی کسیکو جہان مین خدا ہوس
ہم مٹ گئی تو مٹ گئی بعد فنا ہوس
پہرتی ہی اب ہے مجکو لئی جابجا ہوس
ہی ہی تجہسی بو بی گل کی مجہی ادا ہوس
پیری مین بڑہ گئی ہے مری ساقیا ہوس
اللہ رے حرص کہتی ہین کچہ انتہا ہوس

داغوں سے ہی میں ہوں جلوہ نما مثل طاؤس
تن پر ہی مری تنگ قبا ہی پر طاؤس

افضل کو جہان میں ملا رتبہ اعلی
کب زاغ کی پر میں ہے صفائی پر طاؤس

رہتا ہی تری حسن کی نیرنگ کا مشتاق
کب ہی تری زخمی کو ہوائی پر طاؤس

گیسو میں ہے پنہاں ہی دل پر داغ ہمارا
یا ہی وہ سر مار میں جائی پر طاؤس

ہر ایک ستارہ ہے عیاں داغ کی مانند
گردون پی ہی اور ہی اڑائی پر طاؤس

طفلی سے ہی ہوں میں دل داغی ہی عشق
پر ہی جو اڑائی تو اڑائی پر طاؤس

اسکی تن زخمی کو بنا ہی گا نشانا
تیروں میں ستمگر نی لگائی پر طاؤس

آتی ہی خزاں فصل بہاری نی کیا کوچ
گلشن میں پر زاغ ہیں جائی پر طاؤس

ہی پیش خدا اس دل پر داغ کا رتبہ
قرآن میں ہی اسلئی جائی پر طاؤس

رہتا ہی مجھی خوف یہ نیرنگ جہاں سے
اڑ جاتا ہے مرا رنگ قفا پر طاؤس

حال ہی نیرنگ جہاں کا مجھی لکھنا
درکار قلم ہی کوئی لائی پر طاؤس

ہمسر ہی اسیر اس دل پر داغ کا مشکل
ہر چند ہزاروں نظر آئی پر طاؤس

گلشن بنی ہوئی گل کھلاتی نہین نسیم
رہجاتی ہین تڑپ کی اسیرِ ن دام روز

پھرتا ہی سر فراق مین اوس کی مست کے
ساقی ہی آپ بزم مین آئی دو جام روز

راحت کے ہی جہان مین طمع عمر بھر عبث
مزدور کو ضرور ہی محنت تمام روز

اوس سے یہ نہ ہم ہوئی ہین سخن ہے کبھی
کرتی رہی کلیم خدا سے کلام روز

شاہون کو کیا ہی خامشی قبر سی حجی
نوبت کا زور شور رہی بالائے بام روز

پروا نہین اگر تمہین انکار وصل ہی
آتی ہین ہمکو حور و پری کے پیام روز

محنت سرائے دہر مین ایسی ہی تنگ روح
رہتا ہی قصد وادی دار السلام روز

واعظ کبھی ہزار کوئی مانتا نہین
مستون کا دور دورہ ہی چلتا ہے جام روز

جانو نکو صدقے کرتی ہین اپنی الفت زر
مزدور چھوٹتی ہین وہان قبت شام روز

قاصد نے مجھسی چھیڑ نکالی ہی آ نئی
دیتا ہی ایک اوسکی طرف سی پیام روز

وقت اخیر کیون نہ پڑھین ہم نماز اسیر
ہی ہمکو انتظار جناب امام روز

ردیف سین مہملہ

دریا کو بڑھایا مرا سکون بے یہانتک
اس پار نہین آتی ہی اوس پار کی آواز

صیاد وہین اب حکم نکرنا لہ کشی کا
ماندی ہی بہت مرغ گرفتار کی آواز

آفت ہے اسیر اپنی یہ آہ شرر افشان
ایسی نہین بندوق ہوا دار کی آواز

سارا زمانہ آتا ہی بہر سلام روز
رہتا ہی کوئی یار مین دربار عام روز

بہر نماز آتی ہین محشر خرام روز
ہی خانۂ خدا مین قیامت تمام روز

کرتا ہی وہ دو آہ یہ خورشید کو سیاہ
ہوتی ہی وہ بہر سی مرے گہر مین شام روز

کیا کام اکل و شرب سی ہمکو فراق مین
فاقہ تمام رات ہے روزہ تمام روز

پانی کا جانور ہو کہ گیرا ہو سنگ کا
دیتا ہی رزق سب کو خدا تا بشام روز

جاتا ہون کیسی کیسی بہانو سی تیری یار
کیسا لباس بلکہ بدلتا ہون نام روز

مسن و بہاری دل مین ہین ہے ہجوم غم
خلوت سرا خاص مین ہے بار عام روز

عاشق کو کاش قسمت سی رہتا ہی یہ ملے
فرقت تمام رات ہو وصلت تمام روز

دریا جاتی ہین فرار ورن کو بھجبر
مردون کو جا کی کرتی ہین بندے سلام روز

بعد مرنیکے تکلف سی غرض کیا ای اسیر
ایک سے کوتاہ ہو یا چادر یہ کفن دراز

ہی وہ بیمار تو دل زار کی آواز
سچ ہی کہ بدل جاتی ہی بیمار کی آواز

خوش آتی ہی اسے مجھ ہی ستار کی آواز
ہر تار میں مطرب کے مری تار کی آواز

کیونکر نہ کرین قصد عدو سان معانی
ہی صاف مری کلک میں منقار کی آواز

سرمہ تری آنکھوں کا جو دیتی نہیں کہا یا
کیون بند ہی عیسی تری بیمار کی آواز

نعلین کے گل کم نہیں گلہای چمن سے
خلخال میں ہے بلبل گلزار کی آواز

ہر برگ گل تر ہی ترا فرش تہ پا
ہی خندہ گل میں ترے رفتار کی آواز

درواز ملک شبہ سایل میں نہ آئے
پہچان گئی طالب دیدار کی آواز

اوس گیسوی شبگون کا گیسنی جو کیا ذکر
کانون میں آنے لگی مار کی آواز

صیاد کی گھر میں جو نہیں شور سفنا کا
کیا بیٹھ گئی مرغ گرفتار کی آواز

کیا تجھسی کہی ر دل ای غیرت عیسی
ہی ضعف نکلتی نہیں بیمار کی آواز

جان آئے بدن میں جو نسیم سحر آئے
چلنی میں ہے اوسکی تری رفتار کی آواز

میری زخمون کو نہین تابِ بخیہ گری کی ہوس
کرتی ہی مجہپر زبان طعن کیا سوزن دراز

اسقدر فرصت کہان صیاد سی کہلکی کیا کہین
رات تہوڑی ہی قفس کی قصۂ گلشن دراز

جامہ ہی مین کوئی پردہ حیا کا چاہئی
آستین کوتہ گریبان چیت ہو دامن دراز

فائدہ ممکن نہین تقدیر اگر کوتاہ ہی
اسقدر دستِ ستم کرتا ہی کیون ہر زن دراز

کیا ہی واعظ مین نہ رنگی جانتا ہون جنت مین
مثل اشتر وقت عوی ہی فقط گردن دراز

ہی سوال اس سی عبث یہ پر گردون ہی بخیل
ہاتہ کیا پہیلائی کیا کیجئی دامن دراز

ای فلک دی جسکو ہو جتنی جہان مین احتیاج
قد کوتہ کو نہین درکار پیراہن دراز

ہجر کی شب جی اگر اوجہی ہمارا ہی عجب
ہی یہ شب مانند گیسوی بت پرفن دراز

زندگی کی مخمصی سی کیا چہڑایا ہی مین
عمر تیری مثل خضر او ترک تیر افگن دراز

تیری انداز خرام ناز سی واقف نہین
سرو کا قد ہی فقط ای غیرتِ گلشن دراز

ہی اشارہ یہ کہ اب دنیا سی کوتاہ ہاتہ
پاون کر دیتی ہین انسان کے وقتِ مردن دراز

جور دشمن عالم وحشت مین مجہپر ہی وہی
روز دستِ خار صحرا ہوتا ہی سوی دامن دراز

عرصۂ کون و مکان ہی وسعتِ قدم کا فاصلہ
راہ اتنی کب سمجہتا ہی ترا توسن دراز

۱۷۷

بد اصل مین اسیر کہان جوہر شرف
کرتا ہی کون سجدہ زمین کثیف پر

اوس رخ کی نازکی ہی گل تازۂ بہار
ہر تار زلف رشتۂ شیرازۂ بہار

شبنم کی طرح اشک فشان کیون ہو سحاب
کم ہی نمود برق سی اندازۂ بہار

اوراق گل چمن مین پریشان ہین ای نسیم
کیا کہل گیا ہی رشتۂ شیرازۂ بہار

ہر داغ سینہ لالہ گلزار فیض ہے
پاتی ہین چاک جیب مین اندازۂ بہار

تاثیر عشق چہرۂ گلرنگ یار سی
اوڑ کر مرا غبار ہوا غازۂ بہار

سینی کی داغ دیکہی ہی اس چاک جیب مین
وا ہی تمہاری واسطی دروازۂ بہار

جتنی ہین نغمہ سنج پڑہ ہین گئی وہ ای اسیر
صحن چمن مین یہ غزل تازۂ بہار

ردیف زاء معجمہ

بخت کی کیا رات کہلائی اس مردان کا راز
روز محشر سی بہی ہی بڑہ کر شب مدفن دراز

چشم تر سیری ہی وہ فیاض جسکی سامنی
سائل آسا ساحل دریا کا ہی دامن دراز

دل مرا مائل ہوا اوسکی قد آزاد پر
ہی تماشا سرو عاشق ہو گیا شمشاد پر

پرفشانی مین جو پر جاکی قفس سے گر پڑی
وہ بھی اوڑ اوڑ کر ہوئی قربان سر صیاد پر

سروی نشت اہل دنیا کو نہ دیکھا عمر بھر
رشک ہی ہمکو بجا اعمای درزاد پر

پھرتی پھرتی دشت گردی مین جا ٹھہرا ہون کہین
رحم آجاتا ہے مجکو جسگھڑی ہمزاد پر

کیا تعجب ہے اگر تاثیر جذب عشق سے
چشمہ شیرین کا وان ہو مرقد فرہاد پر

پوچھتے ہین باغبان سے کس سے ہے قد کا پتا
قمریان کرتی ہین کو کو باغ مین شمشاد پر

ہون وہ بلبل مجکو سیر باغ کی حاجت نہین
سیکڑون کہتا ہون گل رخسارہ صیاد پر

دیکھ لو معشوق سے ہے رتبہ عاشق بلند
شاخ گل پر بلبلین ہین قمریان شمشاد پر

گو کہ ہون آزاد عہد اسیری ہے قریب
آشیانہ ہی درخت خانہ صیاد پر

روشنی کرتی نہین گر اگر شیرین تو کیا
ہی چراغ لالہ روشن تربت فرہاد پر

سب یہان کا کارخانہ بازی طفلانہ ہے
کیجیے کیا اعتماد اس ہستی بنیاد پر

ہجر یوسف کا اگر تیرے ہی لین درد ہے
ای جرس آنسو نکل آتی ہی فریاد پر

کاٹ کر بیجو مرا سر سلیمہ بہت بچتائیگا
رحم آتا ہے مجھے ادای جلاد پر

روندو کبھی تو پای زرین سی گلی کو
روشن کرو چراغ شہیدوں کی گور پر

مونہ چاند سا دکہاؤ جو بستر کی ار زلف
طاؤس داغ کہا ہی مقرر جگر پر

سینہ سی میرے دلکو چرا لیگیا کوئی
غالب گمان ہی کہ تیٔ عہد کی چور پر

آتی ہین اوس گلی مین جو مشتاق ماہ مہر
گرتی ہین اونگلی نگہہ قلم نور نور پر

آفاق مین جگہ نملی غم کو سب کہین
آخر کو آکی بیٹھ رہا میری گور پر

ان آنسوؤن نے رات کیا کار پاسبان
آتی ہی میری گہر مین گری سقف چور پر

زہر غم فراق کا اللہ ری اثر
نیلی ہوئی ہی چادر مہتاب گور پر

بیٹھا جو دام زلف بچھاکر وہ ماہرو
کیا کیا چکور رات گرا ہی چکور پر

شیرینی دہن سے تباسی بنی حباب
گلی یہ کسی کی لب دریائے شور پر

اشکون نی گنج قبر کو دریا بنا دیا
کشتی ملی تو فاتحہ خوان آئی گور پر

خط سیاہ یار تک آئی نہین ہی زلف
رکہا اسیر مار نے سرمایۂ مور پر

طبع بلبل گرم ہی لیکن اگر فنا دیر
ایک دن نکلی گی گرمی کی خانۂ صیاد پر

جس صبح ہوئی وہ دولت سی بر آید — ہمراہ چلی ہم ہی کمر کس کے برابر

ترکیب بدن کم نہیں ترتیب غزل سے — ہین پانچ حواس اپنی مخمس کے برابر

ہم نرم ہی پہچان تمہین چاہیی پتا — محفل مین نہ بیٹھو کسی ناکس کی برابر

کیونکر سخن تازہ نہو تازہ گلستان — ہی شعر نیا میوۂ نورس کی برابر

پروا نہیں کرتا ہون فقیری مین امیری — چادر ہی گزی کی مجھی اطلس کی برابر

تعریف کری تو توڑ ہی قدر سخن کی — ہو جای مثلث ہی مسدس کے برابر

نیزہ جو اسیر اوسکی کٹاری کا ہے گنا
آب دم شمشیر ہی رس کی برابر

ہو جائی دسترس جو مجھی چشم مور پر — روشن کرون چراغ سلیمان کے گور پر

تار نفس مرا سبب زندگی ہوا — تھانا تھا سمند عمر کو اس باگ ڈور پر

اللہ ری حرارت دل ہو گیا کباب — بیٹھا جو طائر آکی مری نخل گور پر

شرمندہ میری دیدۂ گریان نے کر دیا — کچھ بن نہ آئی ابر سی اس زور شور پر

سرسبز اس چمن مین ہمیشہ ہی گورکن — حیرتی ہین گور تربت بہرام گور پر

نہ بیٹھو باغ میں تم اس ادا سے بن سنور کر
پھڑک کر بلبلیں مر جائنگی گلہائے قالین پر

اجل سر پر ہے بالوں میں سپیدی آگئی غافل
سحر پیدا ہوئی خورشید آیا تیری بالین پر

ہمیشہ سبعہ سیارہ کو ہے چرخ پر گردش
یہ وہ تصویریں ہیں جو دوڑتے پھرتی ہیں فالکین پر

ثنا اوس چشم کی تعریف اوس دہن کی کہتا ہوں
کبھی اوراق نرگس پر کبھی اوراق نسرین پر

گل رعنا کوئی کوئی گل صدبرگ کہتا ہے
ہزاروں بند ہنو بندھتی ہیں اوس پستان رنگین پر

عجب اک معرکہ ہو تم چلی جاؤ جو محفل سے
لڑیں اوٹھ اوٹھ کی تصویریں پڑی پریاں قالین پر

بغلیں وہ نہیں جس رات گھر جنگل سی ہے
چراغ غول کا مجکو گماں ہے شمع بالین پر

بندھی ہیں بسکہ مضمون اوسکی زلف عنبر افشاں کی
گھٹا چھائی ہے کالی گلشن اشعار رنگین پر

یہانتک رنگ بلبل چھا گیا ہے باغ عالم پر
یقین منقار بلبل کا ہے گلگوں دست گلچین پر

نگاہ دیدہ جمشید عالم میں کہاں سا ہے
تفوق ورنہ ہر ساغر کو ہے جام جہاں بین پر

کرامت کچھ بھی دکھلائی جو اپنی بابا رتن ل
الہی سحر ہو ان گل لوٹ کر داماں گلچین پر

تمنا نفس امارہ کی بہکانی سی گئی گر بدل
کہ عاقل خوش نہیں ہوتی کبھی جاہل کی تحسین پر

پسینا آگیا جمشید کو مجھ مست کے آگے
گھڑی ہی بانکی لاکھوں ٹوٹ گئی جام جہاں بین پر

ہی یہان نظارۂ رخسارۂ پر نور یار
ہو کلیم اللہ پروانہ چراغ طور پر

زاہد و زہد ریائی سی ملی گا کیا بہشت
ہو عبث نازان تم اپنی سی نامشکو پر

دل ہوا غمگین نہایت مست گیسوی جب ہوا عدل
گنج لٹنی کا بڑا صدمہ ہوا گنجور پر

باغ جنت کاٹی کہاتا ہی ہمین بن زلف یار
سانپ کا ہمکو گمان ہوتا ہی زلف حور پر

زلف و قد یار کو دیکہا تو آیا یہ خیال
ظل حق ہی آیت شاہ ابو المنصور پر

بعد مردن روح ہی میگون نہ ہر سی ساقیا
بادہ کش ہون فاتحہ ہو خوشۂ انگور پر

اس سی خون ہوتا ہی جاری اونسی کہچی ہی شراب
رشک ہی چہالونکو میری خوشۂ انگور پر

قامت و گیسو کو تیری دیکہ کر اوسی حسین
ہم یہ سمجہی چڑہ گیا ہی سانپ نخل طور پر

بسکہ ہی تر دوستی مطرب مین کیفیت اسیر
ساغر مے کا گمان ہی کاسۂ طنبور پر

نظر پڑتی ہی جب دونون کی تری رخ رنگین پر
پہڑک جاتی ہی بلبل شاخ پر گل دیکہ گلچین پر

جو ہین خانہ نشین وہ پائمال اہل عالم ہین
قدم رکہتی ہین سب یہ خوف ہی قالین پر

خط پشت لب محبوب کی تعریف کرتی ہین
چمن مین جمع ہو کر قمریان اشعار شیرین پر

ہوتی ہی نازل بلا جمعیت اسباب سے
ہمیشہ پڑتا ہی ڈاکہ کشور معمور پر

نیک و بد دونوں جہان میں عشق سے خالی نہیں
دخت رز پر مرتی ہین سبحہ زاہد حور پر

کیا ہوا غیروں نے اوسکو بام پر دیکھا اگر
سیکڑون کو بہی نظر آئی تجلی طور پر

سامنا غیروں سے ہوا اوسکا کبھی ممکن نہیں
جان دیتی ہین عبث کفار وصل حور پر

مردم بی ننگ ہین یون ہمرتا بوت غیر
ارنو حام مور جیسی مردہ زنبور پر

کشتۂ خلخال پائی یار ہین جو ہای اسیر
وجد محشر مین کرینگی وہ صدائے صور پر

مرگئی اوس سرو قد کی ساعد پر نور پر
مرغ جان کا ہی نشیمن شاخ نخل طور پر

داغ کہاتی ہین لب لعل و رخ پر نور پر
لال مرہم ہی لگا دو مرہم کافور پر

ای فلک کل تک سہارا [illegible] جان بچتی نہیں
فوق رکہتی ہی شب فرقت شب عاشور پر

لکہتی لکہتی شوق کی مضمون پتہ [illegible]
نامہ بر خط لیکیا میرا سر مزدور پر

غم کسیکو [illegible] کے مرگ کا ہوتا نہین
کون روتا ہی جہان مین مردہ زنبور پر

زیر خاکستر ہوا اخگر جیسی پوشیدہ کوئی
پیرہن ہی اسطرح میری تن مہجور پر

ہون وہ میخوار دم صبح جو پیتا ہون شراب
خضر کہتی ہین ہنیاً و مریاً ساغر

محو نظارۂ ساقی ہی یہ کس طرح اسیر
بنگیا ہی ہمہ تن چشم تماشا ساغر

مرگئی ہین ہم فروغ عارض پر نور پر
شعر کہتا ہون نظر ہی اوس رخ پر نور پر

ہی مصیبت دفن کرنا ہمکو کوہ طور پر
طائر مضمون ہے پروانہ چراغ طور پر

ہی مصیبت سر مین اہل ہمت کی لئی
اے طبیبو سوزش دل کا نہو ہرگز علاج

بشتر دیوار گرتی ہی سر مزدور پر
ہو کف دریا اگر بہتا ہو مرنا سور پر

عشق گیسو مین سیہ رنگین لکھو جو حال
موت ہے دنیا کے لذت اہل دنیا کی لئے

سطر جو مرقوم ہو طرہ ہو لف حور پر
شہد سے آئی ہی آفت خانۂ زنبور پر

غیر جلتی ہین اوٹھا کر پانچی اوسکی اگر
شب یہ نالی کیجئی اوسکی سوا ارگئی کی

بیڑیان جلتی ہین اب بہی ہمرہ دور پر
آسمان نقارہ ہو فیل شب دیجور پر

پہر ادہر آتا ہی قاتل پہر بیسا مرگ کا
دیکھ کر توسن پر اوسکو روح موسی نے کہا

دانت ہے ہلو اکا نرخم کی انگور پر
لو ہوا پر جلوۂ برق تجلی طور پر

ہجر میں درد کا کیا ہوگا مداوا ساغر
دل کی زخمون کو ہی تیزاب کا پیالا ساغر

فرقت یار مین کیفیت صہبا کیسی
داغ بن بن کی جلاتا ہی کلیجا ساغر

ہی طلب کی تو یہ جھنجھلا کی کہا ساقی نی
ٹہرو ٹہرو کہ نہین موہنکا نوالا ساغر

ساقیا باعث غم ہی مجھی کم ظرفی غنچہ
دل بہر آیا جو مری سامنی چھلکا ساغر

ہی مے ناب ہمین بہی کہ ہی جلوہ ساقی نی
تو نی تقسیم کئی بزم مین کیا کیا ساغر

فرقت یار مین شیشہ ہی بغل کا پہوڑا
نظر آتا ہی ہتیلی کا پہپولا ساغر

اسکی آنکھون نی یہ گلشن کو کیا میخانہ
ہر شجر مست ہی مے آب نی ڈہالا ساغر

ہی اچھلنا ہی مے ناب کا جلنا ساقی نی
بن گیا راہ مین ہر نقش کف پا ساغر

آنکھ اوٹھا کر بہی نہ دیکھی کبھی وہ مست غرور
سامنی لائی اگر نرگس شہلا ساغر

نگہ مست کی تاثیر سی پانی ہی شراب
بن گئی صاف حباب لب دریا ساغر

بعد مردن بہی نہ جائیگی مری میخواری
لب کوثر سی چلی گا تہ طوبی اسا ساغر

تیری میخوار کو ہی تشنہ لبی سی حاصل
گردن شیشہ عصا ہی ید بیضا ساغر

مست کرتی ہی ہوا دشت جنون کی مجکو
بہر مستی ہی ہر اک لالۂ صحرا ساغر

165

ازدو جام محبت دل ہی ہے دیدۂ پرآب پر — سیکڑون سرخاب آتی ہین نظر تالاب پر

ہون مین وہ مضطر مری آنکھین ہین ناآشنای خواب — بہر بالش دے ہی جو مجکو طائر سیماب پر

بلبل و قمری پریشان حال نالان ہین جو زیر — ہی قیامت کیر مرنی سے کہی احباب پر

ہجر کی شب تہا جو میرا کلبۂ احزان سیاہ — کر کلک شب تاب کا دہوکا ہوا مہتاب پر

ناتوان ہون مثل خس خوف تلاطم کیا ہے مجھے — پارا و تر جاؤن جو بیٹہون کشتی گرداب پر

ہون وہ دیوانہ گذرتا ہون اگر مین سوی آب — ڈہیر کر دیتی ہین کانٹی مچہلیان تالاب پر

سرخ بوٹی اوس قبا کی آسمانی پر نہین — لال ہین پہولی ہوئی ہین سبزۂ شاداب پر

ہی گرانجانی فقط آفات عالم کی دلیل — ورنہ مردے کو نہین کشتی کی حاجت آب پر

کس سے دون تشبیہ اوسکی چہرۂ پر نور کو — آئینہ مین زنگ تہا اوسکی چہرۂ مہتاب پر

اس توقع پر کہ شاید آے وہ دریای حسین — روز جاتا ہون جبین آباد کی تالاب پر

سجدے کرتا ہون جو مین مسجد مین جا کر پانچ وقت — ابروئے جانان کا دہوکا ہی مگر محراب پر

کس کے عکس رخ نے دریا کو منور کر دیا — ہی گمان شعلۂ جوالہ ہر گرداب پر

اسطرف بہی اے کمان ابرو چلی تیر نگاہ — دیر سے ہم بہی کہڑے ہین کی ترتاب پر

رکھتی ہیں تیر پر تنک خفتہ بخت
کیا فرق خواہ شال ہو تکیہ میں خواہ بوریا پر

موتی ملیں گے تمکو دُرِ اشک سے کہاں
تو بند کر کے آنکہ ہماری نگاہ پر

دل قیدی دفن ہے قفس تنگ سبزہ خط
یوسف کنوئیں میں قافلہ اترا ہے چاہ پر

ہمیں نہ بادہ نوش ہوں اوس میکدہ کا
ہر جام خندہ زن ہے جہاں مہر و ماہ پر

مہتاب شام ہجر کی دہوکی دہتی ہے
گویا چراغ تہا کفِ دودِ سیاہ پر

سمجھا یہ میں کہ انکو بھی سودای الفت ہے
دُرّے پڑے جو حشر میں اہلِ گناہ پر

نخیرت کی جا ہے گنبد گردون کا انقلاب
ہیں گرد باد تربتِ صاحب کلاہ پر

معذور پیش حق ہے وہ طاقت نہیں جسے
تکلیف کب ہے شرع کی مردم گیاہ پر

ہوں اسطرح میں گوشہ نشین بحر اشک میں
بیٹھا ہو کوئی جیسے جہاز تباہ پر

دل کو بہت خراب کرے گی یہ زال دہر
بہولا ہے ماہ مصر زلیخا کی چاہ پر

احباب کی نظر میں ترا عیب ہے ہنر
مغرور اے اسیر ہو واہ واہ پر

داغ فرقت ہے قیامت اس دل ناشاد پر
گر پڑی ہے برق گویا معدن سیماب پر

161

لکہ کرین خط شوق جو چاہو نگا تا بہ
پیدا کرے گا طائر مضمون ضرور پر

میری کلیم عجز کا ٹنگرا ہی ای فلک
تاج سمور ہی جو سر پر غرور پر

مسلم ہون تیری مصحف عارض کا ہون مطیع
انجیل پر عمل ہے نہ میرا زبور پر

سچا ہی اتفاق نہ اب ہے آج فکر
موقوف ہی یہ مہدی دین کی ظہور پر

فیاض کا ہی فیض برابر جہان مین
یکسان نگاہ مہر کی نزدیک و دور پر

انصاف کی ہوا ہی اگر باغ دہر مین
ہوتی ہین سنگسار شجر کس قصور پر

آئینہ عکس حسن تری کیون نہ جل گیا
تیہر نہ تک جلی جو گری برق طور پر

دنیا مین وہ اسیر ڈری کیا گناہ سی
جسکو نظر ہی رحمت رب غفور پر

پیری عیان ہوئی نہوا مائل گناہ پر
موی سفید ہنستی ہین روسیاہ پر

آتا ہی کون دشت مین نخچیر کی لئی
جہک جہک کی سجدے کرتی ہین آہو گیاہ پر

بازیگری ہین طرہ تماشا ہین طفل اشک
چلتی ہین سر کی بل جو تری تار نگاہ پر

لگتی مین جا کی دیکہ تو پست و بلند دہر
درویش کا ہی پاون سر بادشاہ پر

انگشت مصطفی ہی و شمشیر حسینی کی — دو ٹکڑی ہی ماہتاب کی ڈہال آسمان پر

دیکھا ہی جب سی سرو قد مصطفی اسیر
سدرہ ہی خرمی سی نہال آسمان پر

ٹہری نگاہ وکیا مری چہرہ پی کی نور پر — غش آگیا کلیم کو دیکھا جو طور پر

دیکھا جو نور حضرت موسی نی طور پر — موقوف ایکدن ہے تمہارے ظہور پر

وصف صفای جسم مین ہمنی کہی جو شعر — رضوان نے لکہ لئی ورق روی حور پر

چہپ چہپ کی روز غیر کی گہر مین بجائیے — ایسا نہو پڑی کوئی پرچہ حضور پر

نظارہ باز کیون نہون غش صورت کلیم — تم اسپ کہ برق تجلی ہی طور پر

کیا پوچہتی ہو سوزش داغ جگر کا حال — کاٹی ہی رات بیٹھ کی مینی تنور پر

ساقی ہی سکدری مین اکرات جائیے — عالم ہی صاف بدر کا جام بلور پر

آئی وہ بال کہولی ہوئی پہر فاتحہ — نازل نئی بلا ہوئی اہل قبور پر

کرتا ہی منع ہمکو تو واعظ شراب سے — دیتا ہی آپ جان شراب طہور پر

لاشی پڑی ہی مین کوچہ جلاد مین کئی — ثابت نہین یہ قتل ہوئی کس قصور پر

قسمت نے کیا جنون میں رنگیلا ہی ان سے وہ
ہی آفتاب چشم غزال آسمان پر

ٹھہری وصال دشمن میں یکر جمال دوست
جوزا ہی مشتری کو وبال آسمان پر

ای ماہ تیری بزم کی وہ تو ہین ان میں فرش
ہین قطب جعہ جنوب و شمال آسمان پر

آندھی سمجھکی بند کری آنکھ آفتاب
پہونچی جو میری گرد ملال آسمان پر

راہ خدا میں دیجیے جو دستیاب ہو
لیجائی زمین کا مال آسمان پر

شانی سی ہی بجا جو الجھی ہی زلف ماہ
سرطان ہی سنبلہ کو وبال آسمان پر

مجلس نویس کی ہین کاتب عمل
لکھ لکھ کی بھیجتی ہین جمع جال آسمان پر

دشوار قطع راہ اسکو ہی جسکو نہین
جاتا ہی ایک دم میں خیال آسمان پر

کال زمین پہ ہی ترا حسن تمیز ان
اک رات ماہ کو ہی کمال آسمان پر

کوٹھی پہ اوسکی ساتہ نہین ہوتی میں ناتوان
اک جا ہو میں بدر و ہلال آسمان پر

گردون ترا گدا ہی شمس و قمر نہین
دونون ہین کاسہای سوال آسمان پر

ماتم تری شہید کا کسکو نہین ہوا
کہولی ہر ایک حور نی بال آسمان پر

افتادگی کی طرح کہان اہل کبر میں
ملنا زمین کا ہی محال آسمان پر

سایۂ گنجور میں ہیں بادشاہ وقت — چتر شاہی کا گماں ہے ہوار بست تاک پر

ہم فنون میں ہوتے ہی جتنے کہ ہیں سنوارے — صبح کیا گل ہنس رہے ہیں مجھ گریبان چاک پر

سبزہ پڑ جاتا ہے آتش میں تو ہو جاتا ہے خاک — کس طرح ٹھہرا خط اوسکی روی آتشناک پر

بعد مردن ہے یہی تاثیر دل پر سوز ہے — چاندنی ہو دہوپ اگر آئی ہماری خاک پر

رتبۂ اعلی بنا ہی لا کہ ادنی ہو بلند — خاک اوڑ کر پہنچتی ہے سر افلاک پر

ساکن اپنے دل میں ہے وہ شاہد پردہ نشیں — صاف چلمن کا گمان ہے سینۂ صد چاک پر

دیکہ کر اوس مشہور حسن کو مرتی ہیں صید — روز نی شمشیر کہنچتی ہیں کلی فتراک پر

فیض ہے حمام میں کیا اوس سے ہر رنگ کا — کیسۂ زر کا گمان ہے کیسۂ دلاک پر

واہ کس آرام سے ہیں ساکن زیر زمیں — پاؤں پہیلائے ہوے سوتے ہیں فرش خاک پر

کب قدم رکہتے ہیں ہم تخت سلیمان پر اسیر
سر جہکا ہے آستان سید لولاک پر

وہ طائر ہیں کہ رتی ہیں بہار باغ عالم پر — نشیمن شاخ غم پر بنایا ہے نخل ماتم پر

دیا ہاتہوں کا بوسہ آہ کیا شفقت ہوئی ہم پر — سخاوت نے لگائی لات ہے گور حاتم پر

۱۵۵

ہم کالی کو سون جنکی طلب مین بہر آ گئے
سمجھا زبان ہار رشتہ ہجر وڑ گیا

وہ شمع بہی جلا کی نہ لائی مزار پر
جب کی نظر ستارہ نہ بالہ وار پر

پستان سی تہ یار نی دیوانہ کر دیا
شاید سیہ سایہ جن تہا انار پر

بلبلین کہاتی ہین گل رخسار آشنا کر
وقت سجدہ کے جنکی اعضا جو ہیکی خاک پر
حاجت استاکب ہی کبھی ہین عالی مرتبت
گور پر ساقی نی توڑا آگی جب مینا یہی
کہتی ہین ست بوگ جسکو سرخ مخمل کا نام
بحر الفت مین کوئی کسطرح پار ہووے بتا
قاصدا کہیو نہایت ہے سبب کا عرصہ تنگ
خوشہ انگور کہ پڑ جائی نگاہ
صرصر اندوہ باران الم سیلاب غم

گل گریبان چاک کرتی ہین تری پوشاک پر
سبعہ سیارہ حیران ہو گئی افلاک پر
عیسی مریم گیا بی دربان افلاک پر
ہم یہ سمجھی آسمان ٹوٹا ہمارے خاک پر
جم رہا ہی خون ہمارا خنجر سفاک پر
دوڑتی ہین تیغ موجین کہینچکر ادراک پر
دیکہ لینا ہوا اگر اب ہی تو آ ادراک پر
ساقیا جاتا ہون مین گر زمین آتاک پر
اے فلک اتنی بلائین ایک مشت خاک پر

سائل کبھی جو سخت تحمل گرائی عشق
پڑتی ہین سنگ ہر شجر میوہ دار پر

ساری جہان سی گوشہ نشینی مین آسے
مصرع یہی کہدی مری لوح مزار پر

پرواز اتو طائر مضمون کی ہی دو چند
پیدا کئی ہین آکی باغی مین چار پر

مضمون نو کو دیکہ کی یون دوڑتا ہی دل
گہوڑا کوئی اوٹہتا ہی جیسی شکار پر

جب پیدگی سی بیٹہ اوٹہی مثل نقش سنگ
رکہو قدم جو تم مری سنگ مزار پر

سمجہا ہوا ہون باغ جہان کی جو بی ثبات
ہنستا ہون گل کی طرح مین اپنی بہار پر

پہلی سپید تہا یہ تن زار اب ہی زرد
سونا چڑہا یا عشق نی چاندی کی تار پر

حسن و زر سنگ فا جانان نی آگ دی
بیٹھی گی اوڑ کی شرسی قمری چنار پر

ناوک فگن کی اب بہی کدورت ہین رہ گئے
بیٹہا ہی خاک ڈال کی خون شکار پر

دشمن سی بہی ہی بد نظر اسکے وہ سبیا
سر دہ گیا مرا جو پڑا پاؤن خار پر

جہڑنی لگی ہین پہول تبسم مین یار کی
آتا چلا ہی نخل جوانی بہار پر

بیداری فراق کا انک سی یہ اثر
سبزہ کبہی خزان مین نسو با قرار پر

کس غیرت قمر کی مین بسمل کہ بعد مرگ
عالم ہی چاندنی کا ہماری غبار پر

تاریک بسکہ روز ہمارا ہے مثل شب
ہے چشم شیرہ کا گمان آفتاب پر

انجم نہیں ہیں یہ دانت ہنسی میں ہیں آشکار
ہنستا ہے آسمان مری حال خراب پر

لب تک تمہاری بزم میں جو اوڑ کی اُنکا
پیدا کرے گا شوق سے مرغ کباب پر

بندے جو ہم ہوئے تو علی کے ہی ہیں اسیر
سجدہ کیا تو خاک در بوتراب پر

دی جان بسکہ اپنی گیسوئے یار پر
جلتا نہیں چراغ ہماری مزار پر

خط دیکھتے ہی مر گئے ہم لف یار پر
سبزے کی سیر کی تو پڑا یاد ان یار پر

ہو توقف عشق کچھ نہیں نقش و نگار پر
طاؤس جان دیتے ہیں ابر بہار پر

ہم مر گئے ہیں مستی چشمان یار پر
ساغر چڑھا ؤ پھولون کے بدلی مزار پر

سیلاب کونے سے کسیکی رکا نہیں
کیا اختیار گریہ بے اختیار پر

پہنچی کبھی جو عاشق ابرو ہوا تب
مر جب رکھ دیا ہی گلا ذو الفقار پر

یہ ضعف ہے کہ اوٹھتی ہیں ہم ٹیکلر عصا
عاشق ہوئے ہیں جب سے کسی شہسوار پر

صیاد ڈر خدا سے ہیں اُن مو سپید بالوں
کیا فائدہ جو ہاتھ لگے پانچ چار پر

ضعف پیری میں کمان ہو جو اپنی امنگ
رہ گئی تیغ ظفر تکیہ پہلو ہو کر

گر پڑی چاہ میں یوسف سا حسین جو اوران
دستگیری نکرین قوت بازو ہو کر

آنکھیں اوس گیسوی مشکین سے جو ہیں بتاتی ہیں
تیلیاں دیتی ہیں بو نافہ آہو ہو کر

کسکا دل شیفتہ ناوک بیداد نہیں
صید گہ میں تری جن آتے ہیں آہو ہو کر

کوئی اقبال اسیر سی جو کبوتر ٹھہرا
رہ گیا کیا وہیں شاہین ترازو ہو کر

وقت رخصت جو ہوا اشک ہماری جاری
ہم رہا یار بہی شاد ولب جو ہو کر

پوچھتی کیا ہو ہمارے دل صد چاک کا حال
پیچ اوٹھائے ہیں بہت شانہ گیسو ہو کر

سخت حیرت ہی مجھی خال لب ابروی ہے
معتکف ہے یہ محرابہ ہندو ہو کر

پای وحشت میں کسی ور نہ ٹھہرا چہالا
گر پڑا دیدۂ زنجیر سی آنسو ہو کر

یار کو مرثیہ خوانی کا جو آیا خیال
سوز دل میں بہی سناؤں اوسی یاہو ہو کر

طبع موزون کا اثر دیکھ تو ای تیر فگن
رہ گیا تن میں مرے تیر ترازو ہو کر

کچھ نہ کچھ اوسکو بہی ایذا ہوں اذیت میں اسیر
چشم حاسد سی جو گرتا ہوں تو آنسو ہو کر

خط شوق اپنا کبوتر کو اوڑا لیجائیگا
باندہ دی تو لا کہ کس کس کبوتر بار پر

رنگ وحشی مین یہ دیکھین بولتی ہین فاختے
دم بدم کہتا ہی نوای بلبل شیراز پر

ای فلک ہمنی کیا کب نامناسب کار خیر
غنچہ پیکان چڑہائی گور تیر انداز پر

سوز فرقت ہی یہان ہر دم ہمان دم مین نجات
رشک آتا ہی ہمین طاؤس آتشباز پر

طائر دل کو نشانہ تیر مژگان کا کرو
چاہئی چشم عنایت ہمت عشق جانباز پر

آدمی کیا جانور ہین قید دام عشق مین
قمریان مرتی ہین اوس سرو سراپا ناز پر

کیا ہوا تو ہو کی انسان ہے اگر صرصر خرام
نامہ بر پیغمبری موقوف ہے اعجاز پر

کسطرح پیدا نہون مضمون نئی مضمون سی اسیر
دوڑتی ہین مرغ اکثر مرغ کی آواز پر

مر گیا شیفتہ چشم پریزہ ہو کر
روح جنت مین بہر گئی مری آہو ہو کر

قسمت شمع ملی سوز محبت سی مجھی
بہ گیا سارا بدن آنکہ سی آنسو ہو کر

مر گئی پر ہی حسینون کا نچھڑا دامن
روح پیراہن یوسف مین گئی بو ہو کر

کشتہ کس زلف کی افشان کا ہون چھوڑا ہو تو
ذرے اوڑتی ہین مری خاک کی جگنو ہو کر

۱۴۰

لڑ مری جانباز کیا کیا کل مرقع دیکہ کر
مرتی ہم جلوہ نہ دیکہا تیرا ای ناوک فگن

لاکہ تلوارین کہچین اک نی کمر تصویر پر
باندہ دی حیرت نی پٹی دیدۂ نخچیر پر

ہاتہ تہا بسمل گاہ محشر مین ہمارا ای اسیر
سر تہا وقت نزع جسکا زانوی شمشیر پر

چاک ہوتی ہین گریبان وہ ہای شانہ گر
واہ کیا آواز ہی قربان اس آواز پر
نو برس کے حسن مین صدقی نہ فلک مین ناز پر
ہم تو کیا بالی کی پہلی آپ ہی زندہ ہی بچی
بہر خط شوق اگر ہو مجکو قاصد کی تلاش
کون امدل اپنی دشمن کو نہین پہچانتا
جب جنح اطلس سی فرشتونکی ہوی پامال دل
دل مرا یون دیکہتا ہی تیغ قاتل کی طرف
وصل کی شب کر دیا بدخواب اسکو لگر

کاٹتی ہین خندۂ گل سطر تیری آواز پر
عاشقون کی تار جان لیکر لگا دو ساز پر
آگئی آگی وہ دیکہی آئینہ وہ کس انداز پر
تہا مسیحائی کا دعوی کس ای اعجاز پر
مرغ بیضی مین کری پیدا پر پرواز پر
چشم گریہ تیز پڑتی ہی کسی تیر باز پر
اس ادا سی پامون کہا فرش پا انداز پر
جیسی پڑتی ہی نظر گنجشک کی شہباز پر
تہرا ای مرغ سحر کوٹی تری آواز پر

١٣٩

خال کی دانی کا بوسہ میری قسمت مین نہ تہا
سونہ کی کہائی مفت ڈرا زرق نقابی پر

جب گرا اوس ہاتہ کا ابرو پڑا وقت خواب
بندہ گیا سو نیکا ایل آب دم شمشیر پر

اوسکو منظور نظر سی ہی وہ کچہہ ہوتا ہی کجرو
ہنستی ہی تقدیر کیا کیا صاحب تدبیر پر

نبض میری دیکہ کر سب لگ گئی ہین طبیب
ہو چکی تدبیر اسکو چہوڑ دو تقدیر پر

مین فقط کرتا نہین مژگان و ابرو کی ثنا
ہی یہ جیرہ جا تیغ کی لب زبان تیر پر

آب کوثر کیا کرون آب بقا کیا خاک ہون
دم نکلتا ہی مرا آب دم شمشیر پر

اوس خط سبز رنگ کا شاید کہ دیوانہ ہو ہنوز
دوڑتی ہین سو مری دانہ زنجیر پر

ورنہ یہ بوسی کا ہی تب ابرو دکہاتی ہین مجہے
ہاتہ رکہو الیتی ہین جب قبضہ شمشیر پر

ہو سکی کس سے نہ سی ظاہر اوس بت کافر کا کفر
کہیچتا ہو جو چہرے قصاب کی تکبیر پر

آج میری حال پر روتی ہین ہار بین کی
کل جو ہنستی تہی مری فریاد کی تاثیر پر

کس منہ سی ہی نہین لیتا ہی شعلہ کی زبان
رشک آتا ہی تری مہجور کو گلگیر پر

آستیانی جرخ مجہ وحشی کی ہی گہنی غدود
بیٹہتے ہی انت اک اک دانہ زنجیر پر

اوس بت سفاک نی لیکر حنائی ہاتہ مین
واہ کیا سونا چڑہایا قبضہ شمشیر پر

رہی ہم محبت سے بھی وصل میں محروم نظارہ
پڑا پردہ تحیر کا ہمارے چشم گریاں پر

کرو پامال اوسکی خاک ملکر پاؤں میں مہندی کے
چڑھا دو نقش پا کے پھول تو گنج شہیداں پر

رہا بعد فنا بھی عشق انگشت حنائی کا
نشیمن طائر جاں نے بنایا شاخ مرجاں پر

غرور اچھا نہیں ہے اے صنوبر قامتو اتنا
کہ کوکو کہہ رہی ہیں قمریاں کسری کی ایوان پر

قیامت کو نہیں اعمال کا شتی میں اسیر اپنی
ندامت ہو گی لاغر جانوں سے اپنی مژگاں پر

ہوئیں بیخود یہ آنکھیں جسسے ہم عاشق ہیں مژگاں پر
لہو ان آبلوں کا گرد ہے خار مغیلاں پر

ہوئی ہیں گل کی بیجاں شعلہ رخسار جاناں پر
یقیں ہے شمع فوارہ سے خاک شہیداں پر

گذر اپنا نہیں ہوتا مہینوں باب جاناں پر
وہیں رہتا ہے ہر دم کیوں نہ آئے سنگ درباں پر

تری آب دم شمشیر یاد آتی جو اے قاتل
سکندر رہا تہ وہ تو باز زندگی سے آب حیواں پر

نہیں کم جوہر مضموں سے رنگ طلائی کا
چڑھاتی ہیں عبث سونا مرے اوراق دیواں پر

دل وحشی نے خوش چشموں کی ابرو پر جگہ پائی
نشیمن مرغ مجنوں کا ہوا شاخ غزالاں پر

جو ہیں خنجر بجانثار اونکو نہیں حسرت گریباں کی
نہ رکھو اے حسینو ہاتھ شمشیر گریباں پر

تھا خط شوق مرا تم جسے سمجھے بیکار — اک ذرا چاک کیا کبھی پڑھ کر کاغذ
لکھ دیا جب کہ یہ مضمون مرے یار کا — دست کاتب سے اڑا لے گئی صرصر کاغذ
وصل کا کرتے ہیں اقرار وہ سب ہیں کیا — مہر ہوتے ہیں لکھے جاتے ہیں اکثر کاغذ
طبع جانان کو تکلف سے پسند آئے قصیدے — خط لکھوں اوسکو جو بہتر سے بہتر کاغذ
رخ گلرنگ کی تعریف جو لکھی ہمنے — بنگیا تختۂ گلزار سراسر کاغذ
رکھدیے ہاتھ ہمنے جو نا خواندہ حیا کی خط — ہو گئے جمع ہزاروں تہ بستر کاغذ
لکھ دیا ہمنے یہ کیسکی گل رخسار کا وصف — صورت برگ گل تر ہے معطر کاغذ

یار کی ساتھ رہا کرتے ہیں اغیار اسیر
کر کے تنہا اوسے پڑھوائے گا کیونکر کاغذ

ردیف راء مہملہ

نشیمن طائروں نے وہ کئے ہیں تیغ جاناں پر — ہزاروں بلبلیں بیٹھی ہیں دیوار گلستاں پر
حرارت آتش دل کی ہے اثر روغن طغیاں پر — کہ سایہ دھوپ بنجاتا ہے گرمی جسم عریاں پر
ہزاروں بلبلیں ہیں نالہ کش عشاق کی صورت — گمان کوچۂ محبوب ہے مجکو گلستاں پر

۱۳۲۳

ردیف دال

سیاہ ہے سب صف مژگان کے ہین سو | نہین اک آنکہ و دولا کہ پربند
سیون چاک گریبان کیا جنون مین | نہوگا رخنۂ چاک جگر بند
کمر مین باندہ لی میرا خط شوق | تجہے درکار کیا قاصد کمر بند

اسیر آہ و دعا پہر رہی گہر گہر
مگر سب ہوگئی باب اثر بند

ردیف ذال معجمہ

نامہ لکہنے کو ہوا ہے جو میسر کاغذ | رو کی اس دیدۂ گریان نے کیا تر کاغذ
وصل کا مجکو لکہا آئینہ رو نے اقرار | لیچلون مہر کو مین پیش سکندر کاغذ
مرغ لی پر ہے جو جاتا ہے تو مرا قاصد | بنگیا شوق کی مضمون سے شہپر کاغذ
سوز غم ہمنے لکہا اور یہ مطلق نجلا | یا الہی ہے مگر بال سمندر کاغذ
صفت رنگ طلائی جو لکہا کرتا ہون | کاغذ زر کی برابر ہے مرا ہر کاغذ
خط اوسی عالم افلاس مین کیونکر لکہنے | نہ تو کاتب ہے نہ قلم ہے نہ میسر کاغذ
قاصد اوس کو جی مین ہنستا ہے مرا [illegible] | بہیجتے جاتی ہین لکہ لکہ کی برابر کاغذ

صیاد تجکو فکر ہی بجا سبب ہے کہا
سو جان سے ہین تاب ہے تجہہ پر نثار صید

مدت سے اب ہی طائر دل کو ہی آرزو
جالی کی کرتیون مین کرین گلغند از صید

داماں یار تختہ گلشن نبے اسیر
وہ کہلا ہین کچہ تو اپنی لہو کی بہار صید

نہین ہے جو فی کی اپنی چشم تر بند
کہین فیاض کا ہوتا ہی زر بند

لکہا ہی حال عریانی کا قاصد
نہین وہ کار عشرت پر کمر بند

تری وحشی کی ہی کیا آمد آمد
دکانین کر رہی ہین شیشہ گر بند

جہپین ہاں انکہین کہلی وہ زلف مشکین
ختن مین ہو گئی آہو نظر بند

نہ لکہا اوسنی ہمکو ایک پرزا
رفتم کرتی رہی ہم بند پر بند

کرون گا ذبح اگر تو لا شب وصل
زبان کر اپنی ای مرغ سحر بند

سگان ممسک کا ہی یا گور مژدہ
کہ جب دیکہو نظر آتا ہی در بند

مرا مکتوب ہی ملبوس محبوب
قبای یار کا ہی بند ہر بند

وہان یار کا کچہ وصف لکہون
اگر ہاتہ آئی کو ہی مختصر بند

ایسی یہ آئی ہاتھ کبھی نہ زبان بلند

کرتی ہی عاشقونکی یہ ال لف یار صید
تیر و کمان کی کیا انہیں حاجت کہ آنکہ کے
جلد آئی ہیں کہ ہیں یہ نخچیر گاہ میں
بہونکی ہوئی کا یہ جہر جو ہیں تمہاری تیغ
تیر نگاہ کوئی ادہر ہی تو پہنکیی
کہاتی ہیں کس خوشی سی یہ ہاغ حلد کے
حاجت نہیں ہی فکر کی صیاد کو مری
ملتی تو دو وصال میں آنکہ اوسکی آنکہ سی
تعلیم حسن خلق کرون میں تو ہی یقین
ہمکو وہ اس روش سی سر راہ لگی
بیشک سزای کینہ ہی سٹی ہنوز آب
سبزہ نہیں یہ ہی کسی صیاد کا دام

ہی ایک ایک بال میں وہ وہ ہزار صید
کر لاتی ہیں وہ روز سہرن پانچ چار صید
مانند مرغ قبلہ نما بیقرار صید
پہر کیون لگی کرتی ہیں بے اختیار صید
کعبی میں کبتک ہیں امیدوار صید
تیری شکار بند میں آئے ہزار صید
بہت سے ہیں کے اوام میں بے اختیار صید
کر لین گے ہم یہ آہوے مردم شکار صید
لی باز طائر وں کو کرتی باز دار صید
صیاد سی ہوا میں جیسے دو چار صید
صیاد سی جو ولیں ہی رکہی غبار صید
کرتی ہی مرغ دل کو چمن کی بہار صید

۱۳۰

سایہ گردون کی قلمون کا خزانہ قاصد
طالب صحبت کا ہمت ہوئی ... ہوا جانا قاصد

ہی کہیں حسن ملیح اور کہیں حسن صبیح	گوری تصویر سیہ ہے کوی تصویر سفید
باغ عالم میں دو رنگی کا تماشا دیکھو	شام سوسن ہے سیہ صبح طباشیر سفید
کبھی دیکھے ہے جو مرغ کوہ خورشید لقا	روز روشن کی طرح ہو نہ سکے تصویر سفید
اصل کا عیب نہو نقل سے زائل ہرگز	مردم رنگ کی ہجیحی نہیں تصویر سفید
صبح اتنک شب فرقت کی نمایان نہوے	ہو گئی موی سر عاشق دلگیر سفید
ہون وہ بیتاب مصور نے جو کھینچی تصویر	اوڑ گیا رنگ ہوا صفحۂ تصویر سفید
جل گئے پر بھی سن کا ہو اہل مو تو	نار بابی ہی سمجھی لف اکرہ گیر سفید
سایۂ زلف سیہ کے ہی گا کہتک	ہو گی یہ ابروے خمدار کی شمشیر سفید

قد جو تہا تیر سا اب مثل کمان ہے اسیر
موی سر ہوگئے مانند پر تیر سفید

اور س بزم میں نہو کبھی ایدل افغان بلند	سر شمع سان کٹے گا جو ہوگی زبان بلند
کس دن نہیں ہے نالۂ آتش فشان بلند	ہر دم ہے مثل شعلہ ہمارے زبان بلند
سیدھا نباہیں گے تیری ابرو بنان تیر	کب تک کریگی گردن عوی کمان بلند

زندگی کیا ہی یہاں جی گہبرا ای روح
جتنے قیدی ہین یہان ہو نہین معاف کے بعد

عقل بہکی ہی مغرور کہا ہی قابل جنگ
یہ ہی باغ ارم یہ ہی مین شدادوں کی بعد

شہرہ ظلم یہانتک ہی کہ سب لیتی ہین
نام جلاد فلک کا مری جلاد کی بعد

قصہ عشق گذشتہ ہی نہین سنتی وہ
کہ مرا ذکر نہو وامق و فرہاد کی بعد

شعر اچہی ہی ہمارے نہ کئی اوسکی پسند
جابجا نون نظر کا ہی لکہا صاد کے بعد

پیسکی می ہجر مین لازم ہی گلا گہونٹنا
خط اسم شہیدی ہی پڑہی خط العداوۃ کے بعد

معتقد کیون نہون مین حضرت باقر کا اسیر
کہ سزاوار امامت ہین وہ سجاد کے بعد

کرچکی دیدہ تر اشک کی تاثیر سفید
کاش اے سطر حسینی ہو نامہ تقدیر سفید

پہنے پوشاک اگر وہ بت بے پیر سفید
آنکہین ہو روکی کرین عاشق دلگیر سفید

ہین وہ نادان جو محبت کا گمان کہتی ہین
مادر دہر کا خون ہی صفت شیر سفید

پرتو شمع رخ یار سے دل روشن ہے
جیسے ہی خانہ فانوس کے تعمیر سفید

ننگ عاشق ہے جو معشوق نہو پختہ مزاج
کبھی طوطی کو نہیں شکر خام پسند

ہیچ ہی اوسط جسے کہتے ہیں وہ خیر امور
دیکھ یوسف کو جوانیکی ہین ایام پسند

اے جنون بادیہ گردی کے کہاں اب طاقت
ہوگئی خانۂ زنجیر مین آرام پسند

کون دولت ہے زمانے مین نہین جسکو زوال
کیا کرون جلوۂ خورشید لب بام پسند

مانع رزق کہاں اور کہاں رزق رسان
کسطرح صبح سے صائم کو نہو شام پسند

حب ہے آتش چمن میکدۂ عرفان مین
رنگ بی گل ہے ہمین بادۂ بی جام پسند

ہی فقط رنج وصال و شب ہجران فرق
اسکا آغاز پسند اوسکا ہی انجام پسند

لن ترانی تو نہ کہتی جو وہ کہتا نہین موسی
ایسی آنکھون کو نہین صورت آرام پسند

چشم روزن ہے ہمین حسن کی تماشائی عزیز
خامشی کی سبب آئی ہے لب بام پسند

سنگ و خار چمن آنکھ نہ ہین کہتے ہم
خواب مین ہے روش دیدۂ بادام پسند

کیا تری ناز کی رفتار سے دین ہم تشبیہ
پای طاؤس نہین رقص کے ہنگام پسند

اور مغرور کیا آئینہ چمکا کی اوسے
ایسی جلا ساز نہین سمکہ ترا کام پسند

لوح پر ثبت کئے کاتب قدرت نے اسیر

شاخ ہی پر نور کب ایسی درخت طور کے
مشک کی بو سی معطر ہو رہا ہے سارا چمن
ہی تری مسواک میں ہے سرخی لب کا اثر
بوسہ سیب ذقن کا حال لکھنا ہی مجھے

جیسے روشن اوس نہال قد میں ہے بازو کے شاخ
شاخ سنبل میں جو ہو پیوند گیسو کی شاخ
شاخ مرجان ہے کہیں گل رنگ ہی کے شاخ
چاہیے خامہ بناؤں میں لگے شفتالو کی شاخ

واہ کیا سرسبز ہے نخل سخن تیرا اسیر
سحر کے اثمار آتی ہیں نظر جادو کے شاخ

ساقی ہی ہجر یار میں کتنی شراب تلخ
کہتے ہیں لوگ جان کو شیرین کیا ہو
بگڑا ہوا ہے منہ کا مزا ہجر یار میں
عاشق وہ ہے کہ جسمیں ہو معشوق کا اثر
بوسہ نہ دیجیے ہمیں گالی ضرور کیا
عادت جو تلخی ہو تو ہو نا گوارا غم
کیوں کر کروں گزک کی تمنا میں تلخ کام

از در کی منہ کا ہی نہیں ایسا لعاب تلخ
فرقت میں زندگی ہی ہمارے حساب تلخ
پانی کا ذکر کیا کہ ہی شیرین شراب تلخ
بلبل کے اشک شور میں جیسی گلاب تلخ
دیتا ہی کوئی یوں ہے کسی کو جواب تلخ
شیرین ہے میکشوں کی دہن میں شراب تلخ
منہ سی اگر لگاؤں ہے ہو کباب تلخ

ثابت ہوا یہ سنخ بناگوش سی ہمین
ای مہر روشن ہے یا پن تری ہی جواب صبح

گیسو سیہ او سیل ہے یا ہالہٗ ہے
چہرہ چراغ شام ہے یا آفتاب صبح

قید شب فراق سی ہمکو چھڑا دیا
قائم رہے ہمیشہ الٰہی شباب صبح

کانٹا ہی تیرے چہرہ گلگون کی سامنے
خورشید ہی اگرچہ گل انتخاب صبح

قصد سفر ہے تجکو تو غفلت بجا نہیں
اہل سفر کو باعث ایذا ہے خواب صبح

طول شب فراق ہے ہمکو یقین ہوا
نکلی گا روز حشر کو اب آفتاب صبح

بی پردہ کیا ہوا وہ رخ آتشین اسیر
بارہ سی بہی زیادہ ہی کچھ اضطراب صبح

ردیف خای معجمہ

چشم کو آہو تو ابرو کو کہوں آہو کی شاخ
بلکہ یہ ہی سحر کا آہو تو رہ جادو کی شاخ

دیکھو اس گل کان پر سیر کیا جاتی ہو باغ
خوشنما ایسی کہاں ہی برگ گلنار کی شاخ

سوزش تن نے جبر دل کو جلایا مرگ
دیکھ لو باقی ہی اس پہلو نہ وہ پہلو کی شاخ

وصف اگر لکھوں میں اوس کی گیسوی پیچدار کا
بیچدار ایسا ہو خامہ جس طرح آہو کی شاخ

چلی ہے پھر سفر شب کی تیرہ ہو گئے محو
نمود پا یہ رنگ کہ بس گہل تری گہر کیطرح

نمو چہ عالم پیری میں حال دیدۂ تر
کہ نور شام کو ہی آخر سحر کیطرح

بہت غریب ہیں الحذر ہمیشہ تنگ رکھا
ہماری پان نہین ہے غنچی سبز کیطرح

سیاہ بخت ہیں بعد فنا ہے زلف قیدی
سیہ کفن ہیں ہے کافور مشک تر کیطرح

ہوا ہی خاک تکبر ہی سر میں پاکون کے
عجب نہین ہے جو یہ جلی آگ کیطرح

جو عیب پوش کے ہیں وضع زرد رنگ گیا
کہ شام صادق کا دہن سحر کیطرح

اسیر گریۂ الفت بہی ہے کوئی طوفان
کہ اشک تنگ میں دل بحیہ کیا شرر کیطرح

بہ پریمین چاہئے ہمیں ساقی شراب صبح
سرمایہ میں ہے غریب آفتاب صبح

کیونکر جنون میں ہم نکرین قصد خواب صبح
ہیں خندہ ہائے چاک گریبان جواب صبح

پردہ فروغ حسن کو رکی یہ کیا مجال
رخسار مہر کو نچھپائی نقاب صبح

داغ جگر تہا شام تلک تو چراغ شام
پیدا ہوئے جو صبح ہوا آفتاب صبح

عبرت ہے بی ثباتی عیش جہاں کو دیکہ
دو چار دم ہے خندہ پا در رکاب صبح

شاد کیونکر نہو انسان کی تن پاک مین روح
خالق پاک نے خود پھونکی ہے اس خاک مین روح

ہو ہوا آتش آہن کی ہے سمٹ جاک مین روح
ملک الموت کے صورت سے ہے اسی تاک مین روح

آشنا ہے نہین اہل تن سے بھی قسمت مین کام
دفن میت کی نہین ہمرہ بدن خاک مین روح

بعد توبہ کی بھی آسامی ہے مجھے شوق شراب
کہ لگی رہتی ہے خوشے کی طرح تاک مین روح

کاسہ گر ہاتھ جو مستی کو لگا ہی وہ مسیح
جان آجاے پیالہ مین بٹے چاک مین روح

پاکی مین ہین سوا آپ کے شیشی مین پری
جسم اکسیرہ تمہارا ہے کہ پوشاک مین روح

جلوہ دکھلائی تری تیغ جو جا و سکندر
سانپ کی طرح سے سمٹی تن ضحاک مین روح

صورت مردہ ہون قاصد نہین پہرتا جبتک
شوق سے نامہ کی ہمراہ گئی ڈاک مین روح

ای جنون سمت صحرای عدم دکھلادے
کبتلک بند رہے گنبد افلاک مین روح

ہون وہ مومن کہ خدا سے یہ دعا ہے میری
تن سے نکلی نہ ہے تو عشق شہ لولاک مین روح

اب ہے آ تو نکلجای نظارہ کی ہوس
ہے چراغ سحر دیدۂ نمناک مین روح

سنجہ کوٹی نگینہ جو تراشے ہو وہ گل
پہر تو ہوتے لسمائی تن حکاک مین روح

اختیار اوسکا ہی جب جاتا ہے مجھے قتل کری
تیغ کیطرح سے ہے قبضہ سفاک مین روح

118

خط کیا میں رقم اوس شمع رخ حسن کو
ہو چکی وہ آہن کستی تابوت اوٹہانی ہے
نشانہ گیسو تھا کل تک ہاتہ جسکا آج فلک

نامہ بر ہوگا کبوتر عوض پروانہ آج
چاہیئے ہاتم نہ کیجیے ناز معشوقانہ آج
استخوان ہے نہیں بنتا ہے اوسکی شانہ آج

میری ہاں غبث سے فروغ کفر و ایمان ہے اسیر
داغ دل میرا ہے شمع کعبہ و بتخانہ آج

ردیف حاء مہملہ

یاد دلوایا گرمی اوس رخ نے خنجر انکطرح
قاف میں ہین جل نکلتا ہون جو عنقا کی طرح
توڑی بت کو نہ اندا بر ہمنکو بھی
قتل ہر وہ مسجد مین ہا بین ایمان اکیہ ہاتہ ہو کن
دیکہیے کون اب بچی کسکا سفینہ غرق ہے
بینہ از شیشہ محفل مین ہی ساقی خراب
باغ روشن گرمی رفتار جلبا سنی ہوا

فیض گل جاری رہی گہر گلستان کیطرح
پاس بہلاتے ہین پریان مجہکو انسان کی طرح
رہتی بتخانہ نہین تو مرد مسلمان کی طرح
آستین اوٹہتی ہی ہشیار ہو گی گہبانی کی طرح
اوسکی تیغ آبدار اوٹہی ہی طوفان کی طرح
محتسب آتا ہے ہی ہنگام بہار انکیطرح
جل اوٹہا سر و چمن سر حیران کی طرح

١١٦

گلچین زرشت طبع ہی صیاد بدمزاج

عید ہی آراستہ ہو ساقیا میخانہ آج
دہی مبارکباد مستون کو لب پیمانہ آج

دل مرا ہوگا خراب جلوۂ جانانہ آج
سیل بنکر چاندنی وہا ہی یہ کاشانہ آج

باغ مقتل ہی ترے جانثیں سی اہل عرش
کم نہین آرہی کچھ بدہا سر شانہ آج

کسطرح ہو انقلاب دہر کا عالم بیان
شبنم نی دیکھا جو گل ہی گوش کو افسانہ آج

ذکر آرہ کر رہی ہین قمریان شمشاد پر
رونق گلشن ہی شاید قامت جانانہ آج

آشناسی ربط ہی مجکو نہ بیگانی سی کام
دل مرا ہی آشنائی معنی بیگانہ آج

مست ایسا کر دیا مجکو شراب شوق نی
محتسب ہی پوچھتا ہو کہین ہی میخانہ آج

فرش ہی ہی عرش تک دور اوسکی چشم مست کا
دور گردون ہی ہی ساقی گردش پیمانہ آج

کہانی آتا ہی تری حسن کی حق آلحوان
ہی یقین ہوگا ہما مانند سگ دیوانہ آج

حاکم اقلیم حشمت کون ہی میری سوا
گنج اور گل کر نذر دیتا ہی مجھی ویرانہ آج

نور کو وحشت ہی میری خانۂ تاریک سی
شمع اوڑ جائیگی ڈر کر صوت پروانہ آج

گنج قارون ہی گدا کو دیکھی ہاتھون رنج
سیکہ جاہی ہی مجہسی تم ہمت مردانہ آج

115

فرقت میں ہر گھڑی ہے گریباں سی ہر طرح
کھانا بغیر غیر کی کھاتی نہیں کریم
اقرار اوس پری نی تو لکھا ہی وصل کا
عاجز بہت ہے ڈوب مری تنگ موج کی دل
حاصل ہیں یاں جو ہمیں سے طرح کی مزے

قاتل نہیں ہے خنجر براں کی احتیاج
ہر روز ہی خلیل کو مہمان کی احتیاج
باقی رہی ہی مہر سلیمان کی احتیاج
اس واسطے ہے چاہ زنخدان کی احتیاج
کیا مجھ گدا کو نعمت الوان کی احتیاج

بستی لحد کی یاد ہی ہر وقت ای اسیر
کب ہی مجھی بلند ایوان کی احتیاج

ای چشم ساحل و دل گرداب و جان موج
کشتی سوار اگر کوئی یوسف لقا نہیں
ابروی بحر حسن کا کشتہ ہوں جانیے
یہ چین جبین ہی اہل صفا آشنا نہیں
اس درجہ ہی سمیع کہ سن لے وہ مشتبہ
درکار میری قد خمیدہ کو کیا عصا

دریا ہی حسن آپ کا ابروبان موج
پھر کسکی ساتھ ہی یہ روان کاروان موج
دریا چڑھا ہی میری لحد پر کمان موج
دیکھا ہی کسنی آب گہر میں نشان موج
گوش حباب میں جو کہی کچھ زبان موج
چلتی ہی آب تیر کی صورت کمان موج

١١٢

ردیف جیم معجمہ

ہی یاد رخ نہین رخ جاناں کی احتیاج
حافظ کو کیا نظارۂ قرآں کی احتیاج

ہین سیر دیکھنے کی لئی جمع شمع رو
کیا ہے عروس باغ مین ہے چراغاں کی احتیاج

ابرو کی تیغ کو نہین درکار کچھ فسان
مژگان کی تیر کو نہین پیکاں کی احتیاج

عریان تن لباس ہمارا ہی اے جنون
دامن سے کام ہی نہ گریباں کی احتیاج

باران کی طرح روز برستی ہی بیکسی
کچھ اپنی خاک پر نہین باراں کی احتیاج

جو کہتے ہیں اوس گلی کی ہی مجھکو سلطنت
کیا مجھ گدا کو تخت سلیماں کی احتیاج

آنکھوں مین تو لیے ہین عاشق کی وہ وفا
اس جسم کے لئی نہین مژگاں کی احتیاج

ہی بی نقاب چہرۂ پرنور آپ کا
اب کونسی ہے شمع شبستاں کی احتیاج

نفرت جو خلق سی ہی وہ بانسی کم نہین
کیا خانۂ فقیر کو دربان کی احتیاج

کیا ہو گیا ہی ہور ومسی اثر خط آپکا
سرگشتہ کو جہان مین ہے بیاباں کی احتیاج

ناقہ ہی سنکی نالۂ مجنوں کو تیز رو
لیلی نہین ہے اسکو حدی خواں کی احتیاج

اللہ کی عطا نہین دنیا مین بی محل
کیا طفل شیرخوار کو دنداں کی احتیاج

آ... ہین شیرین گفتار کی باعث
راہ اوسکی ڈھونڈھی ہے کہیں گر نظر آئے

گلشن مین جدا گلشنی ہے خار کی باعث
جانی نہ دیا یار تلک غیر نے ہمکو

بیدار رہے طالع بیدار کی باعث
صد شکر شب وصل ہمین خواب نہ آیا

رسواے جہان ہم ہوے سرکار کی باعث
کچھ ہمکو سر و کار نہ تہا عشق و جنون سے

بیمار ہوے نرگس بیمار کی باعث
آنکھون کی محبت نے ہمین روگ لگایا

آوازۂ منصور ہوا دار کی باعث
عشق مژہ یار مین ہم ہونگے زبان زد

جلتی ہین قدم گرمی رفتار کی باعث
خورشید سی کچھ گرم ہین ریگ بیابان

جنت مین گئے الفت رخسار کے باعث
فردای قیامت یہ خبر دی ہمین حق نے

لشکر کی ہوئی فتح علمدار کی باعث
نالی سی ترے ابر پہ السو مرے سبز

آتش مین جلی شمع تو زنار کی باعث
شدے کے لئے کیا ہے بجز نار جہنم

تم کون تھے آگاہ تہا کب لمتنی زمانہ
شہرت ہے اسیر آپ کی اشعار کی باعث

زندگانی بجوانی ہے عبث
نی جوانی زندگانی ہے عبث

کیونکر جلی کٹی نہو گلگیر و شمع مین
اسکی زبان درست نہ اوسکا دہن درست

کیا کیا حبیب سے راہ ملک عدم ہوے
کاشانہ عدم ... انجمن درست

کرتا ہون اوس سے وعدہ خلافی کا جو گلے
کہتا ہی ہنس کی وہ بت پیمان شکن درست

کیا عجب حسن ہے کہ کہا حال کچہ کا کچہ
قاصد کی مونہہ سی ایک نہ نکلا سخن درست

ہو کر لگا کی جلے ہو میری مزار کو
اتبک نہین ہوا ہے تمہارا چلن درست

شیرین کی انتظار مین انکہین سپید ہوین
پہلے یہ جو شی گری کو کفن درست

کہتا ہی کر کی چاک گریبان اک گل
فصل بہار مین نہ رہے پیرہن درست

ہم جانتے ہین آپ مسیحائی قت مین
چشم مریض کو تو کرو پہلے تن درست

حاسد کا ذکر کیا کہ مری سامنی اسیر
سحبان کی مونہہ سی ایک نکلا سخن درست

باغ کو کیونکر نہ سمجہون کوی دوست
جب کہلا گل مجکو آئی بوی دوست

نزع مین ٹہنڈی ہوئی جب دست و پا
یاد آئی گرمی پہلوی دوست

پڑہو کتاب حسن پیدا کر یہ سواد
متن ہے خط شرح ہی گیسوی دوست

بگولا بنکے اور جاتا ہی ...
ہزارون ملک ...
تری چالین کہان ...
ہنو دیدار کا وعدہ جو اوس ...
بجا گین لوگ فردائے قیامت
... سے نقد کرم ... قیامت

... ہو جا کہ فردا ہی قیامت
کہا مونہہ وعدہ فردا کہان تک
... کی باتون کو دیکہ ... قیامت

نالہ پرسوز کرتا ہی سحر تک شام | دل مرا ہی عندلیب بستان کو ہی دوست

تختہ گلزار ہی خون شہید سی زمین | دیکھ ای بلبل بہار بیخزان کو ہی دوست

یہ فزون زنجیر سی ہی زیادہ طوق سے | وحشت افزا ہین زمین و آسمان کو دوست

دیکھ کر رضوان کو گذرا شبہہ دربان یار | باغ جنت پر ہوا ہمکو گمان کو ہی دوست

آرزو رکھتے ہین گلگشت باغ خلد کے | ہی اسیر سکو سیر بوستان کو ہی دوست

صحبت واعظ مین گلستان کب اپنا اسیر
ذکر جنت سے ہی بہتر داستان گو ہی دوست

پیرہن خاک کیجئی وضع بدن درست | دیکھا نہین پرایمن سینی چمن درست

کیسا کیا خدا نے عناصر سی تن درست | کیا باغ ہی کہ جسمین ہین چار چمن درست

ہی داغ عشق سی دل پر محن درست | نالہ شکستہ مہر سی ہوتا ہے تندرست

آرایش جہان ہے وجود دلیل رب | لی باغبان کبھی نہین ہوتا چمن درست

خاموشی صنم کا مین شکوہ کرون تو کیا | تیری زبان بھی نہین ای کمہن ہی درست

مردہ وبال خویش و احباب بعد مرگ | تابوت ہی درست نہ اپنا کفن درست

اوٹھا جہان سے امیل شباب بہت
ہے ہاں یہ کوئی ہوتا نہیں مقیم بہت

صلاح ہے یہ پیر مغان پر ضرور ہے چلنا
[illegible] مستقیم بہت

کبھی ہمیں بھی ہے امید نجات ہوتی ہے
سنا ہے ہم نے کہ اللہ ہے رحیم بہت

زیادہ دانتوں نکو ہے اپنے [illegible] بس
عظام جسم [illegible] ہین رمیم بہت

اسیر کیوں قیامت کو دور کہتا ہے
کہ ہے قریب وفا وعدۂ کریم بہت

١٠٥

رشک سے لڑتی ہیں باہم ہر ان کوچۂ دوست
روز اک ہنگامہ ہے ساتھ میان کوچۂ دوست

غیرت گلزار جنت ہے مکان کوچۂ دوست
حور و غلمان سے نہیں کم ساکنان کوچۂ دوست

خون کا دریا روان ہے ڈھیر ہیں کشتوں کی بس
پوچھتا ہے ہم سے کیا قاصد نشان کوچۂ دوست

واعظو کیا ہمکو سمجھاتی ہو ہم واقف ہیں خوب
شوکت فردوس سے بڑھ کر ہے شان کوچۂ دوست

بعد مردن استخوان لائے ہیں کوچۂ یار میں
مہربان ہیں کسقدر مجھ پر سگان کوچۂ دوست

بیقراری نے مری عالم دکھائے بارہا
مل گئی اکثر زمین و آسمان کوچۂ دوست

ہے بجا باغ ارم سے ہم اگر تشبیہ دین
نام سنتے ہیں نہیں ملتا نشان کوچۂ دوست

کس سے کہون تلون اطوار روزگار — دشمن ہوا کہ بار ہوے لاکہ بار دوست

گیسو کو عشق ہی رخ سیمین یار سے — رکھتا ہی ... خبر انکو بار دوست

ہو جاؤ تم ہی صاف کدورت سے فائدہ — رہتے نہین ہین دوست سے دل مین غبار دوست

مرنی کی بعد گھر مین جگہ دو گھری نہ دے — اتنا ہی بے خبر ہی انکے اختیار دوست

کشتے جنازہ بنگیا دریائے اشک مین — ایسی ہمارے غم سی ہوئے اشکبار دوست

دشمن اگر تمام جہان ہو تو غم نہین — بندے کا ایک چاہئے پروردگار دوست

عاشق رہا مین خط نکلنے پر آپ کا — بلبل کو دیکھئے تو فقط ہی بہار دوست

منظور بعد مرگ نہین ہے ہمین نشان — احسان کرین اگر نہ بنائین مزار دوست

رستی ہی جسکو سارے زمانے سی آشتی — دشمن اگر ہین سات تو ہین ہزار دوست

غافل ہے کب فریفتہ انجم و قمر — ہی طفل کو نظارہ نقش و نگار دوست

دشمن کو ہی گلی مین لگا تا ہون اسطرح — جسطرح کوئی دوست سی ہو ہمکنار دوست

رستے کی راہ کو نہین اے عمر گر تمام — کب تک مرا عدم مین کرین انتظار دوست

لازم ہی چشم مہر و عنایت اسیر پر

اے تار رشتہ سنگ باندھے ہی جو بند	شیرازۂ اتصال محبوب
مٹتی نہیں دل سے اوسکی صورت	ہے خواب میں بھی خیال محبوب
آئینہ مہر و ماہ میں ہے	عکس رخ بے مثال محبوب
ہم دیتے ہیں جان تک یہی قاصد	کیا ہے سبب ملال محبوب
تاکید یہ دل کی ہے زبان سے	افشا نہو کوئی حال محبوب
پریوں میں کہاں یہ حسن صورت	یوسف میں نہیں جمال محبوب

ہے ہمکو اسیر مہر محشر
مہتاب شب جمال محبوب

ردیف تای فوقانی

کہنے کو یوں جہان میں ہزاروں ہیں یار دوست	مشکل کے وقت ایک ہی ہے یادگار دوست
پہنچے فلک غرور سے یاں سنگ تفرقہ	بیٹھیں کہیں جو ایک جگہ ملکی چار دوست
تنہا جو آپ گھر سے نکلیں تو خوب ہے	انسان کے ہزار ہیں دشمن ہزار دوست
سرگشتہ ہوں جو فکر معانی میں ہے بجا	بستر کا آشنا نہیں مرد شکار دوست

دلون مین نور وصل سی کسکی ہے گر شب آفتاب | ... مین ہے نہ ماہ نہ دلبون مین آفتاب
قندیل کی شبیہ بنا ہی سپہر پر | آتش تبی ہی کعبہ ابرو مین آفتاب
رکھتی ہی مست نرگس مسگون کی مجکو فکر | پیتا ہوا ہے کاسہ زرین مین آفتاب
شبیر کی طرح ای مغول سیاہ ہو | آئی جو تیری کوچہ گیسو مین آفتاب
جس جا کہ تیری حسن کا بازار گرم ہی | کانٹی مین ہے ہلال ترازو مین آفتاب
رخسار یار سے اوسی نسبت ہمیں کیا امیر | نایاب رنگ مین ہے نہ خوشبو مین آفتاب

وله

معلوم ہے دل کو حال محبوب | ہی نامہ رسان خیال محبوب
مہتاب مین ہے جمال محبوب | خورشید مین ہی جلال محبوب
اوس بت کا مکان لامکان ہے | ہی قرب خدا وصال محبوب
اچھا ہی وہ مین برا ہون جتنا | ہی نقص مرا کمال محبوب
ہرگز نہ پئیگا آب کوثر | تشنہ دہن زلال محبوب
قد سرو ہے کان مین ہین ... | بی برگ ہین نہال محبوب

جو نقل ہے وہ نقل ہے جو اصل ہے وہ اصل
کب مثل آفتاب ہے تصویر آفتاب

ہے جو شراب شیشہ زاہد میں بھرا ہوا
یہ شیرہ ہے منکر تنویر آفتاب

روئے سیاہ بادہ پرستی کا حال ہے
رنگت سیاہ کرتی ہے تاثیر آفتاب

صبح شب وصال مرے قتل کے لئے
ظاہر ہوئی ہے کھینچ کے شمشیر آفتاب

دیکھوں جو روئے یار تو رونا کہاں ہے آئے
شبنم کو خشک کرتی ہے تنویر آفتاب

آئی جو بزم یار میں پیر رو میں آفتاب
سب دیکھیں آفتاب کے پہلو میں آفتاب

مضمون رخ طبیعت موزون کو ہے پسند
اللہ [illegible] رد میں آفتاب

عالم کو مثل ید بیضا دکھاؤں میں
لا بھر دے ساقیا مری چلو میں آفتاب

صحرا میں جا کے آپ جو آنکھیں دکھائیے
پنہاں ہو دور گنبد آسمو میں آفتاب

منظور تیری حسن کا ہو تولنا اگر
رکھ لوں میں جا سنگ ترازو میں آفتاب

وہ رشک آفتاب نہیں پاس اگر نہ ہو
پہلو کا داغ ہے مرے پہلو میں آفتاب

چہرے کی اوسکی ہو جو نہیں لف سے سینہ قدر
معبود ہے عقیدۂ ہندو میں آفتاب

رخ صبیح جو ساقی کا پرتو افگن ہی
دکھا رہی ہی ہمین سیر ماہتاب شراب

یہ ایک معجزہ ساقی کا ہی کہ ہر مین
دکھا رہی ہی ہمین عالم شباب شراب

خیال نرگس ساقی جو شب کو رہتا ہی
اسیر دیکھتی ہین ہم میان خواب شراب

یہ کھوائی ہین مکان مین تصور آفتاب
چمکا ہوا ہی اختر تقدیر آفتاب

قابو مین ہے تصور رخسار مہروش
دیوانہ ہون کرون مین جو مین تسخیر آفتاب

ہم بھی ہین اک نگاہ گرم کی امیدوار
کرتی ہی لعل سنگ کو تاثیر آفتاب

تقدیر مین شفا جو ہو کیا کرے مسیح
زائل نکی مسیح نی تبخیر آفتاب

سفلہ چمک کی ہمسر اعلے نہو سکی
ممکن نہین چراغ مین تنویر آفتاب

کشور ہمارے دل کا وہ پرنور جہان ہے
عزت نہ ماہ کی ہی نہ توقیر آفتاب

ذرہ بنا ہی آکی تری بارگاہ کا
اللہ رے رسائی تقدیر آفتاب

ممکن نہین کہ جوہر ذاتی نہان رہین
واقف ہے کب نیام سے شمشیر آفتاب

برتر سپہر سے ہی کہین جلوہ گاہ دوست
ذرون مین دیکھتا ہون تنویر آفتاب

۹۹

٩٧

نشہ مین جلوہ نظر آجائیگا اک حور کا
ہمکو دکھلائی کی سیر روضۂ رضوان شراب

ساقیا اس سے زیادہ کب ہے دنیا مین نمک
صاف کر دیتی ہے ظاہر جوہر انسان شراب

عقل حیران ہے ابھی تو دور ہے ماہ صیام
ہو گئی نایاب کیون ایسی تو ارزان شراب

زاہدان خشک کے تقوی کا مین قائل نہین
آشکارا زہ بینی ہین تجہہ پہ پنہان شراب

ایک قطرہ بدلے ایک یاقوت کی وہ مانگے
تب ہے مین سمجھون کہ ہاتھ آئی بہت ارزان شراب

عیش و غم دونون کی ساقی سیکڑون ہین ہیئتین
مجھکو کرتی ہے کبھی گریان کبھی خندان شراب

نشہ مین رہتا ہے اندیشہ حوادث کا کہان
مشکلین جتنے ہین کر دیتی ہے سب آسان شراب

تا نہ بہدین ہاتھ مین ہے اسرار غیب
عاقلون کو بھی اسی کر دیتی ہے نادان شراب

مجھکو فرقت مین جو نفرت ہو گئی ہے اندنون
بکتی ہے بازار مین یا بیچتی ہے ارزان شراب

وا مین تر جلوہ خورشید سے ہوتا ہے خشک
کون کہتا ہے کہ کر دیتی ہے ویران شراب

ایک پیمانی مین توڑا ہے شیشہ چرخ کا
ساقیا دیکھین ہے کیا لاتی ہے طوفان شراب

نشہ مین کرتا ہون سجدے ساقی کوثر اسیر
ورہوئی کی محشر مین میرا نامۂ عصیان شراب

عشق میں مرتا ہی انسان کا عدو سارا جہان
سیکڑون صیاد پہرے ہین قفس کی عندلیب

تو وہ گل ہی کہ کیا سارا جہان بلبل ترا
قدر دان گل نہین کوئی سوا ای عندلیب

باغ عالم مین جو گل ہی لسی عاشق ہی ترا
تو چمن مین جا کے گل ہی گل بچاتی عندلیب

ہی جگر مشاطہ سی وہ چہرہ گلگون چھوا
ہاتھ کب گل کو لگا یا سر دہانے عندلیب

نالۂ موزون سنا کر بند گردون گا اسیر
دہیان مجھسی ہی بیت بجتی کا نہ لائی عندلیب

[illegible] کچھ ہی جو تا اثر فغان عندلیب
باغبان بہو کون چہپائی آشیان عندلیب

ہو گیا جب بلبلِ حسن مین مکان عندلیب
لیگیا جہوکا ہوا کا آشیان عندلیب

ہی بیان گل صنم تیری نزاکت کا بیان
تیری غمگی داستان ہی داستان عندلیب

وصل کے ساعت گذرتی ہی کہ ہم کرتی ہین کوچ
فصل گل جاتی ہی جاتی ہی جان عندلیب

فرقت گل نے کیا ہی سقدر زار و نحیف
باغبان اب پوست ہی یا استخوان عندلیب

دیکھئے اب رنگ کیا لاتی ہی صحن باغ مین
گوش گل کو کر چکی ٹکری فغان عندلیب

عاشق و معشوق پامال حوادث ہو چکے
شان گل کیسی نہین باقی نشان عندلیب

[illegible]

[illegible]

بندہ کیسی ہی لیکن گلشنیں ہوائی عندلیب
پہول ہستی ہیں تو آتی ہی صدائی عندلیب

چاہئی انصاف ہے صیاد اگر ہی فکر صید
دام لازم ہے رگ گل کا برائی عندلیب

مائل زینت اگر ہو جائے وہ رنگین مزاج
سیکڑون زیور زر گل سی بنائی عندلیب

کب گوارا ہی مری لکو فراق حسن و عشق
دفتر گل ہو تو لکہون ماجرائے عندلیب

عشق کو رتبہ دیا ہے حق نے افزون حسن سے
دیکہ لو گلسی زیادہ ہی بہائی عندلیب

کسقدر ہی اتحاد عاشق و معشوق واہ
ٹوٹتا ہے گل تو آتی ہی صدائی عندلیب

بہر عاشق خلقت معشوق ہی بس با عمر ز
سرو قمری کی لئے ہی گل برائی عندلیب

ہون وہ مسکین پہول سی خالی ہی جو ساغر مرا
ہی شکست شیشہ دل مین صدائی عندلیب

وصف کرتا ہون رقم کس طفل گلرخسار کا
ہی صریر کلک سی پیدا صدائی عندلیب

ہجر جانان مین ہے مجہی صحن قیامت ہے چمن
صور محشر ہے نہین کم نالہائے عندلیب

آتش گل اسقدر بہڑکی ہی گلشن مین کہ آج
سیخ پا ہی سنگ ہین نقش پائی عندلیب

کوچہ و بس تنگ چمن کا کچہ چمن کہ کم ہین
ہی مناسب خط جو مطلع ہو کئی جائی عندلیب

اڑ چلا کس کی گلی آنسی چمن ای باغبان
ہر طرف گل اوڑتی پہرتی ہین بجائی عندلیب

[illegible]

ان کی گرکس کو دیکھی وہ اس لالہ رخ کی عشق میں
زیب صفحہ جیسی ہوتی ہیں وہ حرف شنگرف لیے
ہوں وہ مجرم جو ہوئے ہیں میں اٹھا تو سنگی
شاعری نے فیض باطن سے تو رکھا ہی نصیب

آسماں پر ماہ سیب آفتابی ہو گیا
خط سے روشن اور وہ روے کتابی ہو گیا
آفتاب آگر فلک سے آفتابی ہو گیا
گو بظاہر میں ظہیر فاریابی ہو گیا

زاہد و معلوم ہے کچھ تمکو احوال اسیر
زہد و تقوی چھوڑ کر رند شرابی ہو گیا

ہوا کب فکر سے حل مسئلہ توصیف کاکل کا
نزاکت نے دیا عہدہ صدائے خندۂ گل کا
بنا یا ہے جو پھندا اے صبا تار رگ گل کا
کہیں گلشن جو چہرہ سرخ مستی میں ہوا اس گل کا
اسیر فکر کی سفارش ہو مبارک اہل دنیا کو
وہ مسکین ہوں جو میں آؤں گا صحرا میں قیامت
بری ہے اصل سے لازم ہے نیکی نیک طینت سے

نظر آیا ہمیں اس دور میں عالم تسلسل کا
تری ہی کو کافی ہے کاکل تری کا جمع سنبل کا
بہایا ہے گلا صیاد کو شاید کہ بلبل کا
چڑھا یا کیا کوئی شیشہ شراب خون بلبل کا
خدا سے سلسلہ ہے مجھ گدائی کی توسل کا
صدا ہے صور ہی گا دہر کو شور قلقل کا
برا سمجھی ہیں جو کہتی ہیں یارب بھلا گل کا

صبح شب وصال کہون کیا جگر کا حال
ہچکی کرن یہ زخمی نوک سنان ہوا

رویا یہ خون مونہ سی نکالا یہ دود آہ
ساری زمین سرخ سیاہ آسمان ہوا

آیا نظر جو ابروئی قاتل کا نیمچہ
لوٹا یہ دل کہ صورت بسمل طپان ہوا

دونون جہان کی قید سی آزاد ہی اسیر
جب سی اسیر طرۂ عنبر فشان ہوا

رونق گلشن جو وہ رند شرابی ہوگیا
پہول ساغر بنگیا غنچہ گلابی ہوگیا

رقم مضمون رخسار کتابی ہوگیا
دائرہ لکھا جو ہمنے آفتابی ہوگیا

واہ کیا اوس گلبدن کا شوخ ہی رنگ بدن
جامۂ آبی اگر پہنا گلابی ہوگیا

یاد مین اوس ماہ طلعت کے یہ روئی بعد مرگ
گنبد مدفن ہمارا برج آبی ہوگیا

راز الفت کا بہت دلنے چھپایا کیا کری
دیدۂ تر باعث خانہ خرابی ہوگیا

تشنہ لب سیراب آب تیغ قاتل سی ہوئی
موج زن مقتل مین بحر کامیابی ہوگیا

تیری عورت کے لئی کرتا ہی بلبل گو کباب
باغبان پر ہی گمان سیخ کبابی ہوگیا

جام جسکی ہاتہ مین دیکہا ہوا اوسکا مرید
مذہب ای پیر مغان میرا شرابی ہوگیا

91

۹۰

طائر وہ ہوں کہ جور خزاں سے ہوئی وہ خشک
جس شاخ پر چمن میں مرا آشیاں ہوا

تیرے فروغ حسن نے کھویا غبار خط
روشن ہوئی ہے آگ تو ظاہر دھواں ہوا

آئینہ میں وہ پیر تو خط دیکھ کر ہنسے
اظہار رشک سے اثر زعفراں ہوا

کیا آبلہ ہے دل کا ترقی پہ اے جنوں
کل تک تو یہ حباب تھا آج آسماں ہوا

جب میں ہوا تصور ابرو میں نالہ کش
کعبہ میں سب کو شبہ بانگ اذاں ہوا

دولت کو اجتناب رہا مجھ سے عمر بھر
آیا جو گنج ہاتھ میں میرے رواں ہوا

خجلت اگر نہیں ہے اوسے گوہی یار سے
چشم حباب سے باغ ارم کیوں نہاں ہوا

اے ماہ ہمنے دی جو تری ناک سے مثال
کیسا بلند مرتبہ کہکشاں ہوا

ہمنے کسی کا عیب نہ دیکھا بجز ہنر
آیا نظر جو دیو پری کا گماں ہوا

مضطر نہ ہو فراق سے اے غار عشق میں
آخر کو بخت پیر زلیخا جواں ہوا

لاغر کیا یہ عشق کمر نے کہ راہ میں
گرنے کو میرے ہر رگ کا روزن کنواں ہوا

چھپتا ہے کوئی دیدۂ عاشق سے وہ قمر
پردہ کیا تو چاک برنگ کتاں ہوا

خالق کا فیض لطف تمہارے ہے یا علی
تم مہرباں ہوئے تو خدا مہرباں ہوا

ایمان تو ہمارا ہی ہمارا ہی ایمان
سب جو ہمارا ہی نہ مذہب ہمارا
قلم محبت میں عمل پیاسی ہمارا
مقدور ہم کو فکر و علوم خدا کی جو طلب ہمارا
ظاہر ہیں جو ال ول آزاروں کو
سودا ہی اگر ہی تو عجب ہی ہمارا
معشوقون کی
مانند صبا ہم میں گلی ہر گلی پھرتے
جیتا ہو اگر یہ جہان سب ہمارا
گذری گی یہ عمر اور نہ گذرے گا زمانہ
بزم اہل ایام سی ہر گز سب ہمارا
دل حلقہ گیسو میں پھنسا چاہ ذقن میں

۸۸

میں معتقد نہیں کسی بھی امام کا

خط نکلنے پر لیا بوسہ بت دلخواہ کا	کیا سواد خط سیاہہ تھا مری تنخواہ کا
چھوٹتا ہی آستان کب اوس بت دلخواہ کا	ایک مدت سے میں بندہ ہوں اسی درگاہ کا
غنچہ نکو عشق ہے کسکی قدر و تنخواہ کا	لکھتے ہیں ہر فرد پر پہلے الف اللہ کا
اپنے کوچے میں جگہ دیتے نہیں تو کیا	خلق ہے سب اللہ کی ہی ملک سب اللہ کا
راہ بتلاتا ہے مسلک خاکساری میں	خضر وادی ہے بگولا اپنی بارگاہ کا
قتل کرتا ہے کیا کرتا ہے عشق ترک	زخم کہا کر جاتے ہیں کا
غیر کو سیری سوا بوسہ تجھ لگا	ٹوٹ جاتا ہے بہت ہچکی سے پانی جاہ
درد سر میں یاد وہی یار جانے کوئی	سر پھرا میر اتو نیچا ہی گا ہالہ ماہ کا
یاد ہی اوس مصحف رخسار کی شان نزول	عیسی پھر گویا حافظ ہی کلام اللہ کا
خون گرفتہ سر کہیں پاؤں تو کیا کریں	ہے ترا ارشاد قاتل حکم بادشاہ کا
کیوں نہ گھبرائے ہمارا دل زیر آسمان	تنگ ہی اس بیت اس خیمہ گواہ کا
ہی سفر میں ہمکو تیغ ابرو جانا کی یاد	لا کہ منزل ہو گری ہی سبیل گناہ کا

۸۶

نظر آتا ہی ماہ نو جو ہمکو ہر مہینے مین
تو عالم ہا و آجاتا ہی وسکی کجکلاہی کا

کیا کشتہ تمہاری کنگہی بالی کی مچہلی نے
چراغ اپنی لحد پر ہو گا روشن چشم ماہی کا

بیان جو آب کرتی ہین وہ گہر والی ہے آئے ہین
نہین قائل ہے بندہ ایسی تعلی گواہی کا

نہین جانے کی ال سے زندگی تہر الفت مژگان
جدا ہوتا ہے بعد مرگ ہا ہے خار ماہی کا

رہی تا صدہ تب تک سادہ رو ہی لگنگی کا
جو خط نکلا تو خط لکہا ہی ہمکو عذر خواہی کا

کیا جب رقص کی دم خندہ دندان نما ہے
لگا یا یار کی خنجر مین رشتہ شیر ماہی کا

خیال اوس مطلع ابرو کا جبسی بندہ گیا مجکو
بعینہ یہ بیاض چشم ہی دیوان نگاہی کا

حنا نی کیا صفائے دستی ہمارے روے روشن کو
نہین ہے نام مثل ماہ تو یہین سیاہی کا

جو ہوں جو ہتی ہی ری آسمان کا ہی جاتا ہے
چڑہی ہے نہ برتری تلوار کی کیا موسم سیاہی کا

مضامین ندرت کی اسیر اسد جو لکہی مین
کہ ہر مصرع مرے دیوان مین مصرع آہی کا

اور وہ ان کو او سنی اون یار عام کا
ہم ڈہونڈہتی ہین دوسری موقع سلام کا

ہر زو بحیات کشتہ ہی اوسکی حسام کا
دم ہے بندہ ہا مسیح علیہ السلام کا

اسقدر مجکو ہی اک سرو قامت کی تلاش
پہرتی پہرتی دشت مین مین ریگ کا ہوگیا

داغ وحشت کے ترقی دیکہ تو اے آسمان
چاندیہ وچار دن مین چودہوین کا ہوگیا

وسعت ہمت کو کہو یا انتظار یار نے
تنگ ظرفیسی مین طالب حور عین کا ہوگیا

شکل جنت پہر گئی آنکہون مین ہر گہ بہشت بند
ترجمہ خورشید رب العالمین کا ہوگیا

جب ہنا اوس گلشنی اپنی گہر مین نام کام
مژدہ طبتم فادخلوہا خالدین کا ہوگیا

مرحبا صد مرحبا کیا طبع عالی ہی اسیر
آسمان سی رتبہ فائق اس زمین کا ہوگیا

گدا کو دم مین ملجاتا ہے رتبہ بادشاہی کا
رہی انسان ہر دم منتظر فضل الہی کا

جو عصیان کر کی دعوی کرے ہے بیگناہی کا
نہین ڈرتا وہ سکوہ روز محشر اعضا کے گواہی کا

تحیر کیا کہون اوسکی گدا کا راہ جیسی ہین
کہ طغرا ہے سر اک نقش قدم فرمان شاہی کا

مرا دل جانتا ہی جو ہے اب تک تیری نخوت کو
ہمیں جسطرح واقف ہے اسرار الہی کا

لکہا ہی خط اگر اوسکو تو آیا دل انکو نامہ
کہ آندہی مین ہے اندیشہ کبوتر کی تباہی کا

زوال دولت اقبال ہو جاتا ہے نخوت سے
بجہا دی شمع کو جہونکا نسیم صبحگاہی کا

عمر بھر آتش فرقت سے کلیجا پکا
روز ساماں رہا موت کی مہمانی کا

ٹھوکر میں کہائی گا کس کی یہ سر کیا جانے
کس کو معلوم ہے مضمون خط پیشانی کا

ساتھ ہوں اوسکی سواری کے میں گریاں جو اسیر
صاف عالم ہو کہا ٹوپ میں بارانی کا

ضعف سے پیوند زمیں ہے جا زمیں کا ہو گیا
مثل نقش پا جہاں بیٹھا وہیں کا ہو گیا

ساعد سیمیں سے وہ کہلائی ہمیں صبح بہشت
باب جنت چاک اوسکی آستیں کا ہو گیا

کیا نزاکت ہے کبھی سو یا جو وہ نازک بدن
ہر گل تو شک میں عالم یاسمیں کا ہو گیا

بعد مردن کوچۂ محبوب میں پائی جگہ
خاتمہ بالخیر مجھ عزلت نشیں کا ہو گیا

عالم حیرت میں دیکھا جلوۂ رخسار یار
دیدۂ حیران میں عالم دوربیں کا ہو گیا

ہمکو زنداں میں جو یاد آئی وہ زلف عنبریں
حلقۂ زنجیر نافۂ مشک چیں کا ہو گیا

کوچۂ محبوب بھی شاید کہ ہے ملک عدم
نامہ لیکر جو گیا قاصد وہیں کا ہو گیا

سجدۂ در سے ترے حاصل ہوا ایسا فروغ
نیر اقبال داغ اپنی جبیں کا ہو گیا

جامہ ریزی نے تری اتنا کیا مجھکو ضعیف
ہاتھ بھی اک تار میری آستیں کا ہو گیا

آہ وزاری کی سوا کچھ نہین ہاتھ مین میرے
پوچھ کر اشک ہمارے وہ پری کہتا ہے
چودھوین رات کا کہتا ہی جسے چاند جہان
ہجر مین کون ہو مجروح چمن مین جا کر
زینت شہر ہوئی میری لحد و تفسی
سجدہ کرتی ہین تم کعبۂ ابرو مین کبھے
حال انسان نہ کھلی اہل نظر پر کیونکر
دیکھ کر نسخہ کی ورق ہٹے ہین آیا یہ خیال
موشگافون سی سی ہے یہ صفت جو ٹکڑے
برق رخشندہ سر قبر جلا ای کی چراغ
مجھسا سر گشتہ نہ دیکھی گا کوئی خواب مین بھی
صورت گل مین ہنسون خاک یہ ہٹی کہ نہین
میرا قاتل ہو جو لیلی تو یہ مجنون سی کہے

شمع کی طرح مین پتلا ہون ہوین پانی کا
استخارہ ہی یہ تسبیح سلیمانی کا
ٹھیک نقشہ ہی ترے چہرۂ نورانی کا
زخم اوٹھنے کا نہین لا یہ یکانی کا
فرش ہر گھر مین بچھا مخمل کاشانی کا
واعظو کب یہ طریقہ ہی مسلمانی کا
استخوان قرعۂ رمال ہے پیشانی کا
مہرہ وہ چشم ہی تسبیح سلیمانی کا
خوب مجموعہ ہی اجزای پریشانی کا
ہون مین کشتہ کسی ہستی موے پیشانی کا
خاصہ روح مقامی ہے مین ہا سیلانی کا
ایک جامہ ہے مری پاس سو عریانی کا
پردہ محمل مین ہے بند دیدۂ قربانی کا

نقاہت نی قرار اپنا کیا ہی اسقدر سنگین
لگا مین کیا یہ شانا ور کیطرح سی دست و پا بسمل

حواس خمسہ عاشق کے نالی سی ہی جمعیت
ہمارا ہی کلام صاف ہو گا باعث شہرت

کہ پرتو آئینی مین نقش ہی گویا کہ پتہر کا
گرایا پانی ہیبت سے ہے ای ستمگر تیری خنجر کا

پریشان فوج ہو جسبدم نشان گر جای لشکر کا
جہان مین آئینہ سی نام باقی ہے سکندر کا

کسی کو دہر مین اسد بالقوہ مدہی ولت
اسیر احوال رہتا ہے پریشان کیمیاگر کا

غم ہی اس بحر مین کیا میسر سامانی کا
گہر ہی ہدت سے دل صاف مین حیرانی کا

نقشہ کرتا ہی رقم میری گرانجانی کا
گہوڑی کاغذ کی ہی دوڑانہ دلی القید

مین تو رہتا ہون کہین اور رہی ہی کہین
غسل کرنی کو نہ آیا سوی حمام وہ مہر

بدلی پانی کی اگر خاک جنون کی اسی
ناخدا خود ہے خدا کشتی طوفانی کا

خانہ ہی آئینہ دیدہ قربانی کا
ہاتہ دب جای گا پتہر کی تلی پانی کا

کہل گیا صاف لفافہ خط پیشانی کا
جان سیر ہی اگر دل کسی زندانی کا

گرم ہنگامہ کسیدن نہوا پانی کا
ایک رویان نہو میلا مری بارانی کا

ہی بجا سیلاب کو ٹڑی لگاتی ہی جو موج
جو بڑہا حد سی زیادہ قابل رد ہو گیا

یاد آئی مانگ وہ دل ہوا ایسا بلند
خط ابیض آسمان پر خط اسود ہو گیا

یار اگر یکرنگ ہو پہر ہی دوئی کا ذکر کیا
فیض جنسیت سی ضم حرف مشدد ہو گیا

بزم مین جانی نہ پائی لیک پانی جا بجی صید
پشتۂ دیوار جانان ہمکو مسند ہو گیا

غنچۂ دل اوسکی باتون سی کہلی امید ہے
جنبش لب سی کشادہ قفل ابجد ہو گیا

اہل دنیا جمع مقصد سی اوٹہاتی ہین جو لطف
ترک مقصد سی ہمین حاصل وہ مقصد ہو گیا

خط ہو روشن جو لکہا عارض جانانکا وصف
دایرہ مہتاب رشک کہکشان مد ہو گیا

کارخانہ ہی خدا کا یا کچہری عشق کی
پہلوان کم زور جو آیا وہ وارد ہو گیا

یار آیا سامنی آزردگی جاتی رہی
صاف ہر فقرہ شکایت کا خوش آمد ہو گیا

دشمنی اس آدم خاکی سی کفر محض ہی
کی جو سجدی سی ابا ابلیس مرتد ہو گیا

تار گیسو کا تصور باعث شیرازہ ہی
دفتر خاطر مجزا تہا مجلد ہو گیا

ایک مجنون ایک مین وحشت کی دو تہی شاگرد
فرق اتنا وہ رہا کو دن مین اشد ہو گیا

سلسلہ روز ازل سی ہی محبت کا اسیر

ره گیا اوسکی طلائی رنگ کا مضمون اگر
کاغذ زر بنگیا کاغذ مری مکتوب کا

ہی تیری عدالت سے جبر نقصان چاہیے
غم دیا ہی تو الٰہی صبر دی ایوب کا

لوٹ عصیان کا زلیخائی عبث بہتان کیا
دامن یوسف ہی پر دیدۂ یعقوب کا

سانہ ہی عارض کی لازم ہی خیال خط سبز
ماہ شعبان دیکھکر کیجی نظارہ دوب کا

یار ہی قابو مین میری کیون نہ دب جاہی رقیب
سامنا معزول کی سکتا ہی کب منصوب کا

معتقد ہین اہل دل سید دکیا سمجھین اسی
ہی ہماری شاعری بڑ مارنا مجذوب کا

بندگی میری مقلد ہی خدائی کی اسیر
عاشق صادق ہون مین اللہ کی محبوب کا

مین ازل سی بندۂ درگاہ احمد ہوگیا
حلقہ میری کان مین میم محمد ہوگیا

نعل پائی اسپ جانان جم رہی اللہ ری جذب
سنگ مقناطیس اپنا سنگ مرقد ہوگیا

دہیان آیا بعد مردن ہی جو خط سبز کا
تختۂ تربت مرا لوح زبرجد ہوگیا

مسقد مضمون عالی سی بڑہی قدر سخن
بزم کی ہر مصرع ہمارا یار کا قد ہوگیا

تم بہی نکلو گہر سی اپنی ای شہ اقلیم حسن
تخت گردون پہ شہ خاور برآمد ہوگیا

رہنما جو تہا ہمارا آپ ہی گمراہ تہا

یار کا سیر زنخدان کی سطح آتا نظر

برق عالم سوز سمجھی ہی جسی اہل جہان

اوج گردون پر ہمارا نالۂ جانکاہ تہا

سر آستان یار سی بنی او ٹہا لیا
گل چاندنی کا اوسنی اوچہالا جو راتکو
بہیجا جو قاصد اوسنی تو صحبت ہوئی نصیب

رسوا ہوا خراب ہوا در بدر ہوا
سب کو گمان ہوا کہ نمایاں قمر ہوا
مکتوب یار مرہم زخم جگر ہوا

غربت مین پائی شکل گہر آبرو اسیر
ہمکو سفر وسیلہ فتح وظفر ہوا

ہی سیاہی سی عجب عالم مری مکتوب کا
اک جہان عاشق ہی اور یوسف کی روی خوب کا
خاک سی کر پاک اپنی بندۂ ناچیز کو
ہو وہین بعد فنا میری جنازی کی نماز
سو سمجھ گویا قریب آیا ہی ای یوسف لقا
لاکھہ ایذا مین ہو جان لیکن لب تلک آتا نہین
جذب الفت کی مضامین کرنی ہین ہمکو رقم
ابر گیا برق بہی جز من تلک آتی نہین

طالع عاشق ہی یا گیسوی محبوب
آئینہ پیش نظر ہی دیدۂ یعقوب
شکر احمد کا الٰہی صبر دی ایوب
جس جگہ مجمع ہو محبوبان خوش اسلوب
چاہیی کمری ہین وہ دیدۂ یعقوب
کیا مرا اپنا ہی خاک مرقد ایوب
چاہیی سطر مین بہی ڈورا رگ جذب
میری دشمن مجہسی غمزہ کرتی ہین محبوب

جو مخمس پنجتن کی وصف مین موزون ہوا
داغ غم اہل غنیمت جان محشر ہی قریب
دیکھکر دندان و دہان یار مین آیا خیال
جانتا ہون راحتِ دنیا کو سرتاپا الم
چھوٹتی ہین ہاتھ سے کیا جاتی ہین ہم سوی عدم
مرگیا ہون اب تو کاندھا دیجیے تابوت کو
زیست ہی کسکو گوارا کیا پیین آبِ بقا
لکھنی بیٹھی جب کسی نرگسی آنکھون کا وصف
بیدین کہتے ہین سب تجکو تو کیون ہوتی ہو تنگ
عیب کیا ہو سیری بوائین اگر ہجو رقیب
کیا کرین بیماری فرقت مین ہم سکر دوا

بن گیا نقشہ نشانِ حضرت عباس کا
کام ہی اک روز آرستا ہی پیا پاس کا
ہی نگینہ خاتم یاقوت مین الماس کا
فرق ہی پر مجکو ہوتا ہی یقین آماس کا
بیکسی کا وقت ہی چھایا ہی عالم یاس کا
ہی وداع آخری موقع نہین وسواس کا
خضر کی ہمت نہ ہم مین ہی حوصلہ الیاس کا
کاغذی بادام سی کیا چہ لیا قرطاس کا
بند ہو سکتا نہین ہی منہ عوام الناس کا
ذکر قرآن مین کیا اللہ نی خناس کا
جب اثر اکسیر مین ہو سودۂ الماس کا

اشک کے موتی کرون کس کس خوشی سی مین نثار
بخت دکھلائین جو روضہ حضرت عباس کا

ای جنون لاغر ہوا یہ عشق غذا یار مین
یون تو تھا مغرور اپنی حسن پر وہ سادہ رو
آئینہ دیکھا تو اوسکو اور غرا ہو گیا
صورت طوطی بھی کل روز نہ ہو گی

آئینہ تاریک ہی اوس بزم سی باہر
دفتر مین سیاہہ نہین جو دنظری کا

معمار ترے گہر کا تہا شاید کوئی شاعر
کیا خوب کیا نظم مثلث سہ دری کا

پیغام مری قتل کا لکہا ہی جو خط مین
عہدہ ملک الموت کو دو نامہ بری کا

پیری مین عبادت ہو جو کم عذر کی جا ہی
ہی وقت بہت تنگ نماز سحری کا

کرتا ہون رقم یار کی رفتار کی مضمون
آواز قلم قہقہہ ہی کبک دری کا

ہاتہ آئی مجہی خوب سپر تیغ زبان کی
خوش ہون کہ ہوا کان کو آزار کری کا

ہی جوشش بہار ایسی چمن کان جواہر
ہر پہول مین عالم ہی عقیق شجری کا

حیران مت ہو نکلین گی مری آنکہ سی آنسو
تصویر کی دریا مین نہین نام تری کا

تنخواہ جو بوسون کی ملی ہمکو تو کیونکر
شمسی کا وہ قائل نہ حساب قمری کا

اللہ کی قدرت ہی ترا دست حنائی
دیوانہ سلیمان بہی ہی اس لال پری کا

پیری مین اسیر اب ہی کسی پست کی امید
بجہنا ہی مناسب ہی چراغ سحری کا

کیون نہو دلکو مری محبوب فراغ افلاس کا
ایک گلشن مین نہین ہی محل اس بوالہوس کا

وہ دہن [illegible] بندوق کا مجھکو چھرا ہو گیا
ہجر مین کہایا ہی کچھ کم زخم کہا تی نہین
حلق سی اوترا جو دانہ مجھکو چھرا ہو گیا
وحشت دل واہ کیا [illegible]
پاک عصیان سی گناہون سی [illegible]

ہین یہ ادنا شوخیان رنگِ حنا ہی یار کے
منہ نہ بگڑا گو کہ زخمی ہمکو قاتل نی کیا
ہاتہ مین سیری جو آئی سنگیِ داغ اشرفی
ہی حرارت سی حرارت اپنی خونِ گرم مین

موز آیا پاون کی نیچی تو جگنو ہو گیا
زخم کہایا جو جبین پر صفا و
جس گہر پہ کی نظر مین نی وہ آنسو ہو گیا
مورچہ شمشیرِ قاتل کا بہی جگنو ہو گیا

آیۂ سجدہ خطِ رخسارِ جانان ہی اسیر
فرض مین اب سجدۂ محرابِ ابرو ہو گیا

ہر نقشِ قدم سکہ ہی اوس شوخ پری کا
عاشق مری ہوتی ہی ہان خط نکل آیا
صیاد سی کہدو کہ بہت خاک نچہانی
نکہری ہوئی ہو حسن سی چہرہ ہی بہو کا
ہی داغ چراغِ لحد کشتۂ الفت
کب بند ہوئی کشتی مینہ مین ساقی
دیوانہ بنا مین وہ جہی دیکہنی آیا

ٹکسال سی باہر ہی چلن کبکِ دری کا
پروانہ ہوا مین تو چراغِ سحری کا
آتا ہی زمانہ مری بی بال و پری کا
سینی سی لپٹ جاو کہ عالم ہی پری کا
پہولا ہی یہ لالہ تری بیدادگری کا
خشکی مین کیا ہمنی سفر روز تری کا
دیکہو تو ذرا ہوش مری بیخبری کا

روشنائی سی رقم جب وصف گیسو ہو گیا
مشک نافی سی زیادہ صوف خوشبو ہو گیا

رات کو جب رونق گلشن وہ گلرو ہو گیا
اوڑ چلا شادی سی گل ایسا کہ جگنو ہو گیا

طوف میں اوس زلف مشکیں کی عجب خوشبو ہو گیا
لعبہ جو ناف زمین تھا ناف آہو ہو گیا

جز خدا محتاج کب اوس رونکی ہوتی ہین حسین
دست قدرت سی قبائی گل پہ اتو ہو گیا

عالم وحشت مین عالم لاغری کا کیا کہون
داغ کی پھولون مین جسم ناتوان ہو گیا

گوندھی مین بال اوسکی زلف کے ٹوٹی ہوی
جس جگہ زمین اگئی وہ ناف آہو ہو گیا

جو بھی قد دیکھنی آیا مری روئی کی سیر
اسقدر حیرت ہوئی سر لب جو ہو گیا

بعد مردن بھی رہا یہ طبع موزون کا اثر
تھا اپنی قبر کا سنگ ترازو ہو گیا

پاؤن اپنی جم گئی پہنچی جو کوچی یار مین
ہاتھ شل ہو ہو کی دروازی کا بازو ہو گیا

خوب پلکون نی دبایا چشم فتان کو تری
گھر گیا نیزون مین شیر ایسا کہ آہو ہو گیا

بجلی کو جھاڑ کر جسطرح اوڑ چلتا ہی سیاہ
چھوڑ کر موباف کو طرہ وہ گیسو ہو گیا

ہاتھ مین اوس گوری کی تعال نی مہندی ملی
مرغ آتش خوار شاہین ترازو ہو گیا

تنگ ایسا نالہ مجنون نی صحرا کو کیا
خیمہ لیلی بھی گھٹ کر چشم آہو ہو گیا

یہ نور رخسار یہ جبین ہی لباس زیور جو ہی حسین کی	جو شکل فانوس آستین ہی تو شمع یکہ ہی آستین کا
نہان نہین ہین چشم خوبان عیان ہین ان رہنے نوا وقت	چمک ہا ہی وہ ماہ تمکین کہ جس طرح چاہ جو بن کا
لکہا ہی جو وصف سوادات گیسو ہا ہی ناف آہو	قلم کا میدان ہوا یہ جو شو یقین ہی سیکو سو دو جن کا
نگاہ کم ہی کسی دیکہا کہ یا لی ہائی من ہی بلا	ہی ایک آنسو کا حال اسکا گرا جہان ہو گیا وہین کا
فقط نہین وہ دہن ہی شیرین زبان ہی شیرین سخن ہی شیرین	تمام اوسکا بدن ہی شیرین جو سر ہی قند دانگبین کا
جہا نمین جتنی ہین ماہ پیکر وہ تیری خوبی ہین آنکل تر	نہو جو جنکو یہ تاب دردو لیل ہی حال آتشین کا
منجمون کا نرکہ یہ بہر سا کہ علم رکہتا ہی حق تعالی	نہین ہی وہ شن کسی پہ اصلا کہ کیا ہی مطلع خط جبین کا
یہن کی آہی ہوا ہی گل تر لباس ہے جلام کا معطر	مری لحد پر پہی یہ نہ رکہکر چڑہا ہی پہول آستین کا
بہار آتی ہی ہی تماشا کہ لا کہون ہوتی ہی ہیکل	مگر ہمارا بدن ہی ہتلا لگی گلستان کی گل زمین کا

بتان چین چشم نی بصد فن کیا ہی کشتہ وکہا کی جو بن
مری لحد پر ہو بعد مردن اسیر گنبد غزال چین کا

کاٹتا ہی گہر جدا جب سنگ وہ مہرو ہو گیا	سوسنی جو پہول تہا فالین کا جہو ہو گیا
مشک افشان لسکہ اوسکا عکس گیسو ہو گیا	روبرو آئینہ آیا ناف آہو ہو گیا

پہری زمانہ اودہر کی اودہر ہو سر خلقت
ہی شراب کا طوفان تو ہوگا
نی جو نوح کا ہر توبہ دعا مانگون
کیمین بلندی پایہ نہی ہم کہنت کا
فلک سی کیا ہی جفت کہون جانی
برمن اوسکی رنگ گل کا سوا ہوگا
عجب نہیں جو لپک جائی شاخ گل کی طرح

نہ یہ سمجھو کہ خوابیدہ نام کرونگا
مری طرح سی ہی کیا اوسکا منتظر دریا
اسیر آنکھون مین ہی نام جان کا نکلا
سر کو جہکا کی جس مین گنہگار رہ گیا
جلاد کہینچ کہینچ کی تلوار رہ گیا
صیاد نی بہار مین سب کو رہا کیا

پابند ہون مین سلسلہ زلف مین اسیر
زنجیر کا نہین دل دیوانہ آشنا

تصور مین ہی نت دیدہ نظارہ چشم جادو کا
تصور ہی جنون مین بسکہ سرو قد دلجو کا
کہی اشعار موزون زندگی بہر طبع موزون نی
وہ گریان ہین کہ بن روئی گمان گزرے یہ ہی مجہپر
فراق یار مین ہی بالش و بستر کی کیا حاجت
سکندر نی بنایا آئینہ پر اس سی کیا حاصل
نظر آتا ہی افشانکا جو ذرہ اوسکی گیسو مین
بہی اگا عشق کی بیخ بی سی کیونکر سنبل وحشی
کیا ہی ابر ایسا قحط آب تیغ قاتل نی
کہون کسطرح واعظ اسی نہین مین اہلکا عاشق
تمیز اسفل و اعلی نہین ہوتی ہی موذی کو

گہونگہرا دشت مین دوڑ رہا ہون چشم آہو کا
مری زنجیر پا مین شور ہی قمری کی کوکو کا
لحد پر بعد مردن چاہیئی پتہر ترازو کا
عرق منہ پر اگر نکلی گمان ہی صاف آنسو کا
کہ بستر اشک کی چادر ہی تکیہ داغ پہلو کا
فلک نی عاقبت آئینہ توڑا اوسکی زانو کا
چمکنا یاد آتا ہی شب فرقت مین جگنو کا
غضب ہی شیر کو سہما ہوا منظور آہو کا
کہ اب پہلی کا کانٹا استخوان ہی مری بازو کا
بہت مشکل ہی ردی مین چہپانا اشک کی بو کا
برابر نیک و بد کی اسطی ہی ڈنک بچہو کا

اسیر اوٹھی اگر طوفان شراب لعل میگون کا

بلبل سے گل ہے شمع سے پروانہ آشنا
اک ہم رہے سو ہم سے ہے بیگانہ آشنا

مانع کوئی حرم مین ہے اپنا نہ دیر مین
ہین ساکنان کعبہ و بتخانہ آشنا

غنچے سے کام ہے نہ ہمین گل سے باغبان
اپنا ہے ایک سبزۂ بیگانہ آشنا

بہاگی جو دور یار تو لازم ہے کہ عشق
کب ہے چراغ ماہ کا پروانہ آشنا

جلوے دکھائین لاکھ پری وش تو ہے سوا
ہوتا ہے کب ہمارا دل دیوانہ آشنا

لازم نہین وہ بات کہ دشمن ہو جس سے دوست
وہ کام کر کہ جس سے ہو بیگانہ آشنا

باقی ہے جو مزاج مین تیرے اوسکی سادگی
زلفون سے آج تک ہے ہوا شانہ آشنا

بیگانہ ہم مین سب سے جو آباد دہر مین
شیشہ نہ آشنا ہے نہ پیمانہ آشنا

جس جس جگہ گیا مین رہا ساتھ یہ مرے
ہے کون مثل معنی بیگانہ آشنا

گرداب وار کیون نکرے پیچ و تاب دل
ڈوبی محیط عشق مین کیا کیا نہ آشنا

ماتم کسی نے بہی نہ کیا اپنا بعد مرگ
بیگانہ اپنی قبر پر آیا نہ آشنا

مشتاق گوش ہے سخن آبدار کا
یارب صدف سے ہو در یکدانہ آشنا

سی کہین شروع حسینونکی گفتگو
آغاز تیری نام سی ہو اس کتاب کا

کار کوئی رہنی ندی سکیدی کی جبر
ٹوٹا سبو تو جام بنایا شراب کا

یان ہی دل تو مائل حسن ملیح ہو
گر ذائقہ درست نمک سی کباب کا

گر کا تیری ہاتہ جو پونچی سپہر تک
زیور ربا کی لائی زر آفتاب کا

ر جہان مین ہی کسی ہستی کو کب ثبات
چلتی ہی ٹوٹتا ہی سفینہ حباب کا

پردہ ہماری آنکہ کا حاضر ہی کی اسیر
منظور ہو جو یار کو پردہ حجاب کا

بال آئی جو ہمکو پیش پا افتادہ مضمون کا
کہین سایہ کو مصرع و سر او قد موزون کا

جاب یار ہو جاتا ہی شوق و مفتون کا
نقاب چہرہ لیلی ہی پردہ چشم مجنون کا

بحر گریہ آئی جوش سا اس چشم پر خون کا
نشان کوئی نہ باقی مثل نوبان ربع مسکون کا

نت کو ماہ تابان ہی تو ذنکو مہر خشان ہی
ترقی پہ ہی عالم اوسکی حسن روز افزون کا

ی تعظیم کہنی رہین اگر آیا سگ لیلی
نکل آیا بدن سی استخوان ہر ایک محزون کا

ہ پیاسا ہون کہ پانی مجھ سی فواری چہپاتی ہین
خزانہ حوض کا گنجینہ بنجاتا ہی قارون کا

سرخ آتا ہی نظر شیشہ مئی گلفام کا

پیری مین جام دی مجھی ساقی شراب کا ۔ ہوتا ہی وقت صبح ظہور آفتاب کا

اس خشک و تر مین بادشہ بحر و بر ہی وہ ۔ حاصل جسی مزہ ہی شراب و کباب کا

دہیان آیا چشم و ابروی ساقی کو دیکہکر ۔ رکہا ہوا ہی طاق مین ساغر شراب کا

ہی ... بروی دیدۂ تحقیق باغبان ۔ بلبل کی اشک شور مین عالم گلاب کا

آئی کا اوسنی خواب مین وعدہ کیا تو کیا ۔ مشکل شب فراق مین آنا ہی خواب کا

محو و راسقدر ہون جو قلیان کا شوق ہو ۔ گرداب کی حلیم ہو تو حقہ حباب کا

آتا ہی تجھکو دیکھکی غش آفتاب کو ۔ شبنم سی صبح دیتی ہی چہینٹا گلاب کا

سامان عشق ہجر مین سامان جنگ ہی ۔ بندوق کا پیالہ ہی ساغر شراب کا

نکلا نہین ہی مصحف عارض پہ اوسکی خط ۔ آیا ہی اپنی شان مین آیہ عذاب کا

ثابت ہوا یہ ہمکو لجالو کی شرم سی ۔ انداز تجھسی سیکھ لیا ہی حجاب کا

سایل تری ہی کا دیدۂ تر سی مگر ہی بحر سبز ۔ رکہتا ہی دست موج مین کاسہ حباب کا

بنتا ہی آج کل نکل آتا ہی اوسکا خط ۔ عاشق یہ شہرہ ہی مگر آفتاب کا

٦٦

اور ہی عالم مین اب تجلی مجہی اسی بیخودی

خط بناکر اوسکی چہرے کا کیا کندن سیاہ رنگ

لفظ بسم اللہ مین پیدا نہین مد و الف

سانپ ہین بیخودی کرین ہا چند کعبی کا طواف

آخر عمر اول اضطر پا چہوڑدے

صحبت ناجنس سی ہوتی ہین دون اہل صفا

اشتیاق چشم جانان نی آنکہین دی ہین

دل جلانا ہو جو الفت مین جمع شمع سی شرط ہی

دلسی شوق نرگس مسگون کبہی جاتا نہین

انتہای شوق ہو تو شعر دیتا ہی مزہ

شیشۂ دل ٹوٹتی جاتی ہین اسکی دور مین

سعد الطالع کہ سوی حشر تک اصحاب کہف

یہ زمین کس کام کی آسمان کس کام کا

کیمیا گر نام رکہون یار کی حجام کا

یہ پہریرا وہ نشان ہی لشکر اسلام کا

کیچلی ہی جسم پر جامہ نہین احرام کا

رات تہوڑی رہ گئی ہی وقت ہی آرام کا

کاسۂ سائل ہی دیکہو آئنہ حجام کا

جسم داغون سی سراپا نخل ہی بادام کا

پہر کہان گرمی جو دروازہ کہلی حمام کا

منتظر رہتا ہی یہ شیشہ ہمیشہ جام کا

جب تلک پختہ نہو جائی تو کس کام کا

نام ہی سنگ فلاخن گردش ایام کا

اپنی آنکہون نی نہ دیکہا خواب ہی آرام کا

حال باطن کا عیان ہوتا ہی ظاہر سی امیر

٦٤

ہی پسند طبع عالم لام گیسوی صنم
کونسا کافر ہی جو تابع نہین اسلام کا

خوش نوایان چمن کو کر لیا تو نی صید
اپنی تقریر مسلسل مین ہی عالم دام کا

کہکی یہ قاصد نی پہنچایا مرا خط یار تک
دیکہیی صاحب ذرا یہ خط ہی کسکی نام کا

ساقیا کس بادہ کش کو آج ہی یاد شراب
ہچکیان لیتا ہی شیشہ بادۂ گلفام کا

وہ شکار دشت پر آشوب وحشت ہین اسیر
آسمان تک ایک حلقہ ہی ہماری دام کا

ہی سخن اپنا وظیفہ بسکہ خاص و عام کا
لکہنو سارا نگینہ ہی ہماری نام کا

کر جوانی کہو کی پیری مین خیال انجام کا
ہی غنیمت صبح تک آئی جو بہولا شام کا

تیری آنکہون کا اگر سودا نہین ای گلبدن
خشک ہو جاتا ہی پہر کیون مغز بادام کا

ہاتہ کاٹی قطع کی ہی میری قاصد کی زبان
کیا جواب اوسنی دیا ہی نامہ و پیغام کا

وصل مین رویا جو مین وہ برق وش جہنجہلا گیا
ناگوارا ہوا باران بی ہنگام کا

تیر دندان طمع رہتی ہین چشم یار پر
چاہئی منجن مجہی خاکستر بادام کا

زلف و روی یار کی تشبیہ کا لالچ ہئی
یہ سیاہی کفر کی وہ نور ہی اسلام کا

قید سی مطلب نہ نکلا کچہ دلِ ناکام کا
دانہ جسکو جانتی تہی تہا وہ عقدہ دام کا

لب پر اک عالم کی ہی نام اوس خود کام کا
جو دہن ہی بس نگینہ ہی اوسی کی نام کا

خندۂ دندان نما کہوتا ہی قدر مرد کو
رتبہ دندانون سی گہٹ جاتا ہی کم صمصام کا

صبح محشر پر یہان تہی وعدۂ دیدار ای
ای پتنگو ہو مبارک وقت تمکو شام کا

صورتِ طاوس ہم روز ازل سی قید مین
صاف عالم اپنی بال و پر مین ہی گلدام کا

صورتِ تصویر ہون مین قید ہستی سی ای
ایک ہی جسم اور پیراہن مری اندام کا

لطف کیا نکلی جو خط رخسارۂ معشوق پر
ہون عیان جوہر تو پہر ہی آئنہ کس کام کا

صید کر لینا مرا منظور تہا صیاد کو
کہل گیا ای ہمصفیرو آج عقدہ دام کا

روز میرا شب ہی ظلمت شب کی کیا ظاہر کرون
صبح میری شام ہی عالم کہون کیا شام کا

لاکہہ مشکل سی جو ہمنی سر نکالا دام سی
طوق گردن بنگیا صیاد حلقہ دام کا

شاہ ملک فقر ہون تخت زمین ہی زیر پا
پہر رہا ہی چتر سر پر گردش ایام کا

روز محشر تک نہ جاگی خفتگانِ زیر خاک
گورکا تہ خانہ بہی تہا کیا مقام آرام کا

ناوک اندازی یہ کی تیر نگاہِ یار نی
ہوگیا پردہ مشبک دیدۂ بادام کا

٦٣

وہ بڑی آنکہین وہ چہوٹا سا دہن یاد آگیا
نغمہ سنجی دیکہکر بلبل کی صحن باغ مین
مجمعِ احباب مین اپنا سخن یاد آگیا
سینی مین ناقوس کی مانند دل چلا اوٹہا
نہ نبہی جب وہ طفل برہمن یاد آگیا

ایذا ای دہر سی مین گنہگار شاد ہون
کسدرجہ زاہدان ریائی کا ہی سلوک
پہیکا جو اونسی کانسی تنکا نکال کی
کیا ضد ہی جب پڑا آبِ مژۂ چشمِ عندلیب
مجنون کا حال سنکی نہ جی چہوڑ دی دلا
پڑہتا مین کسطرح کہ نہین ہوش تک بجا
ہی شوق سجدہ سر کو جو میری تو ہی بجا
کس طرح وضع غیر محل ہو پسند خلق
لب پہ جو نقش ہی مری دانتو نکا شاد ہو
وحشی وہ ہون کہ جذب سی استخوان مین ہی

ہونا تہا جو عذاب وہان وہ یہین ہوا
مین رند مستحق ہزار آفرین ہوا
اوڑ کر بہشت مین مژۂ حور عین ہوا
غصی سی لال لال روی گل آتشین ہوا
کیا کیا نہوگا عشق مین کیا کیا نہین ہوا
خط اوسنی جو لکہا مجہی خطِ جبین ہوا
سنگ اوسکی در کا قالب خشتِ جبین ہوا
دامن لپٹ کی ہاتہ مین کب آستین ہوا
قیمت ہوئی زیادہ جو کندہ نگین ہوا
سنگ اوس پری کا دور کی آیا کہین ہوا

دیکہی جو میری عیب جلی وہ تو کیا اسیر
مشہور آپ خلق مین وہ عیب بین ہوا

حلقۂ ماتم ہوا ہی دورِ اپنی جام کا
ساقیا دیکہا تماشا گردش ایام کا

[illegible]

جو نالہ دل سے باہر ہو نہ پہنچے تا فلک کیونکر	کمان کی گھر مین آتا ہی مقرر تیر ترکش کا
طبیعت کو کوئی خالی ضد سے ہو یہ غیر ممکن ہی	تن انسان ہی پتلا خاک و آب و باد و آتش کا
دل اہل تماشا دام مین آتی تھی کہ اگی	اوڑایا پیچ سنبل نی تیری زلف مشوش کا
نہال زیست ہو گا قطع مین ہمارا مژگان مین	چلن ہی نبض ہا مین شاہی مین آری کی کشاکش کا
بجا ہی خاک ہو جلکر جو دل اوسکی نظارے سے	کہ جسکی عکس سے آئینہ پرکالہ ہی آتش کا
خدنگ خار اسمین بھی ہزارون جسم بستی ہین	بعینہ پاؤن کی چھالی مین ہی انداز ترکش کا
یقین ہی شب سر بالا لین ہم مین مجکو	بدن مجمر مرا ہر داغ انگارہ ہی آتش کا
دم فکر سخن چھپایا یہ زہر افعی گیسو	چھہ ہفتہ بند اب گیا مجکو جو باندھا قافیہ مشش کا
گلاب اوس غیرت گلشن نی اپنی ہاتھ سے چھڑکا	بحمد اللہ بڑا احسان ہوا سر پر مری غش کا

اسیر ایسی مضامین گرم نکلی طبع عالی سے
کہ نازان ہین یہ شاگردی سے ہی استاد آتش کا

خواہان آب بیاس مین جب مین حزین ہوا	موجون سے بحر او بھی چین بر جبین ہوا
اظہار زندگی سے مٹی صورت حباب	آنکھون کا کھولنا نفس واپسین ہوا

[illegible]

یہ گہل گیا جنون مین کہ میرا تن ضعیف
قسمت نی مجہسی پیچ کیا بعد کہ ہی
جب سامنا کیا دُر دندان یار سی
دیکہی جو تیغ عید ہوئی جسم زار کو
تعریف خط سبز سنائی جو ہمنی گرم

تار نگاہ دیدۂ زنجیر ہوگیا
تن گرد باد وادی تقصیر ہوگیا
موتی صدف کو ذرۂ تعذیر ہوگیا
دریا سی موج بن کی بغل گیر ہوگیا
طوطی کباب شعلہ تقریر ہوگیا

ایسا سفید مجہسی ہی جو ن جہان اسیر
ساغر مین بہی جو بادہ بہرا شیر ہوگیا

نہین جاک جگر کو جیب ہی اوس ترک بی ہوش کا
جلاتا ہی امیرون کو بہی عشق اوس ترک مہوش کا
پی عاشق ہی غفلت جو کہ معشوق کی آگ
نگاہون سی بہی مکرای لاغری نہان بدن میرا
ملاحت کہ نمری کیا کیا دل زخمی اوٹہاتا ہی
نہین ساقی تو بہر کیا شیشہ و ساغر مین کیفیت

دل پر داغ نقشہ ہی کسی قصر منقش کا
جو بوتا ہی نہالی کا وہ انگارہ ہی آتش کا
ذرا موسی سی پوچہو جلوہ گاہ طور مین عشق کا
نشانہ ڈہونڈتا ہی تیر اوس ترک کمان کش کا
نگہو ارو نہین اپنی نام لکہلو اس نمک حرام کا
یہ پہوڑا ہی بغل کا وہ پہپولا دست لامکش کا

ہی روضۂ چمن کیا خوب مصحفی کا

فرقت مین دست مرگ گلوگیر ہوگیا
دیکہا جو منہ تو آئینہ شمشیر ہوگیا

کیا جلد اوس گلی مین گیا مرغ نامہ بر
گویا کڑی کمان سی جدا تیر ہوگیا

آوارگی مین ساتہ ہمارا نہ دی سکا
تہک تہک کی آسمان بہی زمین گیر ہوگیا

روشن مری قدم نی کیا کشور جنون
چہالا چراغ خانۂ زنجیر ہوگیا

باران مین ہمکو یاد اگر آگیا وہ شوخ
بجلی سی ابر دست بشمشیر ہوگیا

مین ہون وہ خاکسار کہ فیض نگاہ سی
مٹی کا ڈہیر تودۂ اکسیر ہوگیا

واعظ تری زبان پہ اکثر ہی دخت رز
مین منہ لگا کی مورد تقصیر ہوگیا

وہ تیرہ بخت ہون جو مرقع کی سیر کی
سرمہ نصیب دیدۂ تصویر ہوگیا

گہبرا کی ہمنی اوسکو جو لکہا بیان شوق
مضمون کچہ کا کچہ دم تحریر ہوگیا

ظاہر بدن پر اوسکی ہوئی نازکی سی نیل
پہولون کا ہار درۂ تعذیر ہوگیا

کیا وسعت جنون ہی کہ رکہا جو ہمنی پانو
باغ وسیع کوچۂ زنجیر ہوگیا

کوچہ تمہارا گلشن جنت سی کم نہین
رکہا قدم جو ستی سی حیران پیر ہوگیا

مجنون کی عمر مین نالان ایسا ہی دشت وحشت
شاخ غزال مین بہی عالم ہی ہانسلی کا

شب درد و غم کی گذری وہ آفتاب آیا
اللہ نی دکہایا آنکہونکو دن خوشی کا

غمزہ ہی اوسکا قاتل عشوہ ہی اوسکا آفت
خنجر کا دل ہی پانی دم بند ہی چہری کا

پڑہتی ہین فاتحہ وہ منہ پہیر کر لحد سی
مر کر بہی ساتہ ناہی برگشتہ طالعی کا

دریا ہی یہ زمانہ اہل زمانہ موجین
دیکہا تو سب مین پایا عالم روا روی کا

ابرو وہ ماہ نو ہی لرزان ہی مہر جس سی
مشرق تلک ہی شہرہ اُس تیغ مغربی

گلگیر نی دہن مین لے تیغ کی زبان جب
پروانون کو سنایا فقرہ جلی کٹی کا

پیش جبین جانان نام فروغ کیسا
لیتا ہی چاند ناحق بدنامیونکا ٹیکا

آنکہین سپید ادہر ہون رو کر اسیر انکی
منہ دیکہکر وہ اوٹہین ہر صبح آرسی کا

زاہد ریا سی حاصل کر شغل میکشی کا
خشکی سی سہل ہوگا تجکو سفر تری کا

تجہسی گلا ملای کیا منہ ہی ہانسلی کا
سلک گہر سی بہتر سمجہا ہی کنگری کا

گیسو کی مخمصی سی پای اگر رہائی
رستہ نہ ہم چلین گی زنجیر کی گلی کا

طول اتونکو ندیتی جو تری زلف دراز
مہندی ہوتا تو کف یار کی بوسی لیتا
لالہ ہوتا تو کوئی داغ جلاتا دل پر
ناتوانی سی ہوا سوکہی کانٹا تو کیا
عشق کرتا کسی شیرین سی جو ہوتا فرہاد

خشم حافظ سی کبہا کرتا ئمین قرآن ہو…
سرمہ ہوتا تو نظر کردہ جانان ہوتا
ہالہ ہوتا تو کسی ماہ پہ قربان ہوتا
چشم جانان مین سماتا جو مین مژگان ہوتا
گرد بلقیس کی پہرتا جو سلیمان ہوتا

کربلا مین ہوئی ہم دم پیکار اسیر
ورنہ کیا لشکر کفار سی میدان ہوتا

٥٦

نیکی سی ہم نہ گذری کیسا عوض بدی کا
پر توڑا ہی حبیبی اوس چشم نرگسی کا
کیا دل لگی جنون مین وحشت پسند ہو یا نمین
شیشہ رہی بغل مین جام شراب لب پر
جس نور چشم جانان آئی مقابلی پر
لایا جواب قاصد فرصت مرض سی پائی

ہندو کی مردی پر بہی کلمہ پڑہا ہو…
لبریز می ہی مینا سونیکی آرسی…
مر دم گیا سی صحرا جنگل ہی آدم…
ساقی بہی مزا ہی و دن کی…
کہل جاہی گا لفافہ یا دام کاغذ…
پر زا نہین تمہارا نسخہ ہی بوعلی…

جذبۂ شوق اگر سلسلہ جنبان ہوتا
پاؤن مین سلسلۂ زلف پریشان ہوتا

تام جانی کا وہ خورشید جو بیتاب وصل
صبح سی پہلی مرا چاک گریبان ہوتا

لب جانان کی تصور مین جو گرتی آنسو
کوئی یاقوت کوئی لعل بدخشان ہوتا

اوسکی رفتار کا انداز اوڑاتا کیا خوب
کبک یہ چال نہ چلتا اگر انسان ہوتا

دولت حسن خداداد نہوتی زائل
صرف للہ اگر چاہ زنخدان ہوتا

اوڑ کی آتا جو ری ہاتہ مین اے شک پری
طائر رنگ حنا مرغ سلیمان ہوتا

وصف لعل لب جانان مین رقم کرتا ہون
چوستا ہاتہ جو یاقوت رقم خان ہوتا

شب فرقت کی سیاہی ستاتی اتنا
میری پہلو مین اگر وہ مہ تابان ہوتا

باغبان سیر کی دیتا جو اجازت ہمکو
پہول مرجہاتی نہ پامال گلستان ہوتا

ہمکسی کاش کسی دشت مین کرتی ہمین دفن
شب کو غول آتی ہر قبر چراغان ہوتا

غیر ممکن تہا کہ مین ہجر مین کہاتا کہانا
تہا جو لقمہ وہ مری حلق کا دربان ہوتا

اشتیاق وار جہی رزق بہی دیتا جو فلک
پہلی حسرت سی مین انگشت بدندان ہوتا

دونون ہاتہون سی تری رخ کی بلائین لیتا
مین پریشان بہی اگر زلف پریشان ہوتا

۵۵

مجکو سکون ہوا تو زمانا ٹہر گیا
ہلنی لگا جو اوسکو مین ...
سو سو جگہ قلم دم انشا ٹہر گیا
آسان نہین ہی معرکۂ عشق مین ثبات
لاکہون مین ایک پاؤن ہمارا ٹہر گیا

گلشن مین مین بہی باہر تماشا ٹہر گیا
محفل مین جب دیکہی اپنی خفا نہ ہو
دیکہا جہان فقر کا تکیا ٹہر گیا
ہوئی مسافرت مین وہ مہر جب بہی
ٹہری جو تجکو دیکہی ہم ہر دو کی عجز
دو روز دیکہنی کو میلا ٹہر گیا
ہون رہرو عدم مجھی ... کام کیا

ہی حسن و عشق ایک اگر غور کیجیی
طاؤس مین بہی جلوہ ہی رنگ بہار کا

ہم ناتوان کہٹکتی ہین گردونکی آنکہ مین
دشمن ہی آبلہ نظر آتا ہی خار کا

منہہ پر چڑہی جو آگی وہ دونگر ہی ہوا
عالم دلِ دونیم مین ہی ذوالفقار کا

یارب ادہر وہ آئی کبہی سیر کی لیئی
سبزہ ہرا ہوا ہی ہماری مزار کا

سر مین ہوای گیسوی مشکین یار ہی
کسکو دماغ نکہت مشک تتار کا

زلف سیاہ کی جو جبین مین ہو ابتدا ہی
زنبور شہد او گلبنی لگی زہر مار کا

مکتوب یار سی تپ غم دور ہو گئی
لکہا یہ کس حکیم نی نسخہ بخار کا

بزم جہان مین جب بنی شمع جاہ ین
پروانہ ہو گیا مری شمع مزار کا

پہنچی کبہی یہ دیکہنی انسان کا غرور
لو چوپرا جنگ اوڑا ایک تار کا

ہی مور دبلای جہان دست بی کرم
دیکہو کہ ہاتہ خشک ہوا پشت خار کا

چاہِ ذقن کا بوسہ عنایت کرین وہ کیا
پاس اونکو ای اسیر نہین یار غار کا

بدن یار کو چہوتا جو مین دامان ہوتا
وہ گلی مجکو لگاتا جو گریبان ہوتا

۵۴

دل غریبونکی ہوی ایسی گرفتار بلا
ہی سواد زلف مین عالم شب عاشور کا

بہر گیا اوس رخ کی پرتو سی مرا زخم جگر
بنگیا مہتاب پہاہا مرہم کافور کا

پستی قد مانع عروج شرف ہوتی نہین
سب پہاڑون سی زیادہ مرتبہ ہی طور کا

مرگیا ہون مین صفای جسم جانان دیکھکر
مقبرہ مین میری روشن جہاڑ ہو بلور کا

محرم بزم حقیقت کب ہین ارباب مجاز
کوئی پروانہ نہین عاشق چراغ طور کا

اوج دنیا پر نہین ہی سرکشی لازم اسیر
دہر ہونکی ٹہوکرین کہاتا ہی سر فغفور کا

مضمون باندہتا ہون دل چشم یار کا
صیاد ہون مین آہوی مردم شکار کا

سودا رہا جو گیسوی مشکین یار کا
ناف غزال ہوگا دریچہ مزار کا

کشتہ ہوا ہون گریہ بی اختیار کا
درکار ہی کفن بہی اشکون کی تار کا

لکہواؤن وصف مین خط رخسار یار کا
ہاتہ آئی خوشنویس جو خط غبار کا

نیکی کی قدر کیا جو نہو دہر مین بہی
رتبہ ہی دہوپ مین شجر سایہ دار کا

شاید کیا ہی یار کی پستان کا اسنی وصف
بہرتی ہی موتیون سی صبا منہ انار کا

نقشہ ہی جان پر جو میری مکان کا
دروازی اوس ماہ کی پردہ ہی کان کا
بنتا ہی جرس قافلہ ریگ روان کا

داغ الفت و زلفت مل گیا
جان آئی بدن مین دل گیا
ڈوبتا تہا دل ہمارا مل گیا

بہار ہا جو ملک خراسان مین ہو گیا

ہی کا ہش جان بہر کسی آفت جان کا
ای نہی تو آموت یہ غمزہ ہی کہان کا
دیوانہ ہون مین ابروی ابخذ بتان کا

۵۲

آہوی وحشی شکار شیر قالی ہو گیا

ذکر کرتا ہون کسیکی نرگس مخمور کا
سبحہ میرے ہاتہ مین ہو دانہ انگور کا

کم نہین موسی سی کچہ رتبہ مری منصور کا
دار مین عالم نظر آیا ہی نخل طور کا

چاک جیب صبح کی مقراض سی کوتاہ کر
بڑہ چلا ہی ای فلک گیسوی شب دیجور کا

جو پری ہی تجکو دی تشبیہ دیوانہ ہی
نار ہی خلقت ہی اوسکی تو ہی پتلا نور کا

ہون وہ بیکس جانتا ہون آسمان کو دار بست
عقد پروین پر گمان ہی خوشہ انگور کا

جمع نعمتہای دنیا ہی خرابی کی دلیل
شہد کی باعث سی لٹ جاتا ہی گہر زنبور کا

ایکدن اوڑ جای کا میری خدنگ آہ سی
گرچہ خورشید آسمان پہ ہی نشانہ دور کا

ہو گئی ہین پہلکر مطرب بسر کو ہم فقیر
چاہیی کاسہ ہماری ہاتہ مین طنبور کا

اپنی سر کا بوجہ اوسکی سر سی اوٹہواونگا مین
راہزن سی کام لونگا ایکدن مزدور کا

کم نہین ہی ای پری جنت سی تیرا خانہ باغ
گل ہی وہ قدسیان سنبل ہی گیسو حور کا

خشمگین ہوتا ہی بیجا تجکو پہونچیگا ضرر
جوش مین آئی تو پانی ہو نجس انگور کا

آہ بی آواز کیا جائیگی اوج چرخ پر
بن پکارے بام پر کب ہو گذر مزدور کا

کہلتی کہلتی ہو گیا گم قید مین اسیا بدن
رفتہ رفتہ خانۂ زنجیر خالی ہو گیا

حباب جا ہین وصف اوسکی ابروی خمدار کی
کیا مرا دیوان بہی دیوان ہلالی ہو گیا

ذات محمل مین جو خواہش اوسکو ہو لونکی ہوئے
سینہ داغون سی مرا یہ ہو لونکی ڈالی ہو گیا

جس جگہ تیغ جنوبی کہچ گئی اوس ترک کی
مین بہی تا سینہ مؤت قطب شمالی ہو گیا

کیا دکہائی ہی مری جو رنگ ہونی بی بہا
چار باغ اوس ترک کا و مال شالی ہو گیا

کم نہین ہی خوان نعمت سی اخوان سخن
طبع عالی سی مین نعمت خان عالی ہو گیا

فصل گل مین رنگ پہر آئی لگا رخ پر مری
عامل معزول مشتاق بحالی ہو گیا

یاد رکہتی ہی ہوا اوس بزم مین ہم نالہ کش
دل ہمارا بلبل گلہای قالی ہو گیا

گوہر دندان کی جب مضمون لکہی بدا
تار مسطر غیرت سلک لآلی ہو گیا

ہو گیا ہمسی جدا جس دن سی وہ دہقان پسر
مزرع امید وقف پائمالی ہو گیا

مر گیا قحط شراب ناب سی مین بادہ کش
خون تیرے گردن ای مینای خالی ہو گیا

مسکدی مین نیست کی صورت نظر آئی مجہے
آئینہ جام شراب پرتگالی ہو گیا

لگ گیا دل محمل جانان مین اپنا ای اسیر

کو سون ہوا کی طرح سی وہ بہاگتا ہوں مین | سایہ ... ہا ہوں جو مردم گیاہ کا

دل کہو لگر ہوں اشک فشاں ہم کہاں اسیر
دامن ہی تنگ خیمۂ ابرِ سیاہ کا

۵۰

وصل کا پیغام لا ... عالی ہو گیا | نامہ بر کو خلعتِ فرخندہ فالی ہو گیا

کعبہ مین آئی جو ہمسی دیر خالی ہو گیا | بت بہری تو کیا ہوا اللہ والی ہو گیا

فیض ساقی ہی آپ اپنا ظرف عالی ہو گیا | آسمان جام شراب پرتگالی ہو گیا

داغ صبحی تہی نہ مانیمن وہ ہمسی جن لیے | چرخ تارون سی جو ہم بہرہون سی خالی ہو گیا

گل چراغ جام جب اوس چشم میگون نی کیا | خم یہ چکرایا کہ فانوسِ خیالی ہو گیا

کان سی لپٹی ہوی دیکھی جو وہ زلفِ سیاہ | سنبلہ ایسا کہا غم سی کہ بالی ہو گیا

تہی تصور مین کمر کسکی دم فکر سخن | جو بندھا مضمون مضمون خیالی ہو گیا

گہر سی جب اپنی وہ نکلا مثل تیغ آفتاب | صاف مطلع ہو گیا میدان خالی ہو گیا

ہی صباحت پر ملاحت کو تفوق دیکھہ لو | رتبہ محبوب حق یوسف سی عالی ہو گیا

ماہ نو کو دی جو ہمنی اوسکی ابرو سی مثال | خود نما کو دعوی صاحب کمالی ہو گیا

۴۹

روتی مین ہی جو گیسوی ہر رنگ کا خیال | ہر ایک اشک مہرہ ہی مار سیاہ کا

دریا ہی وسعت اور ہین ہم صورت حباب | عرصہ ہماری وسعت کی ہی اکدم کی راہ کا

الفت بڑہا کی زلف زنخدان سی کہینچتی ہین | زندان کا قصد ہی نہ ارادہ ہی چاہ کا

واقف ہین اپنی عیب سی عینک کی طرح ہین | ہی چشم غنچہ بہی بار انگاہ کا

کہتی ہین اوسکی ناف وکمر دیکھکر یہ سیب | پایا نشان راہ عدم مین بہی چاہ کا

گل ہین فراق یار مین ہمکو دہان مار | دہو کہا ہی اوس پہ کف مار سیاہ کا

کیا خاک ہو امید کمینون سی عیش کی | کب مروحہ بنا پر زاغ سیاہ کا

اعلی کا عیب بہی نہین ہرگز ہنر سی کم | بڑہتا ہی اور حسن کجی سی کلاہ کا

مشہور ہی جہان مین جو تیر خطا | وہ ہی دعا فقیر کی یا حکم شاہ کا

یون ہی یار پر خط شبرنگ ہی عیان | جسطرح گرد ماہ کی ہالہ ہو ماہ کا

نادان ہین فرق اسفل و اعلی مین جو کرین | جو ہی خدا فقیر کا وہ بادشاہ کا

سنتی ہین ہم کہ اوسکو کتابت کا شوق ہی | مسطر مین صرف کیجئی ڈورا نگاہ کا

تکلیف رفع ہوتی ہی کب فیض غیر سی | احسان مہر سی نہ مٹا داغ ماہ کا

وصل کی رات دکھائی ہی جدائی اپنی
لب سی لب سینی سی سینہ نہو نہ ہوا جدا

غم نکہا چار عناصر کی پریشانی کا
روح جب تک ہی نہونگی کبہی ہم جا جدا

طرز فرقت جو خزان سی نہ سیکہی اگل
شاخ سی برگ نہون باغمین زنہار جدا

چشم بینا ہو اگر [illegible] ہین ایک
کبہی تسبیح سی ہوتا نہین زنار جدا

بیٹہ رہتی ہین زمانہ سی الگ مسجد مین
سب سی اوقات بسر کرتی ہین دیندار جدا

ضمین تہا درد جدائی کا بیان اے واصف
پشت پر نامی کی لکہی ہین وہ اشعار جدا

قیس و فرہاد سی بیگانہ جنون رکہتی ہین
اپنا صحرا ہی جدا اپنا ہی کہسار جدا

گفت و گو ہوتی ہی آپسمین جدا انکا سبب
ہونٹہ سی ہونٹہ ہو ملتی ہی دم گفتار جدا

اک غزل اس مین ہلالی کی بہی لکہی ہی اسیر
ما درین باغ ندیدیم گل از خار جدا

بوسہ نہ لین گی روی بت رشک ماہ کا
وہ خط ہی توبہ نامہ ہماری گناہ کا

رخ پر ہجوم ہی خط و خال سیاہ کا
دیرہ ہوا ہی روم مین زنگی سپاہ کا

بی زر نہین دکہاتی ہین عارض بت سیم تن
ان مین بہی خاصہ ہی محرم کی نگاہ کا

کشتہ یہ سیماب کو کہا ہی سرا [illegible]	حال رہتا ہی پریشان صاحب اکسیر کا
رنگ اوڑا یہ سامنی اوس کی رعب حسن سی	سادہ ہی قرطاس ماہ مصر کی تصویر کا
ہون وہ دیوانہ جلا سکتا نہیں مجکو فلک	مانتی ہی برق بہی لوہا مری زنجیر کا
ملک وحشت میں بہار کیون نہو جاری عمل	خط شمع رخ [illegible] پروانہ دیا جاگیر کا

پہر بہار آئی اسیر اب جنون پیدا ہوا
پہر ہی موج نکہت گل پر گمان زنجیر کا

تن سی سر کسکا کریگا وہ ستمگار جدا	ایک دم ہاتہ سی ہوتی نہیں تلوار جدا
کیا جیئی یار سی ہوکر یہ دل زار جدا	مرگ ہی مرگ جو جیسی سی ہو بیمار جدا
کسکو انکار ہی حیدر کی یداللہی کا	ہاتہ ترکیب بدن سی نہیں زنہار جدا
صفحہ دہر ہی گویا ہی بساط شطرنج	دیکہی جسکو یہان اوسکی ہی رفتار جدا
جان عاشق ہی جو بیدار دکان رخنہ دل	ای زلیخا مری یوسف کا ہی بازار جدا
واہ بیرحمی صیاد کئی ظلم سی ظلم	سب اسیرون سی کیا مجکو گرفتار جدا
دور کیا ہوتی ابرو کا تصور دلسی	کہ سپاہی نہیں کرتا کبہی تلوار جدا

کون عالم کی مر... ہی مجھسا بیقرار — رنگ اوڑکر برق بنتا ہی مری تصویر کا
طفل بی صبری سی کرتا ہی تلاش جوی شیر — ورنہ ہر انگشت مین عالم ہی جوی شیر کا
ای ستمگر جلد میری خون سی سیراب کر — خشک ہو جائیگا سبزہ جوہر شمشیر کا
عاشق مژگان قاتل ہون ازل کی روز سی — نوک تیر کی ستارہ ہی مری تقدیر کا
دوڑتا ہی دل کسیکی چہرۂ پرنور پر — قصد اس ذرّہ کو ہی خورشید کی تسخیر کا
کیا مری خط مین ہی گرمی دیکہتا ہی ولکن — منہ کبوتر کا ہی سوفار جیسی تیر کا
شمع کچہ سیکہی تہی شیرین ادائی کا جو ڈہنگ — منہ بہری شکر سی شعلی کی زبان گلگیر کا
نقل سی ہرگز نہین ہوتا ہی ظاہر کار اصل — دریکہ لو دریا روان ہوتا نہین تصویر کا
دہیان مین ابروی جانان کی کٹتی جاتی ہی عمر — کہاٹ ہی اپنی سفینے کی لئی شمشیر کا
وہ جوان مجہ پیر کی گہر مین کبہی آتا نہین — ہر کمان کی گہر مین ہوتا ہی گذر اتیر کا
کسطرح توام لڑائی مین ہو فتح و شکست — شین ہی مفتوح ہی مکسور ہی شمشیر کا
حاکم اقلیم وحشت کون ہی میری سوا — کان مین مجنون کی حلقہ ہی ہی زنجیر کا
تیری ناوک کا نشانہ کونسا سینہ نہین — ہر دل ای ابرو کمان پیکان ہی تیری تیر کا

ہلال دخمہ ... آہ جب پہونچا
سیاہ ہوگی یہ ابرو بنا وہ خال ہوا

لبان جادہ نکی ترک راستی کی روش
تمام عمر مین ہر چند پایمال ہوا

فلک سی کام کسی کا کہان نکلتا ہی
کبھی نہ عقدہ کشا ناخن ہلال ہوا

کہون بدن کی حرارت مین کیا گہ گردن مین
برنگ شعلہ جوالہ طوق لال ہوا

یہی علاج تہا میرا مرض کی شدت مین
مزاج یار نی پوچھا تو مین بحال ہوا

جو وصف گیسوی مشکین کبھی کیا تحریر
قلم سی نقطہ گرا نافہ غزال ہوا

سرور سینہ پر داغ سی ہی دل کو اسیر
چمن مین پہول کہلی باغبان نہال ہوا

ہی مگر آہن یہ باسینہ تری نخچیر کا
آگی جاتا ہی پر ناوک سی پیکان تیر کا

رو رہا ہون ہیان ہی اور جان یہ ہی تصویر کا
برج آبی مین ستارہ ہی مری تقدیر کا

طبع موزون وصف تیر کا سی کبھی خالی نہین
اس ترازو مین نظر آتا ہی پلہ تیر کا

ہون وہ کشتہ خاک سی میری اگر دانہ اگی
بال و پر پہیلا کی دوڑی ہو رہی شمشیر کا

وصف بوا مین جو ادن بوٹی سی قد کا لکھدیا
جو دورقہ تہا دوشالہ بن گیا کشمیر کا

نرم دل کو سختی کر دیتی ہی سخت
ٹہر گئی جب آب پانی سنگ خارا ہو گیا

آنکہ جس معشوق کی آئی نظر جان آگئی
ہر فرنگی عہد مین اپنی مسیحا ہو گیا

ہی وظیفہ قصہ وحشت مرا ہر خار کو
آبلون سی رشتہ تسبیح جادا ہو گیا

گل شگفتہ شاخ سی ہی ہم یہ سمجہی ای اسیر
مصرع تر مین نیا مضمون جو پیدا ہو گیا

جو بزم حال مین وارد وہ خرد سال ہوا
تڑپ تڑپ گئی صوفی عجب حال ہوا

ہماری دل شکنی سی فروغ حال ہوا
گرا کی کعبہ کو مشہور یہ بلال ہوا

لیا جو زلف کا بوسہ جہکا یا یار نی سر
گناہ مین نی کیا اوسکو انفعال ہوا

غنا کا لطف ملا مجکو فکر مضمون مین
مرا خیال بہی قوال کا خیال ہوا

بلند مجہسی غزل مین جو بندہ گیا مضمون
مری نظر مین وہی گنبد غزال ہوا

کبہی جو سامنی میری کسی نی نوک کی لی
کہٹک گیا مجہی کانٹی کا احتمال ہوا

بغیر وجہ جو سرکار نی کیا یون ضبط
دل غریب بہی ہوا رشوت کا مال ہوا

اوڑائی وادی غربت مین خاک آندہی لی
نصیب مجکو اگر سایہ نہال ہوا

۴۳

صبح ہوتی ہی جدا وہ ماہ سیما ہو گیا
واہ ای گردون ابہی کیا تہا ابہی کیا ہو گیا

پہر دکہائی خندۂ محبوب نی صبح بہار
پہر مجہی چاک گریبان کا اشارا ہو گیا

دیگا قاتل خاک میری دعوی خون کا جواب
دست نازک کی سبب سی خنجر کی چہوٹا ہو گیا

کیا اثر ہی وصف دی سادہ محبوب کا
اسطرف لکہا ادہر نامہ سادا ہو گیا

یہ بہی قسمت کا لکہا یا ہونا تہا قتل عام
یا مری آتی ہی در قاتل کا تیغا ہو گیا

گریہ یہ تیری تصور کی پہرا ای بحر حسن
دیدۂ گریان مرا گرداب دریا ہو گیا

دانہ جو اوگتا ہی کہتا ہی زبان حال سی
خاکساری جسنی کی دنیا سی اعلی ہو گیا

شرم تکلیف اجابی گہٹا مین اسقدر
اوٹہتی اوٹہتی فرش پر خالی جنازا ہو گیا

حال و استقبال و ماضی پہ تاسف کیا کرین
ہوگا وہ ہونا جو ہوگا تہا جو ہونا ہو گیا

ہنسکی جب دکہلا دی اوسنی ہمین دندان صاف
ہم یہ سمجہی موتیونکا ہمکو مالا ہو گیا

کوہ کن لی جای شیشہ اب پیالا ہاتہ مین
سنگ نالون سی مری پانی سی پتلا ہو گیا

کس پری پیکر کا دیکہا ہمنی روئی بی نقاب
دامن دل مرا سبق تجلی ہو گیا

ہی شرارت کا سبب سنگین دلونکا ارتباط
جب ملا پتہر سی پتہر شعلہ پیدا ہو گیا

طالعِ معکوس کا شکوہ کرون کیا نامہ بر
خط جو سیدھا بھی لکھا میںنی تو اولٹا ہو گیا

داغ کھا کھا کر ہزارون کہ مینی چاندے
جو اوگا گل میری تربت پر ہزارا ہو گیا

شیشون پہ چلتی ہین اشہر مین سب اہلِ شہر
تہا جو چوراہہ مرے رونیسی چوکا ہو گیا

کعبہ ابرو کا جب آیا مری دلمین خیال
زخمِ دل محراب داغِ دل مصلا ہو گیا

ندہ کر حلقہ لگی سب دیکھنی ازار مین
گھر سی جب وہ ماہ نکلا گردہالا ہو گیا

شت غربت مین دلا ئی تو آئی محکو موت
غم مگر اس بات کا ہی خضر تنہا ہو گیا

سقدر طاقت ہوئی زائل کہ ہل سکتی نہین
جسم لاغر پیکرِ تصویر دیبا ہو گیا

ی سہی قد تو جو گلشن سے گیا ائی خران
سو کہہ کر غم سی ہر اک شمشاد کانٹا ہو گیا

سقدر تکلیف قاتل سی ہوا مین آب آب
زخم جو تن پر لگا وہ موج دریا ہو گیا

قیدیِ دامِ محبت ہو گئی آخر اسیر
تم تو دانا تھی بڑی آخر تمہین کیا ہو گیا

ردہ جب خوفِ علم سی وہ چہرا ہو گیا
اور بہی زینت ہوئی مصحف مطلا ہو گیا

س طرف نکلا مین وحشی حشر برپا ہو گیا
آفتابِ حشر سر پر داغِ سودا ہو گیا

١٤١

عاشق زار کا تابوت تکلف سی اوٹھی
غائبانہ بھی نہیں شکوہ محبوب کیا

دو گھڑی کی اٹھی تم دو جو دو شالا اپنا
عالم الغیب ہی اللہ تعالی اپنا

خو جنون مین بہی ہی گوشہ نشینی کی اسیر
پاؤن زنجیر کے گہر سی نہ نکالا اپنا

جلوہ محبوب سے اپنا بھی جلوا ہو گیا
مہر پیدا ہو گیا ذرہ ہویدا ہو گیا

زلف سی الجہا ہی کیا شانی کو سودا ہو گیا
دانت توڑونگا جو کوئی بال بیکا ہو گیا

جرم می نوشی سی رکہا مجکو وحشت نے بری
فصل گل آئی بنائی تہی کہ سودا ہو گیا

حرف کن ہی لوح ہستی پر تری حبشی کے بات
کلک قدرت کی طرح جو منہ سی نکلا ہو گیا

تنگدستی میں اہی تو ہمکو بہی وہ تہوڑی جگہ
ہم یہان آئی جو حکم حق تعالی ہو گیا

روح قالب سی نکلتی ہی ہوی واصل بحق
ملکے دریا میں یہ قطرہ عین دریا ہو گیا

آپ ایذا میں رہا میں خلق کو ایذا ندی
شہر مین رو نام ابابران صحرا ہو گیا

خال و خط لکھنی کی کاغذ پر نہیں کچہ احتیاج
نقش دل آرایشیون کی اوسکا چہرا ہو گیا

فاتحہ کو جب اوٹہیں اوسکی حنائی اونگلیان
قبر پر عاشق کی روشن پنجشاخا ہو گیا

لب بلب سینہ بسینہ رہی اوس سی یا صبح
حوصلہ خوب شب وصل نکالا اپنا

دیکھکر عالم پستان نہ رہی صبر کی تاب
دونون ہاتہو سی جگر ہمنی سنبھالا اپنا

بام پر چڑہتی اور تی ہو بہت کیا باعث
ہیچ تاب ہی کلیجا تہ و بالا اپنا

خوب نیرنگ کیا یار سی گلبازی مین
جای گل ہاتہ مین دل لیکی اچھالا اپنا

سر سی ہوتی ہین سر جادہ شمشیر روان
ہی چلن ساری زمانی سی نرالا اپنا

یاس مین ہم جو دکھاتا ہون زمانی کا ستم
تیغ قاتل ہی کہا دیتی ہی چھالا اپنا

ہر سر موی مژہ پر ہی چراغ دل اشک
نیشوارون کا رسالہ ہی رسالا اپنا

رات بہر رہتی ہین گیسو کی سیاہی کی جگر
کاش وہ ماہ ہی سمجھی مجھی ہالا اپنا

صفت رخسارہ معشوق رقم کرتی ہین
دفتر گل سی بہی رنگین ہی رسالا اپنا

[illegible] رہی کج احباب اوٹہائین تابوت
بوجھ ہمنی تو عدو پر بہی نہ ڈالا اپنا

رنج محنت مین جو جہان بلا نوش ہین ہم
دونون عالم کا ہی غم ایک نوالا اپنا

وجہ اوٹہنی کا نہین ہیچ بہت لاغر ہون
طوق بے نوائی ہو گیا دو مجھی بالا اپنا

حد مہر نکلی کہان [illegible] درہم داغ جنون
غم جو نکلی گا تو نکلی گا دوالا اپنا

٣٥

قبول اوسکو کیا ہی تری اسیری نی غلامی مین	لقب اسواسطی آزاد ہی گل شمشیر سوسن کا
دیا پا چکر شجاعون کو یہ آب تیغ قاتل نی	بہنور ہر ایک حلقہ بنگیا رستم کی جوشن کا

اسیر آئینہ قلب صاف نی ہمکو بنایا ہی
نظر آنی لگا ہی ایک عالم دوست دشمن کا

نظارہ بیشتر کرتا ہی اوسکی دست روشن کا	ستارہ اوج پر ہی آج کل بخت برہمن کا
بہر آئی اشک فرقت مین جو دیکہا رنگ گلشن کا	گمان کیونکر نہو بوی چمن پر دود گلخن کا
سُقر طفل ہما کا ہون نہ قائل مہر روشن کا	تری دیوار کا تنکا ہون تہ تیری روزن کا
دیا ہی دل خدا نی پاک کیون کرتی ہو بدگوئی	قیامت ہی بجی ناقوس کعبی مین برہمن کا
جنون مین ہاتھ پون کہکر سلسلہ گیسو کا ہاتہ آیا	ملا تہا کوچہ گیسو سی کوچہ چاک دامن کا
کیا ہی خاک تن کو ہمنی راہ محبت حیدر مین	پر جبریل ہوگا شامیانہ اپنی مدفن کا
پر پرو کر لئی تسخیر ہمنی جوش وحشت مین	نہین کم خاتم انگشت جم سی طوق گردن کا
وہ زخمی ہون مری غمسی گریبان چاک ہی سی	کری بخیہ مری زخم جگر کو منہ ہی سوزن کا
کرو طول عمارت شوق سی اس دل زمانی مین	ثبات ای مومنو سمجھو جو کچہ ہی خانہ تن کا

۳۷

گرانباری سی ہمکو ہو گئی حاصل سبکباری
اوتارا سر جو ظالم نی اوتارا بوجہ گردن کا

بجائی مور دعوت چاہیی ہمکو سمندر کی
شرار برق [illegible] ایک دانہ اپنی خرمن کا

مری گم گشتگی کا بعد مردن بہی یہ عالم ہی
فرشتی ڈہونڈتی پہرتی ہین رستہ میری مدفن کا

نظر آتی نہین مطلق قدرت اوسکی آنکہون مین
یہ وہ بادام ہین جنمین نہین ہی نام روغن کا

جواب جاہلان بعد فنا بہی ننگ ہی مجکو
کوئی بولی نہ دی آواز گنبد میری مدفن کا

چلی جاتی ہین جوش راہ عدم مین بند ہین آنکہین
سہارا دوست کا ہمکو نہ اندیشہ ہی دشمن کا

فدا اسپر دل انسان ہین عاشق اوسکی پروا لی
چراغ آگی تہی کیونکر نہو گل شمع روشن کا

شکستہ حال میری طرح سی ہین حرف بہی میری
ٹہکانا ہی کہین پیوند کا جنمین نہ دامن کا

جو نازک ہین اونہین ہی چاہئے باریک بین اندا
پری کی واسطی شیشہ ہی قلعہ سنگ و آہن کا

وہ ظالم انجمن مین رقص کرتا ہی مین روتا ہون
تماشا ہی تسلسل آنسوون کا دور دامن کا

بچین مغرور زر ہر آفت عالم سی کیا ممکن
اثر ہی ہر رگ گردن مین انکی مار زر [illegible]

زبان جب کیا درکار ہے ارباب باطن کو
چراغ معنی روشن نہین محتاج روغن کا

کیا ہی نقد جان لینی کو مامور اوسنی غمزہ کو
سزاول روز رہتا ہی تلنگا خاص پلٹن کا

۳۵

باعث مرگ ہوئی سیر چمن بی قد یار
ارڑ و ہا میری لیی سایۂ شمشاد ہوا

بسکہ ہمراہ رہا اہل تماشا کا ہجوم
جس محلی مین گیی آپ وہ آباد ہوا

تہی تعریف کسی کی نہ خوش آئی مجکو
حرف کو میری کفن خلعت ایجاد ہوا

ایسی مرنیکا تو غم مجکو نہین ہی لیکن
رنج اتنا ہی کہ تنہا مرا ہمزاد ہوا

کیا حرارت ہی کہ جب کہولئی آیا مری فصد
پنجہ شاخی سی سوا پنجۂ فصاد ہوا

باغ مین بی قد محبوب ڈرایا مجکو
خاک پر لوٹ کی جن سایۂ شمشاد ہوا

حسن یوسف نی کیا گرم جو ہنگامۂ مصر
لکھنو فیض قدم سی تری آباد ہوا

رحم دل ہی ہی فقط موت نہین غارتگر
ایک برباد ہوا ایک گہر آباد ہوا

تہی مگر ساعت مریخ مین خلقت میری
دوستی جس سی ہٹی ہائی وہی جلاد ہوا

طبع سی ہوتی ہین پیدا جو مضامین اسیر
یہ سمجھتا ہون کہ مین صاحب اولاد ہوا

نہ ہمکو قصد صحرا کا نہ ہمکو شوق گلشن کا
گریبان کا فقط ہاتہ آشنا ہی پاؤن دامن کا

اوٹہای کب تلک کوئی ستم اوس شوخ پرفن کا
الٰہی یہ کلیجا ہی نہ پتہر کا نہ آہن کا

دیکھتا ہی یون من ہی جہا لوبنکو ہر اک دشت خار
چاہتا ہی مرقت زینت مار گیسوی سیاہ
اُس حرارت پر ذرا جلتا نہیں ثابت ہوا

جس طرح سیخوار تاکی کوئی خوشہ تاک کا
شانہ بہی ہوا استخوان شانہ ضحاک کا
پردہ ہی بال ہمند روئی آتشناک کا

نور ہی وہ نور کا سایہ نہیں ہوتا اسیر
کیون نہو معدوم سایہ سید لولاک کا

کو مستی سی ہر اک مرغ چمن زاد ہوا
جو کہلا پہول چراغ کف صیاد ہوا

کہر سی نکلا جو حسین باعث بیداد ہوا
جسنی تلوار سنبہالی مرا جلاد ہوا

لطف اسد رجہ اوٹہایا ہی گرفتار یکسین
رود یا ہمنی جو بندہ کوئی آزاد ہوا

رگ گردن جو لہو دیتی ہی تہوڑا تہوڑا
تیغ قاتل نہوئی نشتر فصاد ہوا

عین حکمت ہی خموشی صفت غنچہ گل
منہ سی نکلا جو سخن نکہت برباد ہوا

گالیان وہ مجہی دیتی ہین جو کہتا ہون بہی
پہر تو فرماؤ ذرا کیا مجہی ارشاد ہوا

کٹ گیا شرم سی آئی جو نظر نقرہ چلیق
جو کہیا مجہسی مجہی خنجر جلاد ہوا

رخ کمان کا تری پرتو سی بنا چہرہ حور
تیر اگر بری چتکی مین پریزاد ہوا

خم بنا جو گرد باد او ٹھا ہمارے خاک کا

او ڑ چلے گا اور مضمون ... پاک کا
ہاتھ میں خامہ ہے شہپر طائر ادراک کا

فصل گل دو روز کو آیا ہو تمہیں اس باغ میں
خار دامن گیر ہے کیوں مجھ گریباں چاک کا

دخل قدرت میں خدا کی کوئی کر سکتا نہیں
اب سکندر نے بنایا آئینہ ادراک کا

حسن زباں سے بلمعۂ دندان جاناں ہو بیاں
تار چاندنی کا ہر اک ریشہ ہو مسواک کا

ناتواں کیونکر نہ سمجھیں اعلی ایا فروغ
گرم ہے بازار گلخن سے خس و خاشاک کا

رنگ گل ہے ساتھ بو کے گل کا یہ ممکن نہیں
برق بجھا کیا کرے اوس توسن چالاک کا

عالم استغنا میں لازم ہے سبب بہر رزق
کھل گیا کیسے عقدہ خاطر دلاک کا

رخت تن میرا قضا کے ہاتھ بیچا عشق نے
جیسے ہو نیلام باقیدار کے املاک کا

جو گزر ان کا ہے معلوم کیا جگو نہیں
مار بہ سجو تمہیں ہوا احوال کیا ضحاک کا

روز محشر کو عیاں ہونے تو دے اے شہسوار
ہاتھ میرا اور دامن ہے ترے فتراک کا

کیا جھکایگا مری دل کی لگی تو افلاک
چاہیے پانی چھڑکنا خنجر سفاک کا

دیکھتے ہی اک نظر اوس مہ کی آنکھیں پھر گئیں
کیجیے کیا خاک شکوہ گردش افلاک کا

بعد مردن بھی بجا ہے گر کبھی سرگشتگی
چاک کی صورت پھرے گا ڈھیر میری خاک کا

کیا تعجب دیدۂ تر ہیں پہن ہیں نہیں
ہو نشاں کیونکر رہے سیلاب میں خاشاک کا

سلسلہ دامن گریباں طوق داغ سر کلاہ
جوش وحشت میں ہے سامان مری پوشاک کا

جا سکے ہی ہجر میں جو صرصر ہمارے آہ کی
ایک ہی جھونکے میں اڑ جاوے وہ ہو ہان افلاک کا

کیوں نہ ہو خوشبو کہ تیرا جامہ خانہ ہے چمن
غنچۂ گل دست بقچہ ہے تری پوشاک کا

جستجو میں ہے تری دوڑا اسقدر میں سا صبا
آبلوں سے بن گیا ہر پاؤں خوشہ تاک کا

قالب خاکی سے گر نکلی کبھی ہمراہ روح
سایہ دیکھی لگا کیا پیادہ توسن چالاک کا

کیا کمی ہے وحشی کی دشت وحشت میں اسیر
گل ہوا مشعل جو شب کو پھول پھولا ڈھاک کا

ننگ درویشی سے کیوں کہتا ہے تیلا خاک کا
قول ہے الفقر فخری صاحب لولاک کا

ہے دلیل ہستی خالق یہ دور افلاک کا
کوزہ گر جب تک نہ ہو مشکل ہے پھرنا چاک کا

حشر کا میدان ہے کچھ وسعت سنگ کا
آفتاب حشر ہے اک ذرہ میرے خاک کا

یاد خط سبز میں دریا میں وقت نماز
سبز سر دانہ ہوا تسبیح خاک پاک کا

۲۳۱

ہجر ساقی مین بہرا یا ہی غم خونناب نوش
تن مین ہی شاید لہو اک آدہ چلو رہگیا

خال روئی یار سی تاری نہین ہین منفعل
ماہ نو بہی یہ جہکا کر پیش ابرو رہگیا

مجکو وہم کاتی ہین تو شکل کمر ہی ناتوان
کہان ہی کہینچین گا اگر فرق اک سر مو رہگیا

مصحفی و میر و سودا سب یہان سی گئی
ای اسیر اون شاعرون مین اب فقط تو رہگیا

ایک ذرہ بہی اگر شامل ہو میری خاک کا
یہ چرخ آسا پہیر پہیری تا روز محشر چاک کا

نام ہی طور اوس بجلی کی تو سن چالاک کا
ہی چراغ طور شعلہ روی آتشناک کا

ناتوان ہون بعد مرن جا سکی کتنی زمین
ہی مری مدفن کو کافی ایک مشت خاک کا

غش سی جو نکلی اوسکی چہرہ کا پسینا سونگہ کر
روغن گل سی ہوا روشن چراغ ادراک کا

گہر سی میری تا در محبوب ہی دریای اشک
بدلی قاصد کی ہی لازم ہی پہنچانا پیراک کا

عالم مستی مین سجدہ ہی کر رہا ہون ساقیا
کم مصلی سی نہین ہی مجکو سایہ تاک کا

دوڑتا ہی دل جو خط چہرہ محبوب پر
ای فلک کیا یہ بہی ہی ہرکارہ تیری ڈاک کا

سوزن عیسی کو ہی بیفائدہ فکر رفو
چاک یہ پیراہن مین ہی اعالم تفس کے چاک کا

دستخط خاص سے پرچہ مرین ہو گیا

مٹ گئے وہ داغ جو جادو بنگیا
یاد کار آہو کا نقش پای آہو بنگیا

غافل اس دنیای فانی مین نکر فکر مقام
یہ سرای ہی شب کے سب مین جو گیا تو رہ گیا

کیا قیامت کی سزا سے سخت جانی ہو گئی
تھک گئی شانی مری قاتل کی بازو رہگیا

جیسی زنجیرین تھین توڑین سب مرے وحشت نے مگر
پاؤن مین اک حلقۂ زنجیر گیسو رہگیا

ایک عالم کو مسلمان کعبۂ رخ نے کیا
جا ہی حیرت ہے کہ اب تک خال ہندو رہگیا

کعبۂ رخ کی قسم تمکو تو کیون ہو خفا
کون سا سجدہ تہ محراب ابرو رہگیا

قتل کرتی ہین وہ آنکھین لعل لب خاموش ہین
معجزہ جاتا رہا عالم مین جادو رہ گیا

جیسی صبح کو ہے سحا کوئی روشن چراغ
اقربا سب چل بسی ای داغ بس تو رہ گیا

تیر سی تیر کوئی طائر نے چھوڑا دہر مین
رہگیا تو ایک شاہین تراز و رہ گیا

نرگ غرت کی تو آیا حسن کا جلوہ نظر
آبرو سی ہے ہوا زایل تو ابرو رہ گیا

حلق تک میری نہ پہنچا پانی اسکی تیغ کا
سب ہوی سیراب مین پیاسا لب جو رہ گیا

رات گذری مین نہ ہلو وہ ماہ پہلو سی گیا
دل جلانی کو فقط اب داغ پہلو رہگیا

ناتوانی سے ہوی لاغر یہ اپنی دست و پا
یہ تو تار آستین وہ تار دامن ہو گیا

تیری تیر نگاہ یار ہو کیونکر بیان
رخنہ آہن مین اُٹھا یہ تیر پرفن ہو گیا

ناتوانون سے ہے ہمغیرون کو نہ ہوی تا ملال
صحبت ناخن سی کاسہ گرم شیون ہو گیا

قبر پر میری کبھی آیا اگر وہ شہسوار
خاک اوڑانے کی لئی اندھی وہ توسن ہو گیا

ہم نشین [illegible]
آل مین بڑھ کر طلائی سرخ آہن ہو گیا

بخت برگشتہ سی سرگشتہ ہون اے محبوبان
سنگ جو سر پر لگا سنگ فلاخن ہو گیا

اوٹھ گیا پردہ وہ دزدیدہ نگاہی کا اب کہان
راہ لی چورون نے گھر کی اور روزن ہو گیا

کاٹنی مین جو برا وہ نخل مطلب سے گرا
آرہ بیداد کی دانتون کو منحن ہو گیا

کیا تری تلوار سی قاتل مرا دشت جنون
اسکی ہاتھون ٹکڑی ٹکڑی جامہ تن ہو گیا

سختی ایام مین زندہ ہا ہین ناتوان
تن حرارت سی شرار سنگ مدفن ہو گیا

وادی غربت مین موت آئی جو وہ باد لطیف
موجۂ ریگ بیابان ہار رہزن ہو گیا

گفتگوی ناصح و واعظ نی دو یہ اکیا
سر ہمارا آہ کی خالی طوق گردن ہو گیا

کیون ہنون جامہ سی باہر یار شادی کی اسیر

کیا کمی اس وعدہ گر یار کی ہے یار سے
بڑھ گئی قیمت اگر گوہر میں روزن ہو گیا

دوستی دشمن بھی ہے لیں اگر چاہے خدا
آب باران برق کی مشعل کو روغن ہو گیا

نوجوانی کھو کی پیری میں گئے سوئے عدم
شب کو اوٹھی چلتے چلتے روز روشن ہو گیا

رتبہ جمشید و افلاطون ملا میری بعد
جام مدفن ہو گیا خم برج مدفن ہو گیا

ای پری پیکر مسلمان ہیں ہم تو تجہ
دیکھتے ہی ہاتھ دیوانہ برہمن ہو گیا

عیب کیا ہے خط اگر گلگون رخ محبوب پر
آئنہ تھا اور خاکستر سے روشن ہو گیا

خشم آگیں گرم باتوں سے ہے وہ سخت دل
دی گھڑی جب آنچ ہے سرخ آہن ہو گیا

ترک دنیا کی تو پائی میں نے آفت سے نجات
تن کو نقش بوریائے فقر جوشن ہو گیا

خط مجھے چھوٹی دکھائی ہاتھ کی سیر اسیر
نامہ بر سمجھا کی کاغذ پاک دامن ہو گیا

ہمرہ ناقوس جب میں گرم شیون ہو گیا
بولی بت اللہ اکبر برہمن ہو گیا

ہجر میں مقتل سے بدتر مجکو گلشن ہو گیا
غنچہ فولاد کا ہر برگ سوسن ہو گیا

دوستی کی دوست نے اتنی کہ دشمن ہو گیا
ابر جب شدت سے برسا برق خرمن ہو گیا

رازِ مستی کا ہو گیا فاش کسی سے ساقی
کبھی میخانہ میں گویا لبِ ساغر نہ ہوا

باغِ عالم میں یہ ہے سب کو طرف اصل رجوع
خلقِ طاؤس کے بیضے سے کبوتر نہ ہوا

الجھن قید میں ہم لطفِ چمن کیا جانیں
کہ قدم خانۂ زنجیر سے باہر نہ ہوا

آتشِ شمع میں یوں خاک نہ ہوتا جلکر
حیف پروانۂ جانباز سمندر نہ ہوا

یار تک اڑکے خطِ شوق ہمارا پہنچا
شکر صد شکر کہ احسانِ کبوتر نہ ہوا

بارہا دل نے کیا معجزۂ عشق عیاں
موم کس دن نفسِ گرم سے پتھر نہ ہوا

دل پہ داغِ خیالِ رخِ رنگین ہے یار
یہ وہ طاؤس ہے جو خلد سے باہر نہ ہوا

زرد چہرہ ضعف سے رنگ گیا حال
حیف ان سیم تنوں کا تو میں زیور نہ ہوا

تن مرا خاک ہوا خاک بنی گرد مگر
دامنِ دولتِ محبوب میسر نہ ہوا

شانہ بنکر نہ کسی زلف سا تک پہنچا
سرمہ ہو کر میں نظر کردۂ دلبر نہ ہوا

تن پہ داغ بنا پھولوں کی طرح گیا
ہار اوس گل کی گلی کا بھی میسر نہ ہوا

بخت کب سینہ پہ پھولوں کی چمکی چرخ
جا کی محفل میں حسینوں کی یہ مجمر نہ ہوا

نامہ کیا جلد کفِ یار تک لیجاتا
حیف میرا دلِ بیتاب کبوتر نہ ہوا

مر گئی قاتل جو دیکھا تیر سینی کا اوہیا
کام انگلیاں کی کٹوری نی کیا تلوار کا

دشت گردی مین جو یاد آتی ہی زلف سیاہ
پاؤن کا چھالا ہوا چھالا دہان مار کا

اہل دنیا کی تواضع ہی لا حول زر خلق
ساتہ خم کی کاٹ ہی کہنی تین تلوار کا

طبع روشن لی گیا ہی سعندر وشن بیان
ہی ید بیضا ہر اک تیا مری گلزار کا

نالہائی ہجر کا احوال لکھنا ہی ہمین
چاہئی خامہ ہو منقار موسیقار کا

کیا خبر ہو قید سی زنجیر رہائی کی اسیر
بند دروازہ کسی دن ہی جو گلزار کا

ولہ

رتبہ اصل مقلد کو میسر نہوا
بحر تصویر سی پیدا کبھی گوہر نہوا

واہ کیا رحمت رزاق ہی سبحان اللہ
بیشتر حرم سی کم رزق مقدر نہوا

پاک طینت نہین لیتی ہین کسی کا احسان
سبز باران سی کبھی دانہ گوہر نہوا

ماہی خورشید فلک ہی مگر کیا حاصل
سربلند اگر تری کوچی مین قلندر نہوا

سیر کو عطر لگائی ہی نکلا وہ جو گل
کون تہا شہر کا کوچہ جو معطر نہوا

بعد مردن نہین ہوتا ہی کسی کا کوئی
دفن ہمراہ برادر کی برادر نہوا

یار کیونکر بحر جہالت سی نہ ہون سامع اسیر
نوح کی کشتی سفینہ ہی مری اشعار کا

ماہ کیسا مہر ہی جوہر ہی تیغ یار کا
شرف تک قصبہ ہی وسکی نہ تلوار کا

تہا دراز اس کی جو آہن خم و آہنگ کا
بنگیا رومال ای قاتل تری تلوار کا

ناز کا انداز کا رفتار کا گفتار کا
شبہ مین اترو شہرہ ہی انہین چار کا

یان کہا یا ہی جو منی قتل مجکو کبہی
سونہ مین زخمون کی ہی اپنی تلوار کا

سینہ پر داغ اپنا کس بلبلین گلزار کی
ہی یقین جاک کر گریبان پر دیکہ گلزار کا

نقد جان دی کر ملی ہی یار کی جو تری ہمین
دست گردان ہی یہ سو حسن یار کا

چشم دشمن تر ہوی زخمونکو سیری دیکہکر
کیون نہ دی ہی ہوت کر جہالا تری تلوار کا

لکہتی لکہتی عارض رنگین جانا کی صفت
ہو گیا مشتاق ہر کاتب خط گلزار کا

ہوں وہ مسکین محتسب نی رہبری کی مثل خضر
رستہ بہولا جو مجکو خانہ خمار کا

شام کو سونا لازم جاگنا وقت سحر
ہی جو امسی مزہ بیری ہی ستغفار کا

چاند سی چہرہ ہی کا تیری صفت ہی جب لکہنا
چاندنی کا کہیت تختہ بنگیا اشعار کا

ڈالتی ہی ورد ڈورا کاٹنا ہی سر مرا
دم مجھی معلوم ہی قاتل تیری تلوار کا

خواب مین میری قدم رنجہ کسی شب کیجیے
واسطہ گیسو کا صدقہ چاند سے رخسار کا

دیکھ کر وہ زلف و قد دیتی ہین سرو و دعا
حشر تک قایم رہو سایہ علم بردار کا

جلد آ او ترک زخمی ہو رہی ہین دیر سی
چہری پر رکہ کی اہن زخم و امند ابر کا

ہاے دولت ہال ہار اقتل کیا مجکو کیا
خوب گلچہری اوڑاتا ہی پتنجہ یار کا

اہل وحشت کے زمانی مین کوئی سنتیا نہین
نالہ زنجیر غل ہے مردم بازار کا

کہا گیا دل کو ہماری سرمہ دنبالہ دار
اژدہا شاید عصا تہا نرگس بیمار کا

غیر کی آنکھون سی دو پوشی جو ہو منظور ہی
لیجیی پردہ ہماری دیدہ بیدار کا

آگیا رونی کا جسدن میری آنکھون کو خیال
ڈوب جائی گا سفینہ ابر دریا بار کا

آبلی کو خار نے چہیڑا ہوا پامال خلق
ہی برا انجام دنیا مین غریب آزار کا

در دانی قاتل گلے مین بسملون کی ہی کمال
لی گیی کیا مال پانی مین تیری تلوار کا

جو دکان ہہتی صورت چشم تماشائی کری
تیرا دیوانہ تماشا ہو گیا بازار کا

روی سینی سی لگا کر بسکہ تیر یار کو
موتیون سے بہر دیا ہی منہ سوفار کا

سوزش فرقت کی لکھی ہی تو جلنے لگی
جو شگاف کلک تہا باب جہنم ہو گیا

کم نہیں مرہم سی نامہ یار کا ای نامہ بر
زخم دل بہرنے لگا درد جگر کم ہو گیا

موت یاد آئی جو گلشن میں گئے بی یار ہم
نخل جو دیکہا وہ ہمکو نخل ماتم ہو گیا

میری حالت پر بجا رونے ہیں میری ہمنشیں
غم ہے ایسی کہ میں خود صورت غم ہو گیا

مر کی بہی ہم کوچہ جانان میں جا سکتی نہیں
باغ جنت کا نظارہ جان آدم ہو گیا

غیر کی پہنچی ہوئی پوشاک بہی یار نے
مجکو ماہ عید بہی ماہ محرم ہو گیا

میری کو ٹھنسی ہوا گلزار میں جوش بہار
جو گرا اشک آنکہ سی پہولو نکو شبنم ہو گیا

فخر کیا دیوان کیا موزون اگر تمنی اسیر
دفتر اک افراد باطل کا فراہم ہو گیا

جنۃ للمومنین کوچہ ہی سرکار کا
رحمۃ للعالمین سایہ ہی دیوار کا

قتل کرتا ہی مژہ شہرہ ہی چشم یار کا
جنگ کرتا ہی سپاہی نام ہی تلوار کا

شہرہ سرمی سی ہوا تیغ نگاہ یار کا
ہی مثل سیج باڑہ کاٹی نام ہی تلوار کا

بیٹہا جاتا ہی دل اوسکا سینی میں اوٹہتے ہی درد
اتنا اوٹہنا بیٹہنا ہی یہ ترے بیمار کا

اوسی زینت کی تو عالم زیر و بالا ہو گئی
دیکھ کر عکس آئنہ مین آنکھ اوسکی پھر گئی
وقت رونے کی تصور تھا جو اوس خلخال کا
جان کی رزی ہین وہ نون کیا اسنے بند
ہجر مین بہی وصل کا حاصل ہا ہمکو مزہ
ای تبسم مذکور سیر کیا کہ تیری عشق مین
مہر عالمتاب بہی تو صورت شبنم ہو مین
کر دیا تیری مسی نے اسقدر ای گل سپید
دشت وحشت مین ہاکس زلف قمر کا خیال
ہی کمال ای دل جہان مین دشمن اہل کمال
دہیان اوس زلف پریشان کا جو آیا وقت نظر
دیدہ گریان نے برپا اسقدر طوفان کیا
شعر گوئی نے کیا ہی تنگ بسا قافیہ

نخچہ خورشید محشر شانہ گیسو ہوا
اپنی سایہ سی گریزان آپ یہ آہو ہوا
جو گرا آنسو ہماری آنکہ سی گھنگرو ہوا
خنجر ابرو ہوا یا ارہ گیسو ہوا
یار پہلو سی اوٹہا تو درد ہم پہلو ہوا
نجم طالع بہی مرا مثل زحل خندہ ہوا
پہر کہان میرا ٹہکانا جلوہ گر جب تو ہوا
ہر گل سوسن گلستان مین گل شبو ہوا
سانپ جادہ ہر اک نقش قدم بچھو ہوا
مشک نافہ باعث خونریزی آہو ہوا
شانہ آسا چاک چاک آئنہ زانو ہوا
بنگیا دریا زمانہ آسمان ٹاپو ہوا
دہیان مین آیا جو پہلو گور کا پہلو ہوا

کری گھ... ت طاؤس رقص حسن ... | جو مرغ اوسکی گرگ کی لئی کباب ہوا
... بادہ خوار تہا مین ... خاکسی ... مرگ | اوٹہا جو کوئی نگہ لا ختم شراب ہوا
غلط ... مضامین سست ... | جو نا خلف ہوئی اولاد گہر خراب ہوا
... کے آنکہ سی آنسو نی رنگ کہلائے | قدح مین بادہ ہوا آئنہ مین آب ہوا
کبہی آگہن کی دئے ہمکو یار نی تو ہے | ہمیشہ خرج عنایت علی الحساب ہوا
جواب خط ... کہا اور صنم نی تو نہ لکہا | خدا کے گہر سی تو قاصد ہمین جواب ہوا
تمہاری چہری کو حجاب نقاب کی ہوئی | ہجوم تار نظر پردۂ حجاب ہوا
گلا نہین مجہی صیاد نی جو قدر نکی | جہٹا قفس سے جو مین باغبان کو خواب ہوا
شب فراق ستایا تہا منتظر کو تری | گہن ہے اس لیے خورشید پر عذاب ہوا
دیا خدا نے یہ اس مشت خاک کو رتبہ | سپہر قدر ہوا آسمان جناب ہوا

کہان کہان ہوا میری مرگ سی ماتم
اسیر خانۂ زنجیر تک خراب ہوا

صفائی دل نی کہو یہ نشان گرد نگر کا | کہ ہر آنسو مرا تارا ہی چشم روزن در کا

جانتا تھا بسکہ مجکو عاشق ہونی کمر
واہ کیا رنگین ہی سر لالہ داغ جگر
وہ لب نازک تھا گویا موجہ بادہ بہا
گرم آنسو سی نیستان مژہ جل جائیگا
اوڑ چلا ہی رنگ آئینی عجب عالم نشاط

میری مرقد پر چڑہایا اوسی چہلا بال کا
یہ بہی بوٹا ہی تمہاری شال کی رومال کا
گل ہوا غنچہ دم قلیان کسی مہنال کا
آگ جنگل مین لگا دیتا ہی گو لالہ کا
شمع کا شعلہ ہی شہپر مرغ زرین بال کا

عید ترک فاقہ مستی سی ہوئی ہمکو اسیر
مرگ کا دن بنگیا غرہ مہ شوال کا

گناہ غیر سے مجھے باعث حجاب ہوا
فراق گل مین تیرے دل بلبلون کا آب ہوا
غرور رحیم جہان مین ہے عین معجزی
جو نامہ یار کا انکار وصل مین آیا
دہان یار کا مضمون نشئہ مین سوجہا
کہان فلک نے نہ باندہی کمر عداوت پر

شراب پی جو کسی نی مین آب آب ہوا
قفس بہی اونکی لئی قلعہ گلاب ہوا
ہوا جو قطری مین شامل ہوئی حباب ہوا
ہماری شان مین وہ آیہ عذاب ہوا
چراغ راہ عدم ساغر شراب ہوا
چلی سفر کو جو ہم گرم آفتاب ہوا

عین بیجا ہی فریب یون سی کشایش کی امید
اشک کا عقدہ کشا ناخن مژگان ہوا

ہجر جانان مین جو کہایا کبہی ہنا ہی یہی
کون لقمہ تہا کہ جو حلق کا دربان ہوا

زاویہ نرم طبیعت مین کہان گرمی خشم
کبہی سنگ سر ماہی شرر افشان ہوا

اہل حیرت نہین ڈرتی ہین کبہی دشمن سی
شیر سی آہوئی تصویر گریزان ہوا

گل دامید توجہ مجہی کیا گلشن مین
خار دامن سی کبہی دست گریبان ہوا

طالع سبز نی سر سبز کیا اور مجہی
وہ زمرد ہون کہ مین ... ار ہوا

اوسکی دامن سی تہی خون کا دہبا دہویا
تجہسی اتنا ہہی توای دیدہ گریان ہوا

سیب ذقن سی ہی یاد وہ تر و تازہ رہا
کبہی پژمردہ تر اسیب زنخدان ہوا

خود وہ مجرم ہین جو مجرم مجہی کہتی ہین امیر
کس خطا پر مین گنہکار پشیمان ہوا

مل گیا بوسہ کسی خورشید وش کی خال کا
کیا ستارہ اوج پر آیا مری اقبال کا

ہو گیا نالان جو دیکہا ہنسک اوسکی چال کا
طوق گردن جہاف حلقہ بنگیا خلخال کا

جست و جو میں رہی الیسی ...
خاک چہانی دو عالم مین ہوا غربال کا

وہ قد موزون ہے جیسی بیت دیوان چمن
قافیہ ہی تنگ کیسا مصرع شمشاد کا

روز و شب ہین اپنی انکہون مین گل رعنا اسیر
دیکہتی ہین ہم تماشا گلشن ایجاد کا

ولہ

خانۂ عیش مرا کلبۂ احزان نہوا
خواب انکہون مین کب آیا کہ پریشان نہوا

بی صفا خط سبہ سی رخ جانان نہوا
دست کفار مین کم رتبۂ قرآن نہوا

غیر [illegible] مضمونکو سخندان نہوا
دیو خاتم کی جو انسی یہ سلیمان نہوا

دل ہمارا ہی کہ ہی اسمین نہان الفت
ورنہ آئنہ سی کیا بال بہی پنہان نہوا

پہیر لائی در واعظ سے ہمین حضرت عشق
خیر گذری کہ دماغ اپنا پریشان نہوا

ہجر کی شب ہمین اسد سحر ہو گیا خاک
میہمان خانہ کا فر مین مسلمان نہوا

نفع پہنچا کسیکو جو ہمین گردون سی
گل خورشید کبہی زیب گریبان نہوا

سجدۂ بت سے ہمین منع نکر ای واعظ
برہمن نقل مسلمان سے مسلمان نہوا

نفرت خلق جو مجہسی ہے یہی ارمان ہے
غم نہین ہی جو بسیر مجہی ویران نہوا

شب معراج ہمیرلی وہ رتبہ پایا
رشک آیا یہ فرشتی کو مین انسان نہوا

٩

آنکھ کا حلقہ نہین ہے دائرہ ہی صاد کا
ابروی خمدار خلعت ہی کسی استاد کا

رنج تھوڑا ہی بہت ہی نازنینون کی لیی
ہی پری کی واسطی شیشہ قفس فولاد کا

چشم مست یار میری فکر سی غافل نہین
الحذر ای مرغ دل یہ خواب ہی صیاد کا

دلخراشی ناخن غم کی جو کھلاون کبھی
بیستون مین ہند ہو دم تیشہ فرہاد کا

جیسی زندان مین تو دیوانہ آیا ای پری
خانہ زنجیر مین غل ہی مبارکباد کا

الفت قامت نچھوڑینگی کبھی ہم خاکسار
کب ہوا سایہ جدا شمشاد سی شمشاد کا

ساقیا تیری جدائی سی شراب ناب مین
ذائقہ ہی سرکہ پیشانی زہاد کا

جب نظر آئی خطوط بال مرغان چمن
زائچہ سمجھا مین اوسکو طالع صیاد کا

وصف تیری حسن کا کیا کیجیی اری رشک حور
داغ ہی یہ یون کی دل مین عشق آدم زاد کا

لی ہی جو مہتاب نی خورشید سی تعلیم نور
داغ چہری پر نشان ہی سیلی استاد کا

قید ہونیکا نہین غم ہی فقط اتنا الم
جی نہ گھبرائی اندھیری مین مری ہمزاد کا

ہی فغان دل مین میری نسبت سنگ شرار
گرد عارض مین ہی عالم جوہر فولاد کا

کسطرح کاٹی مضامین کو ہمارا کلک تیز
آدمی پر ذبح ہونا شاق ہی اولاد کا

کی نگاہ ہون سے یہان تک کون نے ناوک فگنی
خاک تودہ آسمان جسمین جہنکی سے رہا ہوگیا

حال الفت کا کمال اہل دل سے کم نہیں
جسقدر ہمنے چھپایا آشکارا ہوگیا

کاتب قدرت ہوا ایجو دیہ رعب حسن سے
مصرع ابرو رقم اوس سے دوبارا ہوگیا

ہون وہ وحشی ڈر کی مجھسی آگیا سیت کو نجار
لیگئی جسبن شہر مین وحشت بخارا ہوگیا

خصم سے شیرین ادائی اوس ستم ایجاد کے
ہاتھ مین جسدم لیا نیزہ دکتارا ہوگیا

خط مین ظاہر ہے اب سکی لب شیرین کا وصف
نکتیان نقطے بنی کاغذ کارا ہوگیا

زلف رخ پر چھوڑ کر بولا وہ طفل برہمن
آج پوشیدہ گہن مین چاند سارا ہوگیا

ہو مقابل اوس صنم کا کسکا جگر
ہٹ گئین ٹوٹین جو یہ لشکر صف آرا ہوگیا

غیر کی ہمراہ وہ بیٹھی جو کشتی پر اسیر
قلزم ہستی سے عاشق کا کنارا ہوگیا

ہو نہین زخمی تیغ ابرو سے ستم ایجاد کا
چاہیے زخمون کو مرہم بیضۂ فولاد کا

ہے نشاط عید نظارہ رخ جلاد کا
ہو رہا ہے زخمیون مین غل مبارکباد کا

آب و آتش کا ہنگامہ ہے نہ خاک و باد کا
حال ابتر ہوگیا مجموعۂ اضداد کا

ن شیرین نے عجب فرہاد کو خلعت دیا — زخم تیشہ سر پر اوسکی گوشوارا ہو گیا

ہر رگ گل تیری فرقت میں بنی مژگان تر — پہول تہا جو صحن گلشن میں وہ خارا ہو گیا

خواب میں ہمکو نظر آیا یہ رخ پرنور یار — بند جب آنکھیں ہوئیں حاصل نظارا ہو گیا

ہر زبان پر تذکرہ ہی اس سخن کا ای امیر
نام سے میری نگینہ شہر سارا ہو گیا

کنگرہ سمون بلند ایسا ہمارا ہو گیا — عرش اعظم کا یہ موتی گوشوارا ہو گیا

دل ہمارا تہا جو منسوب تمہارا ہو گیا — ملکت آخر اپنی سی جارا ہو گیا

آدم خاکی طلسم قدرت اللہ ہے — عرش کیا تا لامکاں اسکا گذارا ہو گیا

غرق کردیتا ہمیں طوفان بحر لا الہ — مل گئی پر کشتی الا سہارا ہو گیا

عشق خط سبز سے چمکا دل مضطر مرا — سیم خالص بیٹہ کر بوٹیسی پارا ہو گیا

سیج ہے تکرار سخن کہو دیتی ہے قدر سخن — کب ہے مطلع قافیہ جس میں دوبارا آ گیا

خال و خط کا تیرے ہی حسن صفت شیدہ و کیمیا — حرف سلمہ نگنی نقطہ ستارا ہو گیا

عاشق و معشوق میں ہے نسبت خورشید و صبح — یہ ہوا پوشیدہ جب وہ آشکارا ہو گیا

ہوا ہی میکدہ مقتل اسیر اوسکی جدائی مین
نہو کیونکر تبسم جام می پر زخم خندان کا

ڈوبنا جب عین حدت مین گوارا ہو گیا
مد بسم اللہ دریا کا کنارا ہو گیا

سختی ایام کا صدمہ گوارا ہو گیا
ساقیا شیشی سی تیہر دل ہمارا ہو گیا

موسم پیری مین کبر نوجوانی کب تلک
چونک غافل شب گئی دن آشکارا ہو گیا

کی خریداری یہانتک بینی جنس حسن کی
مشتری میرے مقدر کا ستارا ہو گیا

دہیان بلبل نی یہ باندہا گیسوی صیاد کا
آشیانہ سانپ والی کا پٹارا ہو گیا

گل ہوا غنچہ جو بو جامی سی باہر ہو گئی
دل ہوا زخمی اگر راز آشکارا ہو گیا

فصل گل مین نیت اہدی بی اسکی تو
طاق پر تسبیح رکہدی استخارا ہو گیا

ہون مین وہ وحشی کہ بہاگی دونون صحبت سی مری
نقش پا آہو بنا سایہ چکارا ہو گیا

قبر مین اوترا اگر مردہ تری بیتاب کا
ہم یہی سمجھی کنوئین مین بند یارا ہو گیا

مثل اختر ہین سکتی ہین اعضای بدن
گہر شکنجہ اوسکی فرقت مین ہمارا ہو گیا

گر جہکا تہا چشم زاہدی مین بادہ تو
ساقیا دست سبو کا پر سہارا ہو گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصنِ حصین ہے ذکر جناب امیر کا
جوشن ہے نام پاک شفیع کبیر کا

قول علی حدیث پیمبر سی کم نہیں
فرمان بادشاہ ہی شقہ وزیر کا

آیا نظر کلیم کو جلوہ جو طور پہ
پرتو تھا ایک حیدر روشن ضمیر کا

دیکھا نہ چشم نی نہ کبھی گوش نی سنا
مجمع ہی وہ صفات سمیع و بصیر کا

کیونکر نہو بلند سلیمان سی مرتبہ
دوش نبی ہے پایہ علی کے سریر کا

موسی کے ہاتھ مین رہا ہے کسطرح عصا
دربان تھا باب علم رسول کبیر کا

PK
2198
A75A17
1854
LIBRARY
FEB 27 1976
UNIVERSITY OF TORONTO

بتوفیق خدای جہان آفرین جلا بخش [illegible] زیند

ہر دو دیوان اردو از نتائج افکار طبع آبدار دبیر با تدبیر میر منشی ذی العز [illegible]

زمان المخاطب من حضرت السلطان بدبیر الدولہ دبیر الملک منشی مظفر علی خان بہادر [illegible] جنگ [illegible]

یہ گلستان سخن

سنہ ہجری

و ثانی بر حاشیہ سے

یہ ریاض مصنف

سنہ ہجری

کہ ہر دو نام تاریخی اند باہتمام معتمد الدولہ احسان الملک کپتان مرزا محمد مہدی علی خان بہادر [illegible]

حسب الحکم مہر ذیل مطبع [illegible] الملک [illegible] لکھنؤ سے لسلطان المطابع در کلان [illegible]

بمطبع علوی علی بخش خان مطبوع طبایع گردید

دیوان اردو